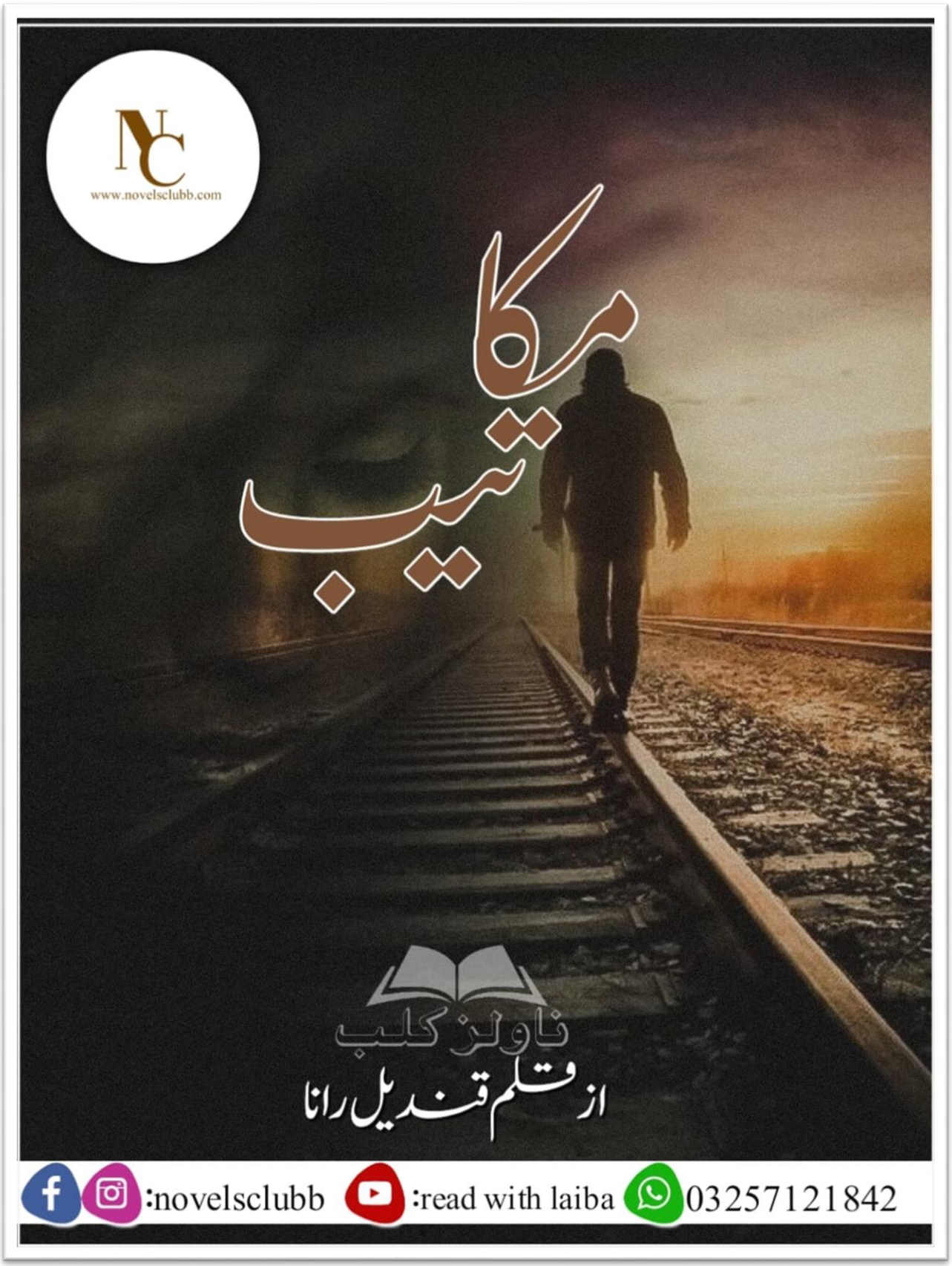
www.novelsclubb.com
مکاتیب
ناولز کلب
از قلم قندیل رانا
:novelsclubb
:read with laiba
03257121842

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول،افسانہ،شاعری، ناولٹ،کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک،انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

03257121842

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مکاتیب

دو دلوں کی ایک داستان

از قلم قندیل رانا

www.novelsclubb.com

سورج کی جھلسا دینے والی آگ نے آسمان کے ساتھ ساتھ زمین پر بھی اپنی تپش پھیلا رکھی تھی ۔عنابی رنگ کی ٹخنوں تک آتی کھلی فراک کے ساتھ اسی رنگ کے کھلے ٹراؤزر میں ملبوس وہ ایک ہی سمت میں چلتی جا رہی تھی۔اس نے سر پر گندمی رنگ کی چادر اور پیروں میں سادہ چپل پہن رکھی تھی۔ہر اٹھتے قدم کے ساتھ اس کے پیروں کی پازیب ظاہر ہوتی۔چل چل کر جب وہ تھک چکی تو سانس لینے کے لیے رکی۔آنکھوں کے قریب ہاتھ کا چھجا بنا کر اس نے اطراف میں نظر دوڑائی سارے میں صحرا پھیلا ہوا تھا دور دور تک کسی آدم زاد کے ہونے کا امکان نہ تھا۔ دائیں کاندھے پر ہلکے سفید رنگ کے کپڑے سے سلے ہوئے جھولے سے اس نے پانی کی بوتل نکالی۔بوتل میں پانی کی مقدار اتنی ہی تھی کہ جس سے صرف ایک انسان ہی اپنی پیاس بجھا سکتا تھا۔پیاس کی شدت سے اس کا حلق خشک ہو رہا تھا اس سے پہلے کہ وہ پانی کی بوتل اپنے ہونٹوں تک لے جاتی ایک درویش اس کے سامنے نمودار ہوئے۔

"پانی مل سکتا ہے بیٹی؟"چھڑی کا سہارا لیے کھڑے درویش نے اس سے پوچھا۔ پور نور چہرہ چمکتی ہوئی آنکھیں اور نرم لہجہ یقیناً وہ خدا کے نیک بندوں میں سے تھے۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

کچھ ڈرتے سہمتے ہوئے لڑکی نے پانی کی بوتل ان کی طرف بڑھادی۔اپنے اس عمل پر وہ ششدر رہ گئی یہ عمل اس نے کسی ڈر کے زیر اثر آکر نہیں کیا تھا بلکہ وہ ان کی پر اثر شخصیت کی طرف راغب ہوئی تھی۔سفید مائل رنگ کا کھلا چوغہ پہنے درویش نے سر پر سفید پگڑی باندھ رکھی تھی۔وہ کسی بھی زاویہ سے مجبور اور بے سہارا نہیں لگ رہے تھے۔پھر بھی اس نے انہیں اپنا پانی دے دیا۔وہ حیران ہوئی۔

"اللہ بھلا کرے تمہارا۔" انہوں نے پانی پی کر خالی بوتل اسے واپس کر دی۔وہ جانے کے مڑے ہی تھے کہ ٹھٹھک کر رک گئے۔

"کیا معاملہ ہے بیٹی؟" پریشان حالت میں اسے وہیں بیٹھتا دیکھ درویش اس کی طرف متوجہ ہوئے۔

"میرا سفر بہت طویل ہے اور اس وقت سب سے قیمتی چیز یہی تھی میرے پاس،وہ بھی آپ کو دے دی اب خود گزارا کیسے کروں گی؟"اس کی حالت ایسی ہو رہی تھی کہ دیکھنے والے سمجھتے وہ اپنا سب کچھ گنوا بیٹھی ہے۔انسان کمزور ہوتا ہے اگر جوش میں آکر نیکی کر بھی دے تو بعد میں اس عمل سے پیش آنے والے مسائل کے خیال سے ہی گھبرا جاتا ہے۔یہی کیفیت اس وقت اس لڑکی کی ہو رہی تھی۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

درویش کچھ فکر مند ہوئے پھر مضطرب ہو کر کچھ سوچنے لگے جیسے شاید انہیں یہ پانی نہیں پینا چاہیے تھا۔ پھر بولے۔ "جھلیے اگر اس کی راہ میں قربانی دی ہے تو دل بڑا کر اور اس پر یقین رکھ وہ کسی کو اکیلا نہیں چھوڑتا۔ جس نے میرا انتظام کیا ہے کیا وہ تجھے اکیلا چھوڑ دے گا؟" وہ سوچ میں پڑ گئی۔

"کچھ کھو جانے پر تکلیف تو ہوتی ہی ہے۔" لڑکی نے سرسری سے انداز میں کہا۔ انسان نہ جانے کیوں بھول جاتا ہے کہ جس خدا کا قرب پانے کے لیے اس نے قربانی دی ہے وہ خدا کبھی بھی مشکل وقت میں اسے اکیلا نہیں چھوڑے گا۔

"اگر قربانی کے انعام کی خواہش ہے تو صبر کرنا ہو گا۔" وہ مسکرائے۔ "جب خدا کچھ دے تو اس کا شکر ادا کرو اور جب وہ واپس لے لے تو کہو ہم اسی کے ہیں اور اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔" انہوں نے باقاعدہ آسمان کی طرف دیکھتے ہوئے اپنے دائیں ہاتھ کی شہادت کی انگلی سے اوپر کی جانب اشارہ کیا۔

"میری بات سنو بیٹی۔" درویش نے اسے اپنی طرف متوجہ کیا۔ وہ ان کی آنکھوں میں دیکھنے لگی۔ "خدا کبھی دے کر آزماتا ہے اور کبھی لے کر۔" وہ آنکھوں سے اوجھل ہو چکے تھے مگر ان کی آواز اب بھی لڑکی کی سماعتوں میں گونج رہی تھی۔ کون جانے کب تک یہ آواز اس کے ساتھ رہنے والی تھی۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

☆☆☆☆☆

"ادھر پیچھے کی طرف بال دو۔" زاویار چلایا۔

کھلاڑیوں کے چہرے پسینے سے تر تھے۔ وقفے وقفے سے چلنے والے ہوا کے جھونکے ان کی مندی ہوئی صورتوں پر ہلکی سی مسکان پھیلا دیتے۔ اور وہ جوش سے آگے بڑھتے جاتے۔ آنکھوں میں جیتنے کی امید تھی مگر دلوں میں کسی کو ہرانے کی خواہش نہیں تھی۔ کھیلوں کی یہی بات تو بہت خوبصورت ہے۔ یہ پیار بانٹتے ہیں، رنجشیں مٹاتے ہیں، بچوں کو غلط سرگرمیوں سے بعض رکھتے ہیں۔ تماشائی پر جوش ہو کر ساری کاروائی ملاحظہ فرما رہے تھے۔ اور اپنی پسندیدہ ٹیم کے لیے دعا گو تھے۔

www.novelsclubb.com

"حسین بال کو دوبارہ مت چھونا۔" ہوا میں اچھلتی بال کو دوبارہ حسین کی طرف جاتے دیکھ پیچھے سے سلیمان چلایا تھا۔

میدان میں آج بہار کا سماں اور میلے سا جشن تھا۔ صرف تماشائی ہی خوش نہیں تھے بلکہ میدان کی مٹی بھی ان قدموں کی آہٹ پر شاداں تھی جو نہ جانے کتنے برسوں بعد آج دوبارہ اس بنجر زمین پر براجمان ہوئے تھے۔ ان قدموں کا احسان وہ کیونکر چکا سکتی تھی جنہوں نے اسے پہچان

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

بخشی تھی۔ جانتا ہی کون تھا اس کے بارے میں، کسے خیال تھا اس ٹکرے کا جو کوئی پھل نہیں اگا سکتی تھی۔ وہ افسردہ رہنے لگی تھی۔ گم سم۔ اداس۔ خود سے نالاں۔ پھر وہ آیا۔ سب کا پیارا۔ سب کی آنکھوں کا تارا۔ جو بچپن سے ہی سب کا احساس کرتا تھا تو بھلا اس کو اکیلا کیسے چھوڑ دیتا۔ سلیمان جمشید نے اپنے دوستوں کے ساتھ مل کر اس بنجر زمین کو آباد کیا۔ وہ سورج کے ڈھلتے ہی یہاں کا رخ کرتے گھنٹوں ادھر کھیلتے وقت گزارتے اور شام ہوتے ہی واپس چلے جاتے۔ اسے بھی تو اپنا آپ معتبر لگنے لگا تھا۔ وہ فضول اور ناکارہ نہیں تھی بلکہ وہ تو کسی اور فرض کے لیے بنائی گئی تھی گاؤں کے نوجوانوں کو غلط مشاغل سے بعض رکھنے کے فرض کے لیے۔ وہ تو عظیم تھی اور یہ عظمت اسے سلیمان جمشید نے دلائی تھی۔ وقت گزرا اور ان لوگوں نے آنا چھوڑ دیا مگر گاؤں کے دوسرے نوجوانوں نے اسے تنہا نہیں چھوڑا تھا۔ وہ آج بھی آتے تھے لیکن اسے تو اپنے محسنوں کا انتظار رہتا تھا جو آج نہ جانے کتنے سالوں بعد اپنی تکمیل کو پہنچا تھا اس کے تمام محسن آج پھر سے اکٹھا تھے۔ ایک ٹیم بن کر کھیل رہے تھے۔ اس کا خوش ہونا لازم تھا۔

"اووو!" باہر بیٹھے تماشائیوں کی افسردہ آواز گونجی۔

"حسین یار کہا بھی تھا اتنی تون مت نکالو اب دیکھو تم آج بچوں سے ہر واؤ گے۔" سلیمان کی بات پر میدان سے باہر بیٹھے بچے قہقہے لگانے لگے۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

والی بال میں اگر ایک کھلاڑی ایک ہی باری میں بال کو دو دفعہ چھو لے تو وہ ٹیم اپنا پوائنٹ گنوا دیتی ہے اور حسین یہ غلطی دوسری دفعہ کر چکا تھا۔ مقابلہ سخت تھا کبھی ایک ٹیم بازی لے جاتی تو کبھی دوسری۔ جیسے ہی نوجوانوں کی ٹیم کوئی پوائنٹ گنواتی باہر بیٹھے بچے سلیمان کے نام کے نعرے لگانا شروع ہو جاتے۔ خیر ہر قسم کے شور شرابے اور بحث و مباحثے کے بعد کھیل برابر رہا ۔بچے تو اس فیصلے سے بالکل متفق نہیں تھے ان کے خیال میں دھاندلی ہوئی ہے ورنہ ان کے سلیمان بھائی کی ٹیم ہی جیتی ہے۔ مغرب کی اذان ہوئی تو سب مسجد کی طرف چل دیے۔ چونکہ آج کل سلیمان جمشید چودھری گاؤں میں ہیں اس لیے کسی کا کوئی بہانہ نہیں چلنے والا تھا۔ نماز کسی کی قضا نہیں ہو گی۔

☆☆☆☆☆

www.novelsclubb.com

"سلیمان بھائی کی رات تو آج نوافل ادا کرتے گزرے گی۔" گاڑی چلاتا ہوا ارمان ہنستے ہوئے بولا ۔نماز کے بعد وہ لوگ گھر جا رہے تھے۔

"کیوں بھئی؟" پیسنجر سیٹ پر بیٹھے سلیمان نے تعجب سے پوچھا نظریں باہر ساتھ دوڑتے درختوں پر گھڑی ہوئی تھیں۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

"کل آپ لوگ بڑی حویلی جا رہے ہیں نا اس لیے۔" پیچھے بیٹھے ماہد نے گفتگو میں اپنا حصہ ڈالا تھا۔ سلیمان نے مڑ کر اسے نا سمجھی سے دیکھا۔

"وہ پچھلے پانچ سالوں میں پورے سات رشتوں کو انکار کر چکی ہیں آٹھویں آپ بھی ہو سکتے ہیں۔" ماہد نے باقاعدہ دونوں ہاتھوں کی سات انگلیاں دکھائیں تھیں۔

"تم دونوں نے میرا دل جلانے کی قسم کھا رکھی ہے کیا؟" وہ جل کر رہ گیا۔

کھیتوں کو چیرتی ہوئی جاتی کار میں دونوں کا زوردار قہقہہ گونجا تھا۔

☆☆☆☆☆

تقسیم ہند کے بعد انور چودھری اپنے والدین اور بیوی کے ہمراہ ہوشیار پور سے ہجرت کر کے لاہور کے قریب ایک گاؤں میں آ بسے۔ وہ ایک مالدار اور عزت دار گھرانے سے تعلق رکھتے تھے۔ معاشرے میں ان کا ایک مقام تھا۔ محض ان کے نام لے دینے سے ہی بہت سے لوگوں کے کام ہو جایا کرتے تھے۔ بٹوارے کے بعد گورنمنٹ نے ان کو ان کی پچھلی زمین کے حساب سے جو زمین مہیا کی تھی وہ اتنی تو نہ تھی جتنی وہ پیچھے چھوڑ آئے تھے مگر اس کے باوجود ان کی زمینیں سات دیہاتوں میں پھیلی ہوئی تھیں۔ لوگ ان کے پاس اپنے مسائل لے کر آتے تو بڑی

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

خوش اسلوبی سے انہیں حل کر دیتے اور اسی طرح گاؤں والوں نے انہیں اپنا سرپنچ منتخب کر لیا۔ وہ یہ ذمہ داری بڑی ایمانداری سے نبھاتے رہے۔ ہر انسان کی آزمائش مختلف ہوتی ہے ایسے ہی چراغ بی بی اور انور چودھری بھی ایک آزمائش سے گزر رہے تھے۔ ان کے ہاں جب بھی کوئی اولاد ہوتی تو وہ پیدا ہوتے ہی فوت ہو جاتی یا پھر کچھ مہینوں بعد بچہ بیمار ہوتا اور اسی بیماری میں اپنے خالق کے پاس جا بستا۔ شادی کے پندرہ سال ہونے کو تھے اور ان کے ہاں کوئی بچہ نہ تھا۔ لوگ انور صاحب کو دوسری شادی کا مشورہ دیتے جسے وہ یہ کہہ کر رد کر دیتے کے خدا نے اگر چاہا تو وہ مجھے اس بیوی سے بھی اولاد عطا کر سکتا ہے۔ بہت پیار تھا انہیں اپنی بیوی سے۔ ایک دفعہ انہیں کہیں سے معلوم پڑا کہ گاؤں کی عورتیں اپنی کنواری لڑکیوں اور نئی بیاہتا سہاگنوں کو چراغ بی بی کے پاس نہیں جانے دیتیں کہ کہیں ان کا سایہ ان کی بچیوں پر نہ پڑ جائے تو انہوں نے بڑے جوش سے گاؤں کے مردوں سے کہا کوئی ضرورت نہیں اپنی عورتوں کو میرے گھر بھیجنے کی۔ ان کے صبر اور دعاؤں کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ نے انہیں یکے بعد دیگرے دو بیٹوں سے نوازا۔

دستگیر چودھری اور ظہیر چودھری۔ دونوں بھائیوں میں بہت پیار تھا۔ جس کی گواہی پورا زمانہ دیتا تھا۔ کون جانتا تھا جس بیوی کو لوگ چھوڑنے کا مشورہ دیتے تھے ان کے بطن سے پیدا ہوئی اولاد کو خدا کیسے بڑھانے والا ہے۔ دستگیر صاحب اور صفیہ صاحبہ کو اللہ تعالیٰ نے دو بیٹوں اور

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

ایک بیٹی سے نوازا۔اسفیندیار،ذبیر اور صالحہ۔جبکہ ظہیر صاحب اور کلثوم صاحبہ کو اللہ تعالیٰ نے تین بیٹے عطا کیے۔جہانگیر، جمشید اور کاظم۔انور صاحب کی دو حویلیاں تھیں۔جو سفید حویلیوں کے نام سے مشہور تھیں۔دور رہ کر چونکہ کچھ کام سہی سے سرانجام نہیں ہو پا رہے تھے تو ظہیر چودھری اپنے بیوی بچوں کے ساتھ دوسری حویلی منتقل ہو گئے۔اس کے بعد سے لوگ دستگیر چودھری کی حویلی کو ان کے درجے کے حساب سے بڑی حویلی اور ظہیر چودھری کی حویلی کو چھوٹی حویلی کہہ کر پکارنے لگے حالانکہ دونوں حویلیوں میں کچھ خاص فرق نہ تھا۔دونوں بھائیوں کے بچوں میں بھی بہت پیار تھا اور یہی پیار آج ان کے بچوں میں بھی برقرار ہے۔

☆☆☆☆☆

www.novelsclubb.com

لاؤنج میں معمول سے ہٹ کر رونق کا سماں تھا۔تحائف،لوازمات میٹھایوں اور پھلوں سے لدے ہوئے ٹوکرے جگہ جگہ پڑے ہوئے تھے وہ سب بھی یہی تشریف فرماں تھے۔

"کون کون جا رہا ہے۔"پندرہ سالا منحہ کچھ پیک کرتے ہوئے لاپرواہی سے بولی۔

"آئرہ!"مہک کے ہاتھ سے دودھ کا گلاس پکڑتے ہوئے سلیمان بولا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

"مان بھائی میں بالکل نہیں جاؤں گی۔ وہ لڑکی میرا قتل کر کے مجھے کہیں پھینک دے گی اور آپ سب کو کوئی سراغ بھی نہیں ملے گا۔" وہ تو چیخ اٹھی، اپنی ماموں زاد اور بیسٹ فرینڈ سے بات چھپا کر اسے اپنا وجود کسی غدار سے کم نہیں لگ رہا تھا۔

معمول کی گفتگو میں مصروف مرد حضرات میں چائے کا دور چل رہا تھا گو کہ وہ اسی چھت تلے موجود تھے لیکن ان کی بحث پر وہ دھیان نہیں دے رہے تھے۔

زاویار کے بالوں میں مالش کرتی ہوئی صالحہ خوشی سے پھولے نہیں سما رہی تھیں ان کی بھتیجی اب سے ان کی آنکھوں کے سامنے رہے گی اس سے بہتر وہ کیا چاہ سکتی تھیں۔ صالحہ کی شادی اپنے چچا زاد جہانگیر سے ہوئی تھی۔ ان کے تین بچے تھے حظیفہ، زاویار اور آئرہ۔

"ویسے ارمان کیا لگتا ہے، کیا کریں گی وہ؟" ماہد سلیمان کو چڑانے والے انداز میں بولا۔

"شوٹ کر دیں گئیں۔" ماہد ہنس دیا۔ "نہیں نہیں کھولتی ہوئی چائے گرائیں گی۔"

"چاچو دیکھ رہے ہیں آپ؟" سلیمان نے شکایتی نظروں سے طیبہ اور کاظم کو دیکھا۔ طیبہ نے اپنے بیٹوں کو گھورا مگر اس وقت ان پر کوئی چیز اثر نہیں کر سکتی تھی۔

"تنگ مت کرو میرے بیٹے کو۔" کاظم چودھری کے مصنوعی گھرکنے پر دونوں منہ بنا کر رہ گئے۔ بچوں کی باتوں کو جھٹک کر ثریا اور طیبہ کسی تحفہ پر صالحہ کی رائے مانگنے لگیں۔ وہ سب صبح

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

کی تیاریوں میں سر تا پیر غرق تھیں۔اور پھر ان بچوں کی چہ مگویاں چھوٹی حویلی پر خوشیاں مہربان تھیں۔

"ابو یہ بھی تو ہمیں اتنا ڈانٹتے تھے اب ہماری باری ہے تنگ کرنے کی۔" باپ کے تنبیہ کرنے پر مرحہ اور منحہ اپنے بھائیوں کے لیے میدان میں اتر آئیں۔

"ہاں ہی کرے گی دیکھ لینا تم لوگ۔" مہک نے سلیمان کو تسلی دی۔بھائی کے لیے بیوی کی محبت دیکھ کر حظیفہ مسکرا دیے۔ مسکرائے تو گھر کے در و دیوار بھی تھے جو بچپن سے ان کے پیار اور محبت کے چشم دید گواہ ہیں۔ مہک کو بچپن سے ہی سلیمان سے عشق تھا۔اس کی اس قدر محبت سے کبھی کبھی ثریا اور جمشید بھی جیلس ہونے لگتے تھے۔ان کے بچے ان سے زیادہ ایک دوسرے کی سنتے تھے ایک دوسرے کی مانتے تھے۔

"ارے میرا گلہ دبا دے گی۔" آئرہ الگ ہی فکر سے دوچار تھی۔سب دوبارہ اس کی طرف متوجہ ہوئے۔

"میرا خیال ہے حفظہ ما تقدم ایک سیڈ سونگ لسٹ تیار کر لینی چاہیئے۔" زاویار اپنے دوست کے دل کی حالت سے بخوبی واقف تھا اس لیے اس نے مزید تنگ کرنا اپنا فرض سمجھا۔سب اسے تنگ کر رہے تھے اور زندگی میں پہلی بار وہ اس سب سے خائف ہو رہا تھا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

"ہاں ہاں سب کرنا بس دعا مت کرنا۔" ناراضی سے کہہ کر وہ لاؤنج سے نکل گیا۔ سب اس کو جاتا دیکھ ہنسنے لگے۔

☆☆☆☆☆

مہتاب کا نور کھلی کھڑکیوں سے اندر جھانک رہا تھا۔ اس نے سرمئی کمرے کو روشن کر رکھا تھا۔ کمرے کی بالکنی میں کھڑا وہ پورے چاند کو اس قدر سنجیدگی سے دیکھ رہا تھا جیسے اس سے اہم کام تو روئے زمین پر کوئی اور بچا ہی نہیں۔ کیا وہ صرف دیکھ رہا تھا؟ یقیناً نہیں۔ آنکھوں کے ساتھ دل بھی کام کر رہا تھا۔ یعنی کہ وہ کچھ سوچ بھی رہا تھا۔ مگر کیا؟ وہ مسکرا نہیں رہا تھا۔ اس کا مطلب وہ دل کی خوش فہمیوں کو نہیں سن رہا تھا۔ یعنی وہ دماغ کے بنائے گئے وسوسوں میں گھرا ہوا تھا۔ کون سے وسوسے کیسے خدشات؟ وقتاً فوقتاً ٹھنڈی ہوا کا جھونکا کہیں سے آتا اور بالوں کو ماتھے پر بکھیر جاتا جنہیں وہ دائیں ہاتھ کی انگلیوں سے پھر سے سنوارنے لگتا۔ آج رات بے شک ساری دنیا سو جائے مگر سلیمان جمشید چودھری کا تو انتظار ختم ہونے کو تھا اس کی سیاہ آنکھوں میں آج نیند نہیں اتر سکتی تھی۔ پانچ سال سے وہ اس آگ میں جل رہا ہے اس امید سے کہ کبھی تو وہ ظالم اپنی ایک نگاہ سے اس آگ کو بجھائے گی، مگر وہ ظالم ہی کیا جو رحم کر دے۔ کیا وہ واقعی ظالم ہے؟

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

کیاان کی کوئی جنگ چل رہی ہے؟ نہیں تو۔ پھر یہ وسوسے کیوں؟اس کے عنابی ہونٹوں کو زخمی مسکراہٹ نے چھوا۔ کیا تھااس مسکراہٹ میں شاید ڈرا سے کھو دینے کا اس سے دور ہو جانے کا۔ وہ اپنے خیالوں میں ہی گم تھا جب کمرے کے دروازے پر دستک ہوئی۔

"آپ؟" دروازہ کھولتے ہی سامنے کھڑے شخص کو دیکھ کر وہ قدرے حیرانگی سے بولا۔

☆☆☆☆☆

"تم نے کبھی چاند کو دیکھا ہے؟لوگ کہتے ہیں وہ بہت حسین ہے۔" وہ مسکرایا۔"مگر میں کہتا ہوں وہ بہت مضبوط ہے۔" اس کی آنکھیں چمک رہی تھیں۔"چاند ہمیں اس لیے نہیں پسند ہونا چاہیے کہ وہ بہت حسین ہے بلکہ اس لیے پسند ہونا چاہیے کیونکہ وہ مضبوط ہے۔اس کی اسی خوبی کی وجہ سے وہ مجھے اپنے داغوں سمیت پسند ہے۔" مسکراہٹ گہری ہوئی۔"جب کوئی پسند آجائے اور اس سے پیار ہو جائے تو اس کے عیب معمولی اور بے معنی لگنے لگ جاتے ہیں۔ نظر آتا ہے تو بس، محبوب، اس کی خوبیاں، اس کی مسکراہٹیں۔" وہ کچھ سوچنے کے لیے رکا۔"تمہیں میری باتوں کی سمجھ نہیں آرہی ہو گی۔ میں بھی کیا کروں میرا دل صرف تم سے باتیں کرنے کو

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

کرتا ہے۔ کس بابت وہ تو میں نے کبھی سوچا ہی نہیں۔اس لیے جو دل میں آتا بولتا جاتا ہوں تم بس سنتی رہنا۔"

☆☆☆☆☆

آفتاب کی روشنی ابھی مکمل طور پر پھیلی نہیں تھی لیکن اندھیرا واپس لوٹ چکا تھا۔پرندوں نے گھونسلوں سے نکل کر منڈیروں پر قبضہ کر لیا تھا۔اور اپنی سریلی میٹھی آوازوں سے فضا میں رونق پھیلا رکھی تھی۔چوڑی دار پاجامے کے ساتھ ٹخنوں تک آتی لاونڈر رنگ کی فراک پہنے وہ حویلی کے اوپری منزل کے برآمدے میں اندھا دھن بھاگ رہی تھی۔کھلے گھنے سیاہ بالوں نے اس کی کمر کو ڈھانپ رکھا تھا جبکہ ایک ہاتھ سے وہ آنکھوں کے سامنے آتے بالوں کو ہٹاتی اور دوسرے سے دوپٹے کو سنبھالنے کی ناکام کوشش کرتی جا رہی تھی جو مکمل طور پر زمین کی صفائی کرنے میں مصروف تھا۔بائیں پاؤں کی پائل بھاگنے کی وجہ سے مسلسل شور مچا رہی تھی۔ مگر وہ اس سے لاپرواہ تھی۔پائل کے شور سے بھلا اس کا کیا واسطہ؟

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

"بی جان کیویز جیت گئی، کہاں ہیں انتسار بھائی ان کو بولیں اب چھپنے سے کچھ نہیں ہو گا ۔"بھاگنے کی وجہ سے سانس پھولا ہوا تھا آواز میں لرزش تھی اور وہ ہانپتی ہوئی بولے جا رہی تھی۔

"موئی یہ کیا بلا ہے؟"اب صفیہ صاحبہ ٹھہریں سادہ خاتون کیا جانے کس بارے میں بات ہو رہی ہے۔

"نیوزی لینڈ کی کرکٹ ٹیم ہے بی جی۔"صحن میں داخل ہوتے ہادی نے ان کی معلومات میں باقاعدہ اضافہ کیا۔

"جو انگلینڈ سے ٹیسٹ میچ جیت گئی ہے اور انتسار بھائی آپی سے پورے پانچ ہزار کی شرط ہارے ہیں۔"

"کتنی بار منع کیا ہے میں نے بعض کیوں نہیں آتے تم لوگ اپنی حرکتوں سے۔"خدیجہ ناشتا تیار کرنے کے لیے باورچی خانہ کی طرف بڑھتے ہوئے قدرے غصے سے بولیں۔وہ تنگ آچکی تھیں ان لوگوں کی بات بے بات شرط لگانے کی عادت سے۔

"بھئی امی اپنی یہ پابندی میری وصولی کے بعد لاگو کیجئے گا۔"وہ بی جان کی گود میں سر رکھے چار پائی پر چت لیٹ گئی۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

"کوئی آنے والا ہے کیا آج؟" آس پاس کی ہلچل دیکھ کر ہادی نے جانتے بوجھتے سوال کیا آنکھوں میں شرارت واضح تھی۔ پاس سے گزرتی حلیمہ چچی نے اسے باقاعدہ گھوری سے نوازا تھا جیسے کہہ رہی ہوں باز آجاؤ اپنی حرکتوں سے۔

"آپی آپ کی پیشی آئی ہے۔" وہ چونک کر اٹھ بیٹھی جب چچازاد کزن سودہ نے آکر اسے خبر سنائی۔

"ہائے اللہ دھوکا دے گئے کیا انتیسار بھائی، میں بتا رہی ہوں چچی اس دفعہ اگر انہوں نے میرا حق مارا تو ان کے لیے اچھا نہیں ہوگا۔" اندر کی جناب بڑھتے ہوئے حلیمہ چچی سے ان کے بیٹے کی شکایت کرنا وہ بالکل نہیں بھولی تھی۔

"کیا لگتا ہے کیا جواب دیں گیں وہ؟" سودہ نے ہادی سے سوال۔

"عباس شاہ کے رشتے سے کیوں انکار کیا تھا بھلا؟" اس نے بھی سوال کے بدلے میں اس سے ایک اور سوال کر ڈالا۔

وہ دونوں سوچ میں پڑ گئے اس رشتے میں تو کوئی خامی نہیں تھی پھر انکار کی کیا وجہ تھی۔ دونوں کزنوں کو الجھا ہوا دیکھ کر عشاء بھابی نے بھی باورچی خانہ کا رخ کیا۔ جانتی تھیں اس وقت وہ دونوں کسی کی بھی بات پر کان نہیں دھریں گے۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

☆☆☆☆☆

مردان خانہ کے پاس آکر اس نے دروازہ کھٹکھٹایا۔

"اندر آجاؤ گل نور!" بڑے ابا کی آواز پر وہ ٹھٹھکی ایسی بھی کیا غلطی ہو گئی مجھ سے جو مجھے پورے نام سے مخاطب کر رہے ہیں۔ وہ زیر لب بڑبڑائی اور آگے بڑھ گئی۔

اندر جاتے ہی اس کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئی صبح صبح وہاں سب موجود تھے۔

سربراہی نشست پر بڑے ابا بیٹھے ہوئے تھے بائیں طرف بابا اور ان کے ساتھ چچا جبکہ ان کے سامنے دائیں جانب صوفے پر دراب اور انتسار بیٹھے تھے۔ انتسار کو دیکھتے ہی اس کو اپنے پانچ ہزار یاد آئے تھے۔

"اسلام علیکم!" سلام اس نے سب کو کیا تھا مگر آنکھوں سے وہ انتسار سے بات کر رہی تھی جیسے کہہ رہی ہو اپنا حق نہیں چھوڑوں گی۔

"گل نور!"

"بڑے ابا آپ مجھے کنفیوز کر رہے ہیں۔" ان کے بلانے پر وہ چچازاد انتسار سے نظریں ہٹا کر ان پر لے آئی۔

"جبکہ ڈرے ہوئے تو ہم بیٹھے ہیں۔" دراب کی آواز پر انتسار ہنس دیا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

"بیٹھ جائیں ضروری بات کرنی ہے آپ سے۔"

"بولیں سن رہی ہوں۔" دراب کے سامنے سے گزرتی ہوئی وہ دیوار پر لگی پینٹنگ کی طرف بڑھ گئی۔

"رشتہ آیا ہے آپ کے لیے۔" بڑے ابا نے بات کا آغاز کیا، اس کے قدم تھم گئے وہ وہیں دراب اور انتسار کے درمیان بیٹھ گئی۔ کسی بھی رشتے کے آنے پر وہ ایسے ہی بدحواس ہو جایا کرتی تھی۔ اور پھر ہر رشتے میں کوئی نا کوئی خامی تلاش کر کے اپنی مضبوط دلیلوں کے ساتھ انکار کر دیتی۔

"لڑکا اچھا ہے ہمارا دیکھا بھالا ہے۔" اسفندیار نہایت عاجزی سے بولے ان کو یہ رشتہ ذاتی طور پر بہت پسند آیا تھا وہ انکار نہیں کرنا چاہتے تھے۔

"گھر والے بھی اچھے ہیں تمہیں ایڈجسٹ ہونے میں مشکل نہیں ہو گی۔" زبیر چچا نے مزید تمہید باندھی۔

ہر کوئی دلیلیں دے رہا تھا، اسے مطمئن کرنے کے لیے وضاحتیں پیش کر رہا تھا اور وہ خاموشی سے گردن جھکائے بیٹھی سوچ رہی تھی کہ ایسا کون سا شہزادہ ہے جس کے سب دیوانے ہوئے جا رہے ہیں۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

"آپ کے ابا(ظہیر چودھری)اور جمشید چودھری آج آرہے ہیں سلیمان کے لیے آپ کا ہاتھ مانگنے۔"

وہ ٹھٹھکی سلیمان کا رشتہ اس کے لیے ایسا کیسے ہو سکتا ہے۔اسے لگا شاید اسے سننے میں غلطی ہوئی ہے۔کچھ نا سمجھی سے اس نے اپنے بھائیوں کی طرف دیکھا۔اور انتسار کی مسکین شکل نے اس کی سماعتوں کی نظر ہوئی بات کی تصدیق کر دی تھی۔چند ثانیوں کے لیے اس کا دماغ ماؤف ہو گیا۔وہ شل سی بیٹھی رہی۔

"جیسے میری بیٹی کہے گی ویسا ہی ہو گا۔"بڑے ابا کی آواز اسے اپنے حواسوں میں واپس لائی۔ نظریں اب بھی نیچے بچھے سرخ قالین پر گڑھی ہوئی تھیں۔جس کے نقوش اس کے ذہن کو مزید الجھا رہے تھے۔

"پھر کیا جواب دیں ہم انہیں؟"بشمول بڑے ابا وہ سب کی نگاہوں کا مرکز بنی بیٹھی تھی۔یہ کوئی بڑی بات نہیں تھی ایسی نشستیں ان کے گھر کا معمول تھیں ہاں عنوان گفتگو مختلف ہوتے تھے۔ خیر یہ بات بھی ظاہر تھی کی کسی کی بھی نظریں اس کا فیصلہ بدلنے کی طاقت نہیں رکھتی تھیں۔یا پھر یوں کہنا زیادہ مناسب ہو گا کے اس گھر میں ہر کسی کو اپنی زندگی کا فیصلہ لینے کا حق تھا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

نظریں اٹھا کر اس نے خفا خفا نظروں سے اپنے بھائی کو دیکھا۔ دراب گڑبڑا گیا۔ وہ کھڑی ہوئی اس کے اٹھتے ہی سب کھڑے ہو گئے۔ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی وہ بڑے ابا تک پہنچی۔ اپنی نظریں اس نے بہر حال جھکا رکھی تھیں۔ مگر سر بلند تھا کیوں کے وہ اپنا فیصلہ سنانے جا رہی تھی۔

"جو آپ کی منشا ہو گی وہ مجھے قبول ہو گی۔" لہجہ پختہ اور آواز مضبوط تھی۔ ایک، محض ایک لمحے کی لیے اس نے اپنی نظریں بڑے ابا کی نظروں سے ملائیں تھیں اور پھر اگلے ہی لمحے نظروں کے ساتھ وہ اپنی گردن بھی جھکا گئی تھی۔

"کیا یہ وہی گل نور ہے جس نے پچھلی بار رشتہ آنے پر گھر میں طوفان کھڑا کر دیا تھا؟" انتسار کی سرگوشی سب نے سنی تھی۔

"چپ کروں تم۔" بڑے ابا نے اسے مصنوعی خفگی سے گھرکا۔

"اگر ہم نے ہاں کر دی تو؟" انداز ایسا تھا جیسے آنے والے وقت سے آگاہ کر رہے ہوں۔ دونوں ہاتھوں سے انہوں نے گل نور کو تھام لیا، ان کی آنکھیں چمک رہی تھیں، اور آواز میں خوشی کی لہر گل نور کو واضح محسوس ہوئی تھی۔

"میں بھی ہاں کر دوں گی۔" گل نور نے خود کو کہتے ہوئے سنا۔ اسے اپنے خون کی گردش تیز ہوتی محسوس ہوئی۔

بابا اسے خود سے لگا رہے تھے پیار کر رہے تھے وہ کچھ سمجھ نہیں پا رہی تھی۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

"کیا اس نے کسی کا ساتھ قبول کر لیا ہے؟ کیا وہ سلیمان جمشید کا ساتھ قبول کر رہی ہے؟" وہ خود سے سوال و جواب کرنے لگی۔

☆☆☆☆☆

مشرق سے طلوع ہوتے سورج کی کرنیں آہستہ آہستہ لوگوں کے گھروں میں داخل ہو رہی تھیں۔ گاؤں میں سب کی مصروف صبح کا آغاز ہو چکا تھا۔ کسانوں نے اپنا رخ کھیتوں کی طرف کیا۔ بیل گاڑیوں اور مدرسے سے واپس آتے بچوں نے گاؤں کی شفاف فضا میں رونق بھر رکھی تھی۔ بیلوں کی گردنوں میں بندھی گھنٹیوں کی آواز کانوں کو بھلی لگ رہی تھی۔ گرمیوں کی چھٹیوں کے آخری دن چل رہے تھے اس لیے گھر جانے کی بجائے سب بچے گلی محلوں میں کھیلنے میں مصروف تھے۔ سبزی فروش بھی تازہ سبزی لیے گلی گلی ہانک لگا رہے تھے۔

لکڑی کے بنے ہوئے ایک بوسیدہ دروازے پر دستک ہوئی۔ "کون ہے؟" اندر سے ایک بوڑھی آواز آئی۔

"فاطمہ اماں میں ہوں۔" مقابل اونچی آواز میں بولا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

"سلیمان بیٹا تم کب آئے؟" دروازہ کھولتے ہی انہوں نے اسے ایسے گلے لگایا جیسے صدیوں سے بچھڑے ہوئے بیٹے سے مل رہی ہوں۔

گندمی رنگ پر ستواں ناک جو غصے میں اکثر لال ہو جایا کرتی تھی لیکن اس وقت سرخ نہیں تھی کیونکہ وہ مسکرا رہا تھا۔اسے غصہ آتا ہی کب تھا؟ آخری بار اس کی ناک کب سرخ ہوئی تھی اسے خود بھی یاد نہیں ہو گا۔وہ اکثر مسکراتا ہوا ہی پایا جاتا تھا۔اور جب وہ مسکراتا تو ساتھ ہی نرمی سے بھری اس کی سیاہ آنکھیں بھی مسکرانے لگتیں۔وہ زندگی سے بھرپور انسان ہمیشہ دل سے مسکرایا کرتا تھا۔ان آنکھوں کی گہرائی میں بلا کی ذہانت چھپی ہوئی تھی۔

وہ اس کا ماتھا چوم رہی تھیں۔اپنے سامنے کھڑا کر کے اسے نہار رہی تھیں گویا آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچا رہی تھیں۔چھ فٹ سے نکلتا ہوا قد، مضبوط جسامت اور وجیہ شخصیت کا حامل وہ شخص گہری ہوتی مسکراہٹ کے ساتھ انہیں ہی دیکھ رہا تھا۔لاڈ سے۔پیار سے۔حق سے۔اور عقیدت بھی تو تھی ان آنکھوں میں۔

ڈارک براؤن بال جو دور سے کالے ہونے کا شبہ دیتے مگر قریب سے دیکھو تو مکمل کالے نہیں تھے ماتھے پر بے ترتیبی سے ماتھے اور آنکھوں کے سامنے بکھرے ہوئے تھے۔جس کا مطلب تھا وہ فجر کی نماز کے بعد سیدھا انہی کی طرف آیا ہے۔سیاہ شلوار قمیص میں ملبوس وہ کسی سلطنت کا مغرور شہزادہ لگ رہا تھا۔اس کی روشن کشادہ پیشانی دیکھ کر فاطمہ اماں اسے ہمیشہ کہتیں

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

تھیں۔"بڑے بختوں والا ہے تو۔"اور وہ قہقہ لگا کر ہنسنے لگتا جیسے اب ہنس رہا تھا۔فاطمہ اماں کو ہلکی بڑھی ہوئی شیو میں وہ بہت بھلا لگا تھا۔اسے اس طرح سے دیکھ کر وہ پھر سے جی اٹھیں تھیں۔

"تم گاؤں کب آئے؟"اسے چارپائی پر بیٹھاتے ہوئے وہ سلیمان سے پوچھنے لگیں لہجے میں پیار ہی پیار تھا۔

"دو دن پہلے۔"وہ مسکراتے ہوئے گویا ہوا۔سر پر پیار لینے کی غرض سے زاویار نے ان کے آگے اپنا سر جھکایا۔

"گلفام چچا نظر نہیں آرہے۔"فاطمہ اماں باورچی خانہ کی طرف چل دیں۔

"وہ تو دودھ لینے گئے ہیں، مگر تم آج میرے گھر کا رستہ کیسے بھول گئے، وہ تو چلو اپنی ڈیوٹی پر ہوتا ہے تم تو اپنی شکل دکھا جایا کرو۔"فاطمہ اماں زاویار سے گلہ کرنے لگیں۔

"کیا مطلب یہ آپ سے ملنے نہیں آتا اور یہ کاشف کدھر غائب ہے۔کیا وہ آپ کو دودھ نہیں دے کر گیا؟"سلیمان کو تفشیش ہوئی۔

"وہ تو بیٹا چار پانچ دنوں سے نہیں آیا۔"سلیمان کو اچھنبا ہوا۔

"ناشتا کرو گے؟"انہوں نے کچن سے آواز لگائی۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

"میں لچھے دار پراٹھا کھاؤں گا اور کوئی ضرورت نہیں اس زاویار کے لیے ناشتا بنانے کی ۔" سلیمان نے زاویار کو گھورا۔ زاویار نے اسے دانت دکھائے جیسے شرمندگی چھپا رہا ہو۔

فاطمہ اماں اور گلفام چچا کے ہاں کوئی اولاد نہیں تھی۔ مگر عمر کے اس حصے میں سلیمان نے کبھی ان کو اولاد کی کمی محسوس نہیں ہونے دی تھی۔ وہ اپنی ذاتی آمدنی سے ان کے اخراجات پورے کرتا تھا۔ جب بھی گاؤں آتا تو روز ان سے ملنے آتا، ان کے کام خود اپنے ہاتھوں سے کرتا اور پھر ان سے اپنے لاڈ بھی تو اٹھواتا تھا۔ اس کے آجانے سے ان کی زندگی لوٹ آتی تھی۔ وہ ایسا ہی تھا ، سب کا خیال رکھنے والا، پریشانیوں میں لوگوں کا ساتھ دینے والا، بڑے بڑے مسائل وہ چٹکیوں میں حل کر دیا کرتا تھا۔ سلیمان جمشید چودھری چھوٹی حویلی میں نہیں بلکہ لوگوں کے دلوں میں رہتا تھا۔ دلوں کو جیتنے اور چہروں پر مسکراہٹیں بکھیرنے کا فن وہ خوب جانتا تھا۔ گاؤں کے بچوں سے لے کر بڑوں تک سب اس کے ایسے دیوانے تھے جیسے کوئی عاشق اپنے محبوب کا ہوتا ہے۔ سب گاؤں والوں کا عشق تھا وہ۔

اور اس کا عشق؟ ایک ظالم شہزادی۔ جو اسے پچھلے پانچ سالوں سے تڑپا رہی تھی۔ مگر کیا وہ اس بات سے واقف تھی؟

☆☆☆☆☆

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

فاطمہ اماں کے گھر سے نکل کر وہ دونوں ایک تنگ سی گلی میں چل رہے تھے۔

"یہ کاشف کہاں غائب ہے مجھ سے ملنے بھی نہیں آیا۔" سلیمان کو پھر سے تفشیش ہوئی۔

کاشف کے ذمے اس نے کچھ کام لگا رکھے تھے جن کے عوض وہ اس کی پڑھائی کے اخراجات اٹھا تا تھا۔

"میں پتہ کرتا ہوں وہ کبھی بھی اتنا لاپرواہ نہیں رہا۔" فون پر کوئی نمبر ڈائل کرتے ہوئے زاویار بولا۔

"سلیمان بیٹا تم کب آئے؟"

"میں ابھی کچھ دن پہلے۔" مسکرا کر وہ ایک درمیانی عمر کے آدمی سے بگل گیر ہوتے ہوئے بولا۔

www.novelsclubb.com

"سارا اسکول میں بہت اچھا کم کر رہی ہے۔" انداز داد دینے والا تھا۔

"تمہاری مہربانی بیٹا تم نے اس کے کاغذات کلیئر کروا دیئے۔" وہ نرمی سے مسکرا دیا۔

"چچا یہ اس کا حق تھا وہ ایک ذہین بچی ہے۔" تازہ ہوا کی غرض سے لوگوں نے گھروں کے دروازے کھول رکھے تھے۔ بچے ہنستے کھلکھلاتے ہوئے ایک دوسرے کے پیچھے بھاگ رہے تھے۔ کبھی کسی کے گھر میں گھس جاتے کبھی دیواروں پر چھڑ جاتے۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

"اللہ تمہیں خوش رکھے۔" وہ دونوں مسکراتے ہوئے آگے بڑھ گئے۔

اس کی غیر موجودگی میں زاویار اس کے سب کام سنبھالتا تھا، مگر وہ سلیمان نہیں تھا اس جیسا کوئی نہیں تھا۔

☆☆☆☆☆

حویلی کے پچھلے ٹیرس پر بیٹھی دور کھیتوں میں کھوئی نہ جانے وہ کیا سوچ رہی تھی۔ وہاں مکئی کی کٹائی کا کام زور و شور سے چل رہا تھا۔ مرد حضرات فصل کی کٹائی کر رہے تھے اور عورتیں کٹی ہوئی فصل کو اکٹھا کر رہی تھیں۔ ان کے ساتھ موجود کچھ بچے درختوں کے نیچے بیٹھے پڑھ رہے تھے تو کچھ کھیل رہے تھے اور باقی تپتی دھوپ کی پرواہ کیے بغیر سورج کی تپش تلے بے فکری سے بھاگ رہے تھے۔ ماؤں کی ڈانٹ پر وہ گھنے درختوں کے سائے تلے چلے جاتے اور تھوڑی دیر بعد پھر سے واپس آفتاب کی روشنی میں آجاتے۔ لیکن وہ اس منظر میں نہیں کھوئی تھی وہ تو کہیں اور کچھ اور ہی سوچ رہی تھی۔

خدیجہ کہتیں ہیں یہ جگہ گل نور کی آماج گاہ ہے۔ اگر وہ کہیں نہ ملے تو اس کونے میں جھانک لیا کرو ضرور مل جائے گی۔ ٹیرس کے دائیں اور بائیں جانب کی دیواروں کے ساتھ سرخ گلابوں

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

اور رات کی رانی کے گملے ترتیب سے سجائے گئے تھے۔ جن کی دیکھ بھال وہ خود کرتی تھی اسی لیے اکثر وہ رات میں بھی یہیں پائی جاتی تھی۔

تبھی عشاء بھابھی آ کر اس کے پاس بیٹھ گئیں۔ اسے ایسے کھویا ہوا دیکھ کر وہ مسکرا دیں گویا وہ اپنی پسندیدہ سرگرمی میں مصروف تھی۔

"محبت کیسی ہوتی ہے گل نور؟" عشاء کے لہجے اور آنکھوں میں تجسس واضح تھا۔ بھابی کی آمد پر وہ حیران ہونے کی بجائے مسکرا دی جیسے جانتی ہو یہ سوال پوچھا جانے والا ہے۔ وہ لوگ اکثر ایک دوسرے سے ایسے ہی منفرد سوال پوچھتی رہتی تھیں اور پھر گھنٹوں اس موضوع پر بحث کرتیں۔

"بچوں جیسی!" وہ ابھی بھی دور کہیں کھیتوں کو دیکھ رہی تھی مگر ہونٹوں پر ہلکی سی مسکراہٹ آ ٹھہری تھی۔

www.novelsclubb.com

"بچوں جیسی؟" بھابی کچھ الجھی۔ "یہ کیسا جواب ہوا۔" انہوں نے احتجاج کیا۔ گل نور مسکرا دی۔

"معصوم اور نڈر۔" ان کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے وہ پورے استحکام سے بولی۔ "محبت وہ ہوتی ہے جس کے ساتھ ہنسنے کو جی چاہے، جس کے ساتھ کھیلنے کو دل کرے، اداس ہوں تو اس کی کوئی

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

حرکت یا بات آپ کو مسکرانے پر مجبور کر دے۔" بات کرتے ہوئے اٹھ کر وہ دیوار کے پاس چلی گئی جہاں سے کھیتوں کا منظر اور واضح ہو گیا۔ وہ بچوں کی حرکتوں پر غور کرنے لگی۔

دو بچے کسی بات پر پیٹ پر ہاتھ رکھے ہنستے چلے جا رہے تھے۔"اس کی خوشبو میں آپ کو سکون ملے،اس کے لیے کسی سے بھی الجھ جانے کا حوصلہ ہو،جب بولیں تو باتیں ختم نہ ہو اور خاموشی میں بس اس کے ہونے کا احساس کافی ہو۔"بچوں کو ہنستا دیکھ وہ بھی مسکرا دی۔

"بچے بھی تو ایسے ہی ہوتے ہیں۔یا نہیں؟"اب کی بار اس نے سوال کیا۔

"ہاں شاید!"عشاء نے لاپرواہی سے کندھے اچکائے۔

"شاید نہیں یقیناً۔"اس نے پھلوں کی ٹوکری سے ہنستے ہوئے جھک کر سیب اٹھایا۔

"کیا آپ کو دراب بھائی سے ایسی محبت نہیں؟"عشاء چھنپ گئی۔ گل نور ہنسنے لگی۔

"گل نور کیا تمہاری ہاں کی وجہ ابا اور بڑے ابا ہیں؟"عشاء نے موضوع بدلتے ہوئے سوال کیا۔

وہ واقعی فکر مند تھی کیونکہ جانتی تھی وہ اپنے دونوں داداؤں کے لیے کتنی حساس ہے۔اس کی رضامندی پر سب ہی حیران تھے۔یہ واقعی ایک غیر متوقع حادثہ تھا۔

"نہیں۔"ایک لفظ کے جواب پر اس نے استفاد کیا۔بچہ پڑھائی میں مصروف اپنی بہن کو اپنے ساتھ کھیلنے کے لیے منا رہا تھا۔ جس پر وہ شاید اسے ڈانٹ رہی تھی۔

"پھر کیا تم سلیمان بھائی کو پسند کرتی ہو؟"الفاظ رک رک کر ادا کیے گئے۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

"بالکل بھی نہیں۔"اس نے عشاء کو افسوس بھری نظروں سے دیکھا جیسے کہہ رہی ہو اسے اس سوال کی توقع نہیں تھی۔ان سے تو بالکل نہیں۔عشاء گڑبڑائی گئی۔

"لیکن کوئی تو وجہ ہو گی نا؟"انہوں نے بھی جیسے ٹھان لی تھی کہ جواب لیے بغیر نہیں جائیں گی۔

گل نور نے ہار ماننے کے انداز میں گہرا سانس بھرا۔رخ پھر سے کھیتوں کی طرف پھیرا منظر میں واپس وہی زندگی کی پیچیدگیوں سے بے خبر بچے آ گئے۔

"وہ بہت رحم دل ہیں۔"اس نے بولنا شروع کیا۔"ان کی اس خوبی کی وجہ سے میں ان کی بہت عزت کرتی ہوں۔"وہ رکی۔کچھ لمحوں کے توقف کے بعد پھر سے گویا ہوئی۔"اور جن کا احترام کیا جاتا ہے ان کو انکار نہیں کیا جاتا۔"اس کا لہجہ ہموار تھا البتہ آنکھیں بھیگ چکی تھیں۔

عشاء کو لگا اس نے ہاں نہیں کی اس سے ہاں ہو گئی ہے۔ایسے ہی خیالات اس کے محبوب پھولوں کے بھی تھے۔اپنی مالکہ کی بے بسی پر وہ حیران ہوئے تھے۔

"رحم کیا ہوتا ہے؟"ایک اور سوال دونوں کا پسندیدہ کام۔

اسے پہلے وہ کچھ بولتی امی کی آواز پر دونوں ان کی طرف متوجہ ہوئیں۔

☆☆☆☆☆

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

شیشے کی بنی کھڑکی سے اندر آتی روشنی نے پورے کمرے میں اجالا کر رکھا تھا۔دن کے وقت اسے کبھی بھی مصنوعی روشنیاں استعمال کرنے ضرورت پیش نہیں آئی تھی۔مگر اس کے کمرے کو خاص آدھی دیوار پر موجود شیشے کی کھڑکی کے پاس بنا وینڈو لیج بناتا تھا۔جس پر بیٹھی وہ دن بھر باہر نظر آتے سبز درختوں اور کھیتوں کو دیکھتی رہتی۔اور رات میں یہ منظر اندھیرے میں روشنی کی نوید دیتے ہوئے چاند اور ستاروں میں بدل جاتا۔

کرمزن کلر کا جوڑا پہنے شیشے کے سامنے کھڑی وہ چوڑیوں سے الجھ رہی تھی جب سودہ اور عشاء کے ساتھ ہادی بھی اس کے کمرے میں داخل ہوا۔

"ہو گئیں تیار؟"جوس کا گلاس میز پر رکھتے ہوئے بھابھی نے اسے پوچھا۔

اس نے ہونٹوں پر لپسٹک کا لائٹ شیڈ لگایا ہوا تھا جس کی وجہ سے اس کی بھوری بڑی بڑی آنکھیں دودھیا رنگت پر مزید نمایاں ہو رہی تھیں اور رہی سہی کمی پلکوں پر لگا مسکارا پوری کر چکا تھا۔ہلکے سے میک اپ پر کھلے بال چھوڑے وہ بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔

"یہ نہیں جا رہیں۔"چوڑیوں کی طرف اشارہ کرتی ہوئی وہ بیزاری سے بولی۔

"لاؤ میں پہنا دوں۔"وہ مسکرائیں۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

"آخر کار بڑے ابا کی پوتی کے ناک کے نیچے کوئی رشتہ آ ہی گیا۔" ہادی کہاں اپنی زبان کو قابو میں رکھ سکتا تھا۔

"چپ کرو تم اس سے پہلے کے وہ انکار کر دیں۔ سلیمان بھائی تمہارا قتل کر دیں گے۔" سودہ نے اسے جھڑکا۔ کوئی اس کی ہاں پر حیران تھا اور کسی کو ڈر تھا وہ انکار ہی نہ کر دے۔

وہ تو شکر ہے گل نور بھابھی کے ساتھ کسی بات پر بحث کرنے میں مصروف تھی ورنہ دونوں بہن بھائی ہر وقت تیسری جنگ عظیم کو تیار رہتے تھے۔

☆☆☆☆☆

چھوٹی حویلی کی دیواروں کو تازہ پھولوں اور مصنوعی روشنیوں سے سجایا گیا تھا۔ ڈھولک کی آواز سارے گھر میں گونج رہی تھی۔ لڑکیاں ہم آواز ہو کر شادی بیاہ کے گیت گا رہی تھیں۔ گلابی اور پیلے رنگ کی کام دار فراک پہنے وہ سیڑھیوں کے آخری زینہ پر بیٹھی اپنی پائل اور فراک سے الجھ رہی تھی اور پاس کھڑی آئرہ پتہ نہیں کس بات پر غصہ ہو رہی تھی۔

ایک شخص ذرا فاصلے پر کھڑا ساری کاروائی بڑی دلچسپی سے دیکھنے لگا۔ وہ اسے پہلی دفعہ تو نہیں دیکھ رہا تھا۔ پھر آج کیا خاص بات تھی۔ آج اس کے قدم آگے کیوں نہیں بڑھ رہے تھے۔ وہ

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

تھم کیوں گئے تھے؟ کیا صرف اس کے قدم تھمے تھے۔اور دل کا کیا؟اس کے ہونٹوں پر اچانک سے مسکراہٹ نے قبضہ کیا۔عام سے خاص اور خاص سے لازمی ہو جانے میں وقت ہی کتنا لگتا ہے؟تم اس سے پوچھتے تو وہ کہتا"ایک لمحہ"۔آس پاس کی ساری آوازیں ساکن ہو گئیں۔ سماعتوں میں اس کی زرد رنگ چوڑیاں رس گھولنے لگیں۔وہ دھن بجانے لگیں۔لڑکے سے باتیں کرنے لگیں۔ مسکراہٹ گہری ہونے لگی۔لڑکی کی پیشانی پر کوفت سے پڑتے بل مزید واضح ہوئے۔مقابل کی جبیں پر بھی تجسس بھری چند شکنیں آئیں۔کسی کی آواز پر وہ دونوں واپس اوپر چلی گئیں۔چوڑیوں کی آواز بھی چلی گئی۔

لڑکے کی نگاہ سیڑھیوں کے پاس زمین پر گری ہوئی کسی چیز پر پڑی تو وہ بے اختیار اس طرف ہو لیا۔وہاں موجود چیز اٹھانے کے لیے جھکا ہی تھا کہ زوردار جھٹکا لگنے سے اس نے خود کو گاڑی کے ڈیش بورڈ پر گرنے سے بچایا۔

www.novelsclubb.com

☆☆☆☆☆

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

سر اٹھا کر اس نے اوپر دیکھا تو گاڑی بڑی حویلی کے سامنے کھڑی تھی۔ پیچھے بیٹھی آئرہ منہ بناتی ہوئی اتر کر اندر کی طرف بھاگ گئی۔

"مسکرانا بند کریں جناب ہم پہنچ چکے ہیں۔" زاویار نے اسے شرمندہ کرنا چاہا۔

"اب اس کو کیا ہوا؟" اپنے خیالات کو جھٹک کر سلیمان نے پٹخ پٹخ کر قدم اٹھاتی ہوئی آئرہ کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"اسے چھوڑو، تم ایسا کرو آیت الکرسی پڑھ لو کون جانے کس حالت میں واپس آؤ۔" وہ اس قدر سنجیدگی سے بولا کہ ایک پل کے لیے سلیمان کو لگا وہ واقعی کوئی اہم بات کرنے لگا ہے۔ اس پوری سچویشن میں زاویار وہ واحد شخص تھا جو اس کے دل کی حالت سے پچھلے کئی برسوں سے واقف تھا اور اس کا دل جلانے کا کوئی بھی موقع وہ ہاتھ سے جانے نہیں دے رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

☆☆☆☆☆

لاؤنج کی فضا میں اے سی کی بدولت ہلکی سی خنکی شامل ہو چکی تھی۔ ٹھنڈ کے باوجود اپنی پیشانی پر آتی ہوئی بوندوں کو وہ رومال سے بار بار صاف کر رہا تھا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

"یہ لوگ مدعے کی بات پر کیوں نہیں آرہے؟"سب بڑوں کو ملکی سیاست پر معمول کی گفتگو کرتے دیکھ اس نے جھنجلا کر زاویار سے سوال کیا۔ سلیمان کی بات کو سرے سے نظر انداز کرتے ہوئے اس نے انتسار کے ساتھ اپنی بحث جاری رکھی۔

کھانا تیار ہو چکا تھا۔ خدیجہ کے پیغام پر سب لوگ ڈائینگ ہال کی طرف چل دیے۔

"جتنی سنجیدگی سے اس وقت میرے گھر والے ملکی مسائل کے حل پیش کر رہے ہیں اس سے نصف سنجیدگی اگر پارلیمنٹ کے کارکنان اختیار کر لیں تو ہمارے وطن عزیز کے حالات سدھر جائیں۔"سلیمان کی بات پر زاویار کا قہقہہ لاؤنج کی نظر ہوا تھا۔ چلتے ہوئے سب نے موڑ کر دونوں کی طرف دیکھا۔ وہ دونوں سٹپٹا گئے۔

کھانے کے دوران بھی ہلکی پھلکی گفتگو جاری رہی مگر وہ گفتگو سلیمان جمشید کے متعلق بالکل نہیں تھی اور یہی بات اسے ستا رہی تھی۔ پلیٹ میں موجود چاولوں کو چمچ سے ہلاتے ہوئے اسے یاد آیا کہ گل نور تو ابھی تک ان کے سامنے ہی نہیں آئی۔ وہ نہ لاؤنج میں آئی تھی اور نہ ہی کھانے پر۔ اس کے دل اور دماغ نئے تانے بانے بننے لگے۔"کیا وہ سامنے بھی نہیں آئے گی؟ کیا اس کا مقدمہ پیش ہونے سے پہلے ہی رد کر دیا گیا ہے؟ کیا اسے اپنے حق میں دلیل دینے کا موقع بھی نہیں ملے گا؟ کیا اسے اس لائق بھی نہیں سمجھا گیا؟"سلیمان جمشید اور اس کے وسوسے۔ اگر اس کے ٹیم ممبرز کو پتا چل جائے کہ کیسے کیسے خدشات اسے ستاتے ہیں وہ تو غش ہی کھا جائیں۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

کیا محبت میں انسان اس قدر بے بس ہو جاتا ہے؟ اسے دل میں درد اٹھتا ہوا محسوس ہوا۔ وسوسوں سے بھرے دل کے ساتھ اس نے امی کی طرف التجائی نظروں سے دیکھا جیسے کہہ رہا ہو۔ جو بات کرنے آئیں ہیں پہلے وہ تو کر لیں۔ ان کے گھورنے پر وہ اپنی پلیٹ کی طرف پھر سے متوجہ ہوا جہاں ٹھنڈے چاول اس کا منہ چڑھا رہے تھے۔

چائے کا دور شروع ہوا تو سلیمان کے دل میں بھی امید بندھی۔ "جو آپ حکم کریں گے بھائی جان ہمیں قبول ہو گا۔" ظہیر چودھری کی بات پر دستگیر چودھری مسکرا دیئے۔ سلیمان کے دل کی دھڑکنیں تیز ہوئیں۔ بڑوں کے مابین کیا باتیں متعین ہوئی تھیں وہ اس سے کلی طور پر بے خبر تھا۔ زاویار بھی مخبری کرنے سے انکار کر چکا تھا۔ اس لیے فیصلہ سننے کے لیے وہ بے تاب ہوا۔ اگر کہا جائے کہ مثبت فیصلہ سننے کے لیے تو زیادہ بہتر ہو گا۔ محبت کے فیصلے اگر مثبت نہ آئیں تو باقی کی زندگی زیست تلخ بن جاتی ہے۔

"سلیمان گھر کا بیٹا ہے۔" دستگیر مسکرائے۔ "جب چاہو بارات لے آؤ، کیوں میاں؟" ان کے سوال پر سلیمان نے گھبرا کر نفی میں سر ہلا دیا ہے۔ اس کی حرکت پر سب ہنس دیے۔

وہاں کیا بات ہو رہی تھی کس کی بارات کا ذکر چل رہا تھا اسے کچھ معلوم نہیں تھا۔ وہ کچھ سمجھ نہیں پا رہا تھا۔ گل نور ابھی تک اس کے سامنے نہیں آئی تھی۔ کسی نے رشتے کی بات نہیں کی

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

تھی اور پھر اچانک سے بارات کا ذکر۔ڈر،امید، حیرانگی،الجھن اور پھر خوشی وہ اپنی کیفیات کو سمجھ نہیں پا رہا تھا۔ہاں خوشی اس نے اپنی حس محسوس کر لی تھی۔

اس نے بڑے ابا کے سوال کا جواب دینا چاہا مگر اسے ایسے محسوس ہوا جیسے اس کی قوت بیان عین وقت پر دھوکا دے چکی ہے۔ بڑے ابا پھر سے اپنی باتوں میں مصروف ہو چکے تھے۔وہ آج کا مہمان خصوصی تھا اور بری طرح نظر انداز ہو رہا تھا مگر وہاں پرواہ کسے تھی۔ جس کی اس نے چاہ کی تھی وہ خدا کی طرف سے اسے عطا کردہ گئی تھی۔بنا کسی مشقت کے۔کیا یہ خوش قسمتی نہیں تھی؟

"سلیمان بیٹا اگر تم گل نور سے کچھ بات کرنا چاہو تو کر سکتے ہو۔"اسفندیار کی پیشکش نے اسے سوچوں کی الجھنوں سے نکالا۔اب کی بار اس کا سر خود بہ خود اثبات میں ہلا تھا۔ محبوب سے ملاقات کا انکار عاشق کو کافر نہیں بنا دے گا؟اس کا دل سینے کی دیواروں میں اپنا سر پٹخنے لگا۔

☆☆☆☆☆

دوپہر مکمل طور پر ڈھلی نہیں تھی البتہ سورج واپسی کا سفر شروع کر چکا تھا۔درختوں کے سائے نے رخ بدل لیا تھا۔مزدور ابھی بھی پیٹ کا دوزخ بھرنے کے لیے تپتی زمین پر کٹائی کر رہے

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

تھے۔بچے تھک کر اب سائے میں بچھی ہوئی چارپائیوں پر موجود تھے کچھ سو رہے تھے اور کچھ وقت گزاری کر رہے تھے۔وہ دونوں ٹیرس کے وسط میں قدرے بائیں جانب رکھی کرسیوں پر بیٹھے ہوئے تھے۔ایک ستون کے سہارے کھڑی سیاہ چھتری ان پر سایہ فگن تھی۔

"جانتا ہوں آپ نے ایک عیش و عشرت کی زندگی گزاری ہے۔میں ایک تنخواہ دار شخص ہوں۔ ہو سکتا ہے کبھی کسی خواہش پر آپ کو اپنا دل مارنا پڑ جائے۔کیا آپ گزارا کر لیں گی میرے جیسے انسان کے ساتھ؟"سلیمان کے سوال پر گل نور کو تعجب ہوا۔

"کتنے غریب ہیں آپ؟"لاپرواہی سے سوال داغ کر وہ جگ سے سکن جبین کے ٹھنڈے مشروب کو گلاسوں میں منتقل کرنے لگی۔پہلے رشتہ بھیجا،پھر آپ جناب اور اب یہ سوال۔کیا یہ شخص گل نور کا ضبط نہیں آزما رہا تھا۔وہ بھی ایک ہی دن میں۔

"جی؟"گل نور کے اس بے تو کے سوال پر سلیمان نے اسے کچھ حیرانگی سے دیکھا جیسے سوچ رہا ہو یہ ٹھیک تو ہے۔

"میرا مطلب لائٹ نہیں ہو گی تو ہم کینڈل لائٹ ڈنر ارینج کر لیں گئے،گاڑی نہیں ہو گی تو ہم لانگ واک پر چلیں جایا کریں گئے،کام والی نہ ہوئی تو کھانا میں بنا لیا کروں گی ویک اینڈ پر کپڑے آپ دھو لیا کرنا۔اگر آپ کو یہ شرطیں منظور ہیں تو میں گزارا کر ہی لوں گی۔"بولتے ہوئے وہ معصومیت کے سارے ریکارڈ توڑ چکی تھی۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

"میرا یہ مطلب نہیں تھا۔" وہ اچھا خاصہ شرمندہ ہوا۔ خفت سے اپنا سر جھکا گیا۔

"کوئی اور بات نہیں کر سکتے تھے کیا؟ سوچ رہی ہو گی کے کنگلا ہوں میں۔" وہ خود سے ہی لڑنے لگا۔

"ہنوں یہ بھی بھلا کوئی بات ہوئی کہ گزارا کر لو گی رشتہ لانے سے پہلے یہ بات سوچنا چاہیے تھی ۔ویسے تنخواہ اتنی کم بھی نہیں ہے۔" اس نے دل ہی دل میں سوچا۔

دونوں میں تکلف کبھی نہیں رہا تھا لیکن دونوں میں دوستی بھی نہیں تھی۔ وجہ سلیمان کا اس سے سات سال بڑا ہونا تھا۔ جب وہ اکٹھے ہوتے تو ایک دوسرے کو اپنے قصے کہانیاں سنانا مختلف موضوعات پر اپنے خیالات کا اظہار کرنا ایک روٹین کی بات تھی۔ چونکہ آج کی ملاقات کچھ مختلف نوعیت کی تھی اسی لیے دونوں کی یہ حالت ہو رہی تھی۔

"گل!" وہ چونکی اسے اس نام سے کوئی نہیں پکارتا تھا، سلیمان بھی نہیں۔ سب اسے نور ہی کہتے تھے۔ اور سلیمان اسے گل نور کہہ کر مخاطب کرتا تھا۔ تو کیا وہ اپنا حق جتا رہا تھا یا اپنایت بڑھا رہا تھا؟

"جی۔" اس کی نظریں بے اختیار اٹھی۔ سلیمان بھی اسی کو دیکھ رہا تھا۔ دونوں کی نظریں ملیں۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

"میں آپ کو کبھی شکایت کا موقع نہیں دوں گا۔"کائنات میں موجود ہر شے کی آواز منجمد ہو گئی۔ فضا میں ایک فسوں سا چھا گیا۔ گرم ہوا کا جھونکا دونوں کو چھو کر گزرا تھا۔ درختوں پر ٹنگے پتے لہرانے لگے۔

گل نور کو لگا زبان سے صرف اس نے لفظ ادا کیے ہیں۔ اصل معاہدہ تو سیاہ آنکھوں کا بھوری آنکھوں سے ہوا تھا۔ سلیمان جمشید آنکھوں سے بھی باتیں کرتا ہے۔ یہ راز اس پر آج آشکار ہوا تھا یا شاید اس نے پہلی بار ان سیاہ آنکھوں میں جھانکا تھا۔

اپنی بات کہہ کر وہ جا چکا تھا۔ مگر وہ ابھی تک اسی لمحے میں سانس لے رہی تھی جس میں ان دونوں کی نظریں ٹکرائیں تھیں۔

"سلیمان جمشید سے بڑھ کر وعدے کا پاس دار اور کون ہو سکتا ہے؟"اس نے خود سے سوال کیا۔

www.novelsclubb.com

☆☆☆☆☆

وہ لوگ دوپہر میں آئے تھے اور خلاف توقع اتنی جلدی ہاں ہونے پر سب بہت خوش تھے۔ بیٹے کی خوشی میں ثریا کے تو پیر زمین پر نہیں لگ رہے تھے اور خدیجہ کی آنکھیں بیٹی کی جدائی کا سوچ

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

کر بار بار نم ہو رہی تھیں۔ مائیں دن رات بیٹیوں کو بیاہنے کی دعائیں کرتی ہیں اور جب وہ خواب اپنی تکمیل کو پہنچتا ہے تو اداس ہو جاتی ہیں۔ بڑوں نے فیصلہ کیا آج چونکہ سب اکٹھا ہیں تو منگنی کی رسم کر دی جائے۔ دس دن کے بعد نکاح اور کیونکہ سلیمان کا تبادلہ تین ماہ بعد ہو رہا ہے ان چھٹیوں میں جب وہ آئے گا تو رخصتی کر دی جائے گی۔

شام کے کھانے کے بعد سب لڑکیاں عشاء کے کمرے میں بیٹھیں گپ شپ میں مصروف تھیں تھوڑی تھوڑی دیر بعد گل نور کے ہاتھ میں موجود ڈائمنڈ رنگ پر بھی تبصرہ شروع کر دیتیں۔

"نور تم صرف بائیں پاؤں میں پائل پہنتی ہو اس کی کوئی خاص وجہ ہے کیا؟" مہک کے سوال پر سب اس کی طرف متوجہ ہوئیں۔

"ارے پانچ سال پہلے آپی کی پائل گم ہو گئی تھی ہم نے بہت ڈھونڈی لیکن ملی ہی نہیں۔" سودہ نے کندھے اچکائے۔ "بہت خاص تھی آپی کے لیے، تایا جان نے گفٹ کی تھی نا اس لیے۔" ہاتھ لہرا لہرا کر وہ ساری کہانی ایسے بتا رہی تھی جیسے صدیوں سے اس موقع کی تلاش میں ہو کہ کوئی یہ سوال پوچھے اور وہ پائل کی دکھ بھری داستان سب کے گراں گوش کرے۔ "تین سال سے وہ ان کے پاس تھی، پھر جب وہ گم ہو گئی تو اس کے بعد سے آپی نے کبھی اس پاؤں میں کوئی پائل پہنی ہی نہیں۔" اس نے افسردگی سے کہا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

"اووہا! مجھے تو لگا تھا آپ کو ایسے پسند ہے۔" مرحہ کو تو جیسے جھٹکا لگا تھا منحہ کا حال بھی کچھ مختلف نہ تھا۔ایک پائل کا سوگ پانچ سال تک دونوں کی حیرانگی تھی کہ ختم ہونے کا نام نہیں لے رہی تھی، کچھ ایسی ہی حالت کسی اور کی بھی تھی۔ یا شاید اس سے کچھ بدتر ہی تھی۔

"یاد ہے زاویار بھائی کی شادی کے بعد محترمہ بیمار پڑ گئیں تھیں وہ پائل ہی کا روگ تھا۔"

"بس کر دو اب میری بھابھی کو تنگ کرنا۔" عشاء نے اس کی مزید ٹانگ کھینچی چاہی تو مہک فوراً گل نور کے لیے میدان میں اتر آئی۔

☆☆☆☆☆

"آ گیا یاد!" ہادی چلا اٹھا۔ "آپی نے کہا تھا اس انسان کی ہر چیز مکمل ہے اس لیے اسے ہر چیز مکمل چاہیے ہو گی اور گل نور اسفندیار کو مکمل چیزیں بالکل متاثر نہیں کرتیں۔" گل نور کی ہو بہو نقل کرتا ہوا وہ ایک ادا سے بولا۔

"کیا تم سارا دن یہی سوچتے رہے ہو۔" سودہ کو اس پر بے شمار غصہ آیا۔

"مائی ڈیئر کزن سوچنے والی بات یہ ہے کہ سلیمان جمشید چودھری کو ہاں کیوں ہوئی ہے؟" اس کے سوال کو سرے سے نظر انداز کرتے اس نے بظاہر سرگوشی کی تھی۔ جس کی آواز اتنی تو تھی

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

کہ بیڈ پر بحث کرتیں آئرہ اور گل نور کے ساتھ ساتھ کمرے میں داخل ہوتی عشاء کو بھی بخوبی سنا ئی دی۔ مگر ان کو نظر انداز کرتی آئرہ بیچاری واپس اپنے مدعے پر آئی تھی جو پچھلے آدھے گھنٹے سے اپنی صفائیاں دے رہی تھی اور ساتھ ہی سلیمان کو کوس رہی تھی۔ آج رات وہ یہیں رک گئی تھی۔ اپنی پیاری دوست کو منانے کے لیے یا پھر ہاں کی وجہ معلوم کرنے کے لیے۔

"وہ ہینڈسم ہیں۔" سودہ زور کے ہنس دی۔

"ارے یہ خوبی تھوڑی ہوئی۔" ہادی نے برا منایا۔

"میرا مطلب ان کے لیے نہیں ہے۔" اس نے گل نور کی طرف اشارا کیا۔

"اچھی جاب؟ نہیں نہیں۔" اس نے خود ہی نفی میں سر ہلایا۔

"یار آپی آپ نے ہاں کیوں کی؟" تجسس کے مارے ہادی کا برا حال ہو رہا تھا۔

"حد ہے ہادی خود ہی میرے پیچھے پڑے رہتے تھے کے شادی کرو اور جاؤ۔" وہ چڑ گئی۔

"اچھا ٹھیک ہے۔ میں ایسا کرتا ہوں سلیمان بھائی کی ساری اچھائیوں کی ایک لسٹ بناتا ہوں۔ آپ بس بتا دینا آپ کون سی خوبی پسند آئی۔" وہ التجائیا انداز میں بولا۔

"بھابی اگر یہ اس وقت کمرے سے نہ گیا تو میں انکار رررر۔۔۔ کر دوں گی۔" وہ چیخ اٹھی۔

"کہا بھی تھا منہ بند رکھو۔" سودہ اسے کھینچتے ہوئے باہر لے جانے لگی۔

"میں پتا لگوا کے رہوں گا۔" اونچی آواز میں کہہ کر وہ جاتے ہوئے بھی وہ اسے سلگا گیا تھا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

"ویسے کون سی خوبی پسند آئی؟"آئرہ نے آنکھ دباتے ہوئے پوچھا۔

گل نور کی گھوری پر اس نے اپنے لبوں پر انگلی سے سیل لگائی۔یعنی اب میں چپ۔

☆☆☆☆☆

علی دوڑتا ہوا آکر اس سے ٹکرایا میلے کچیلے کپڑوں میں روئی روئی آنکھوں کے ساتھ وہ انتہائی معصوم لگ رہا تھا۔ مگر یہ بات تو صرف سلیمان ہی جانتا تھا کہ یہ بچہ سب کچھ ہو سکتا ہے لیکن معصوم نہیں۔

سورج چھپ چکا تھا لیکن اندھیرے ابھی غالب نہیں آئے تھے۔ مغرب کی آذان میں ابھی کچھ وقت تھا۔

www.novelsclubb.com

"کیا ہوا؟"علی کو گود میں اٹھاتے ہوئے اس نے سوال کیا۔

"عالیہ آپا کہہ رہی ہیں نہاؤ اور میں ایسا بالکل نہیں کروں گا۔"ہاتھوں کی مٹھیاں بنا کر آنکھوں کو مسلتے ہوئے وہ اس سے شکایت کرنے لگا۔ گلی میں موجود بچے مختلف کھیلوں میں مشغول تھے۔ شام کا وقت تھا تو لوگ گھروں کو جا رہے تھے۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

"اور علی صاحب ایسا کیوں نہیں کریں گے ؟"ایک گھر کا دروازہ کھٹکھٹاتے ہوئے سلیمان نے علی سے پوچھا۔لہجے میں تجسس اور نرمی تھی۔جبکہ سیاہ آنکھیں مسکرا رہی تھیں۔

"سلیمان چاچو۔۔۔"علی کے بولنے سے پہلے ہی دروازہ کھولتے دس سالہ عالیہ خوشی سے چلائی۔

چولہے کے پاس بیٹھی سمیعہ نے موڑ کر اسے دیکھا اور دوپٹہ ٹھیک کرتی ہوئی دروازے کی طرف بڑھی۔

"دیکھو تم نے سلیمان چاچو کے سارے کپڑے گندے کر دیے۔"عالیہ نے علی کو خفا خفا نظروں سے اسے ڈانٹا جو سلیمان کی گود میں بیٹھا چاکلیٹ سے انصاف کرنے میں مصروف تھا۔

"میرا بیٹا کیوں رو رہا تھا؟"اس کے ماتھے پر آئے ہوئے بالوں کو اپنے ہاتھ سے ہٹاتے ہوئے محبت پاش لہجے میں اس نے پھر سے سوال کیا۔آنکھوں میں فکر واضح تھی۔

"سعد کے ابو نے اسے نئی سائیکل دلائی ہے۔"وہ پھر سے رونے لگا۔"وہ کہتا ہے میرے ابو نہیں ہیں۔اس لیے میرے پاس کبھی سائیکل نہیں آئے گی۔"آنکھوں کو مسلتے ہوئے اس نے ہچکی لی۔"میرے ابو کیوں نہیں ہیں؟"چاکلیٹ پھینک کر وہ کمرے کی طرف بھاگ گیا۔

چائے لاتی سمیعہ نے سلیمان کو بے بسی سے دیکھا جو اب ساتھ لپٹی عالیہ کو پیار کر رہا تھا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

کچھ عرصہ پہلے ایک حادثے میں سمیعہ کے شوہر کا انتقال ہو گیا تھا۔اس کے بعد سے اس نے سلائی کا کام شروع کر لیا۔انہیں کبھی بھی مالی مدد کی ضرورت درکار نہیں ہوئی تھی۔اس کے باوجود سلیمان کی پچھلے دو سالوں سے یہی کوشش رہی ہے کہ بچوں کی زندگی میں ایک مرد کے تحفظ کا احساس شامل کر سکے۔

☆☆☆☆☆

جب وہ کمرے میں داخل ہوا تو علی تکیے میں منہ چھپائے ہچکیاں لیتے ہوئے رو رہا تھا۔ سلیمان افسردگی سے ہلکا سا مسکرایا اور جا کر اس کے پاس بیٹھ گیا۔

"سائیکل چاہیے؟"اس نے اس کے کان کے پاس جھک کر سوال کیا۔

روتے ہوئے اس نے اثبات میں سر ہلایا۔ سلیمان کی مسکراہٹ گہری ہوئی مگر علی ویسے ہی اوندھا لیٹا رہا۔

"پھر کل شہر چلیں؟"اب کی بار وہ اس کے دوسرے کان پر جھکا تھا۔وہ اس کے لاڈ اٹھا رہا تھا۔ علی اٹھ کر بیٹھ گیا۔"سچی؟"دونوں ہاتھوں سے آنسو صاف کرتے ہوئے اس نے تصدیق چاہی۔چہرہ آنسوؤں سے تر تھا اور آنکھوں میں ضد سموئی ہوئی تھی۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

اس کی طرف دیکھتے ہوئے سلیمان آہ بھر کر رہ گیا۔

"ابو نہیں ہیں تو کیا ہوا۔ تمھارے پاس سلیمان چاچو ہیں۔اور تمہیں پتا ہے سعد کے پاس نہیں ہیں۔" رازدارانا انداز میں وہ اسے یہ خاص معلومات دے رہا تھا۔لاڈ سے اس کا چہرہ پونچھ رہا تھا۔ وہ اسے ہنسانے کی سعی بھی تو کر رہا تھا۔اس کا ماتھا چومتے ہوئے اس نے اسے باہوں میں بھرا اور کمرے سے باہر آ گیا۔اب وہ سلیمان کی کسی بات پر کھل کھلا کر ہنس رہا تھا۔آنکھوں میں ضد کی جگہ کل ملنے والی نئی سائیکل کی خوشی نے لے لی تھی۔ صحن میں علی کی سسکیاں نہیں بلکہ عالیہ، علی اور سلیمان کے قہقہے گونجنے لگے تھے۔

کیا کوئی ایسا شخص تھا جس کے درد کا اسے معلوم ہو اور وہ اس کی دوا بننے کی کوشش نہ کرتا ہو۔

☆☆☆☆☆

www.novelsclubb.com

"آ گئی ماں کی یاد؟" مغرب کے بعد سلیمان گھر میں داخل ہوا تو امی کی آواز پر چونکا۔ثریا کی آواز میں ناراضی واضح تھی جو جائز بھی تھی وہ گھر ٹکتا ہی کب تھا۔ کبھی کسی دوست سے ملنا ہے تو کبھی کسی کا کوئی ضروری کام کرنا ہے کہہ کر نکل جاتا اور پھر شام میں واپس لوٹتا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

"میں ترس جاتی ہوں تمہاری صورت دیکھنے کو۔" وہ روہانسی ہوئیں۔آنکھوں میں خفگی بھی تھی۔

"امی!" اس نے شرمندگی سے ان کو اپنی باہوں کے حصار میں لیا۔اور انکی پیشانی کا بوسہ لینے لگا۔اس کے اس عمل پر ثریا کی ناراضگی جیسے ہوا میں اڑ گئی۔یہی تو آتا تھا اسے لوگوں کو اپنے سحر میں جکڑ لینا۔مگر وہ ساحر اپنا سحر پھونکتا کیسے تھا لفظوں سے یا آنکھوں سے؟

"چاچی اس کی شادی کروادیں پھر دیکھئے گا کیسے گھر میں پڑا رہے گا۔"

"ہاں جیسے تم پچھلے پانچ سالوں سے گھر میں بیٹھے ہو"۔زاویار کی بات پر وہ جل کر بولا۔

"بہت جلد میں اپنی گل نور کو اپنے پاس لے آؤں گی۔" گود میں لیٹے سلیمان کے بالوں کو سہلاتے ہوئے وہ بہت ارمان سے بولیں۔

اور اس دشمن جاں کے ذکر پر تو سلیمان جمشید کا وقت تھم جاتا تھا۔سماعتیں کام کرنا چھوڑ دیتی تھی۔دل کی دھڑکنیں منتشر ہونے لگتی تھیں۔کل کائنات اسے اپنے قبضے میں لگنے لگتی تھی۔

"فاطمہ اماں کے گھر راشن پہنچا دیا؟" وہ ابھی بھی اس کے بال سہلا رہی تھیں۔

"پہلے کام بتاتی ہیں کہ یہ کرنے والا ہے وہ کام رہتا ہے۔اب آئے ہوئے ہو تو اس کا مسئلہ بھی دیکھ لینا اور پھر کہتی ہیں، سارا سارا دن آوارہ گردی کرتے ہو۔" وہ خفگی سے اٹھ بیٹھا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

"بکومت! دیکھو بال کیسے روکھے ہو چکے ہیں۔ آؤ میں اپنے بیٹے کی مالش کر دوں۔" انہوں نے اسے پچکارا۔

"چھوڑیں بھی امی۔" وہ کوفت سے بولا۔ بالوں کی مالش کروانے میں تو مشرقی بچوں کی جان جاتی ہے۔

" کبھی بھی ماں کی کوئی بات نہ ماننا۔ نافرمان اولاد۔" ثریا اسے پیچھے ہٹا کر اٹھ کھڑی ہوئی۔

"بیوی کی مانا کرے گا نا۔" زاویار نے لقمہ دیا۔ سلیمان نے اسے کھا جانے والی نظروں سے گھورا۔ امی غصے سے برآمدے کی طرف چل دیں۔

"اچھا نا امی کر دیں مالش۔" ان کے دوپٹے کا پلو پکڑے پیچھے پیچھے چلتا وہ انہیں منانے لگا۔ کسی پانچ سالہ بچے کی طرح۔

www.novelsclubb.com

☆☆☆☆☆

" محفل میں تمہاری یاد مجھے تنہا کر دیتی ہے۔" چہرے پر بے بسی تھی۔ "سب قہقہے لگا رہے ہوتے ہیں اور میری نظروں کے سامنے گھومتی ہوئی تمہاری تصویر میری آنکھیں بھیگا دیتی ہے۔" ہمیشہ چمکنے والے زندگی سے بھرپور نین آج بھیگے ہوئے تھے۔ "محبت بھی عجیب ہے۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

ہو جائے تو محبوب کو دسترس میں لانا واجب کر دیتی ہے۔ یہ واقعی دیوانوں کا کام ہے۔" سر جھٹک کر وہ بھیگی آنکھوں سے مسکرا دیا۔ "تم ہی بتاؤ، وہ شخص جسے ہم نظر بھر کے دیکھنے کی جرت نہیں کرتے اسے پا لینے کی چاہ دل میں بسا لیتے ہیں۔ یہ سوچے بغیر کہ جس کے سامنے آ جانے سے ہماری زبان پر قفل لگ جاتا ہے۔ وہ دسترس میں آ گیا تو اس سے بات کیا کریں گے۔" اس نے گہرا سانس لیا۔ "کیا یہ دیوانگی نہیں؟" لفظوں کے ساتھ اس کی آنکھوں میں بھی سوال تھا۔

☆☆☆☆☆

www.novelsclubb.com

"مجنو گیری چل رہی ہے؟" بالکنی میں کھڑا وہ چاند میں کھویا ہوا تھا جب زاویار کی آمد سے اس کی سوچوں کا تسلسل ٹوٹا۔

چاند آج رات مکمل نہیں تھا مگر سلیمان خود کو مکمل محسوس کر رہا تھا۔ گل نور نے اسے قبول کر لیا تھا یہ خیال ہی اس کے دل پر ٹھنڈی پھوار کی طرح پڑتا تھا جو اس کی روح تک کو سرشار کر جاتا۔

آج وہ اداس نہیں تھا چاند اسے خوش دیکھ کر مسکرایا۔

"بکومت!" وہ دونوں وہاں موجود کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

"اگر زیادہ یاد آرہی ہے تو فون کر لو،اب تو وہ تم سے منسوب ہے۔"زاویار کی زبان پر بھر سے کھجلی ہوئی۔

"اپنے فون کے ساتھ ساتھ وہ میرے ہاتھ بھی توڑ دے گی اور بولے گی انہی انگلیوں سے ڈائل کیا تھا نامیرا نمبر۔"

وہ دونوں ہنس دیئے۔وہ اس سے اتنا ڈرتا کیوں تھا؟کیا محبت دل میں محبوب کا رعب بھر دیتی ہے یا عاشق خود بہ خود محبوب کا احترام کرنے لگتا ہے؟

"یاد ہے جب ہم نے اس کی بکری ذبح کر کے باربی کیو میں اڑا دی تھی۔اس نے کیسا وبال کھڑا کیا تھا۔تمہاری اور انتسار کی تو شکل تک دیکھنا گوارا نہیں کر رہی تھی۔"

سلیمان نے ہنستے ہوئے ہاں میں سر ہلایا۔

"ہاں اور اس نے اس چھوٹی سی بکری کا پورا پچپن ہزار لیا تھا،جو مشکل سے بیس ہزار کی بھی نہیں تھی۔

"یہ گلہ اس کے سامنے کرو تو مانو۔"زاویار نے اسے چیلنج کیا۔

"توبہ کرو۔"سلیمان کے ہاتھ بے اختیار کانوں تک گئے۔

"پورا ہفتہ گھر سے کھانا نہیں ملا تھا اور امی الگ ناراض ہوئیں تھیں۔"سلیمان تو جیسے ان دکھ بھرے دنوں میں پہنچ چکا تھا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

"اپنا خیال رکھنا سلیمان وہ بہت حساس ہے تم پر آئی چوٹ سہہ نہیں پائے گی۔" سلیمان کی مسکراہٹ ایک دم سے غائب ہوئی۔

"وہ حساس ہے لیکن کمزور نہیں ہے۔" سلیمان کی بات پر زاویار نے سمجھ گیا کے انداز میں سر ہلا دیا۔

☆☆☆☆☆

"شادی ایک بہت بڑی ذمہ داری ہے۔" وہ لوگ اس وقت کھیتوں میں موجود تھے۔ "زندگی فیری ٹیل نہیں ہوتی جہاں شہزادہ اور شہزادی کی شادی ہو جائے تو کہانی ختم ہو جاتی ہے۔ اصل زندگی میں تو کہانی شادی کے بعد سے شروع ہوتی ہے۔" ٹیوب ول سے نکلتا ہوا شفاف، ٹھنڈا اور میٹھا پانی کھالہ (چھوٹی کچی نہر) میں اپنی منزل کی سمت بہہ رہا تھا اور اس نے اس بہتے ہوئے پانی میں اپنے پاؤں ڈال رکھے تھے۔ "محبوب کو پالینا اس سے شادی کر لینا کوئی بڑی بات نہیں۔ خوش اسلوبی سے اس رشتے کو نبھانا اصل کامیابی ہوتی ہے۔" مسکراتے ہوئے چہرے کا رخ اس نے بولنے والے کی طرف موڑا۔ "تم نے کہا تمہیں گل نور پسند ہے۔ ہم نے اسے تمہارے لیے مانگ لیا۔" جمشید چودھری زمین پر بیٹھے اسی کو دیکھ رہے تھے۔ "مگر میں دیکھتا ہوں تم

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

دونوں کے مزاجوں میں زمین آسمان کا فرق ہے۔"ان کے انکشاف پر سلیمان کھل کر مسکرا دیا۔ سر جھکا کر پاس پڑی لکڑی سے زمین پر نقش بنانے لگا۔

"شریف لوگوں کا یہ شیوہ نہیں کہ لوگوں کی بیٹیوں کو بیاہ کے لے آئیں اور پھر ان کی قدر نہ کریں۔اصل مرد وہی ہے جو اپنی عورت کی عزت کرتا ہو۔"ان کا لہجہ نرم تھا۔وہ اسے ڈانٹ نہیں رہے تھے۔ سمجھا رہے تھے دوست بن کر۔راز دار بن کر۔باپ بن کر۔

"آپ مجھے جانتے ہیں ابو میں ایسا کبھی نہیں کروں گا۔"سلیمان کو صدمہ ہوا۔کیا اس کے ابو اس کے بارے میں اتنا غلط سوچتے ہیں۔اس کا چہرہ اتر گیا۔سیاہ آنکھیں مرجھا گئیں۔

"میں اپنے بیٹے کو تو جانتا ہوں مگر گل نور کے شوہر کو نہیں جانتا۔بے شک تم ایک اچھے بیٹے اور اچھے بھائی ہو لیکن تم اچھے شوہر اور باپ بھی ثابت ہو گے اس بات کا فیصلہ میں آج کیسے کر لوں؟"اس نے حیرت سے اپنے باپ کو دیکھا۔کیا کوئی اپنے بیٹے کے متعلق ایسے بات کر سکتا ہے؟آنکھوں میں ناراضی اور بے یقینی تھی۔اس بے اعتباری پر دل بھی تو دکھا تھا۔

"کیا آپ کو مجھ پر یقین نہیں؟" سلیمان نے انہیں بے یقینی سے دیکھتے ہوئے کہا۔"ابو میں آپ کو ایک اچھا شوہر اور اچھا باپ بن کر دکھاؤں گا۔"پانی سے نکل کر وہ ان کے روبرو آ بیٹھا۔ اب دونوں باپ بیٹا ایک دوسرے کے روبرو تھے۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

"دکھانا نہیں ہے بیٹا جی۔اچھی چیزیں دکھائی نہیں جاتی وہ دکھ جاتی ہیں۔" سلیمان نے ناسمجھی سے انہیں دیکھا۔"جب ہمیں گل نور ہنستی کھل کھلاتی ہوئی نظر آئے گی۔تو اصل میں اس کے ساتھ تمہارا اخلاق نظر آئے گا۔اگر اس کی مسکراہٹ مرجھائی تو اس دن میں سمجھوں گا تم اپنے والدین کی تربیت پر لعنت بھیج کر آگے بھر چکے ہو۔" وہ اٹھ کھڑے ہوئے۔پیروں میں چپل اڑستا ہوا سلیمان بھی ان کے ساتھ ہی کھڑا ہو گیا۔

"ابو آپ تو ایسے بات کر رہے ہیں جیسے میں کوئی بہت ظالم انسان ہوں۔" سلیمان کی بات پر جمشید مسکرا دیے۔

"ایک بات یاد رکھنا سلیمان میں تمہاری کوئی بھی خطا معاف کر سکتا ہوں۔مگر گل نور کی آنکھ میں تمہاری وجہ سے آئی ہوئی نمی کو میں تمہیں تا قیامت نہیں بخشوں گا۔" کھیتوں کے درمیان بنی کچی سڑک پر چلتے ہوئے انہوں سلیمان سے کہا۔

"آپ کو لگتا ہے میں اسے کبھی رونے دوں گا۔" سلیمان کے تمکنت سے سوال کرنے پر وہ نفی میں سر ہلاتے ہوئی ہنس دیے۔

"بیویوں کے بھی تو کچھ فرائض ہوں گے نا؟میرا مطلب ہے گل نور کے۔" ان کو ہنستا دیکھ خفت سے سر کھجاتے ہوئے موضوع بدلنے کے لیے اس نے رسانیت سے سوال کیا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

"مرد گھر کا قوام ہوتا ہے بیٹا۔" اس کے شانے پر بازو پھیلا کر انہوں نے اسے اپنے حصار میں لے لیا۔ "اگر تم اپنی ذمہ داریاں احسن طریق سے نبھاؤ گے تو وہ بھی اپنا گھر سنوارنے میں کوئی کمی نہیں چھوڑے گی۔" جب بھی وہ گاؤں آتا تھا تو دونوں باپ بیٹا اکثر ہی آبادی سے دور آجایا کرتے تھے۔ سلیمان کے لیے یہ لمحے انمول ہوتے تھے۔ اور جمشید چودھری، وہ تو شاید جیتے ہی ان گھڑیوں کے لیے تھے۔ انہیں ہمیشہ سلیمان کا انتظار رہتا تھا۔ جب وہ آجاتا تو وہ دن عید کے ہوتے تھے۔ "ہمیشہ یاد رکھنا سلیمان تمہاری زندگی میں سب سے زیادہ اہم شخص گل نور ہونی چاہیے۔ مجھے اپنی دونوں اولادیں بہت عزیز ہیں۔ مگر جو مقام تمہاری ماں کا ہے میری زندگی میں وہ تم لوگوں کا نہیں ہو سکتا۔" سلیمان مسکرا دیا۔

"دیکھا میں بچپن سے جانتا تھا آپ کو امی سے سب سے زیادہ محبت ہے۔ آپ نے ہمیشہ، ابو ہمیشہ ہمارے مقابلے میں ان کی بات مانی ہے۔" ہمیشہ پر زور دیتے ہوئے وہ ناراضی سے منہ پھولا کر بولا۔

"موضوع بدلنے کی کوشش مت کرو ورنہ تمہاری ماں سے کہہ کر ایسی پٹائی کرواؤں گا عمر بھر یاد رکھو گے۔"

"ابو میں اس سے بہت محبت کرتا ہوں۔ آپ کو اب بھی لگتا ہے میں اسے تکلیف دوں گا۔" وہ سچ میں رو دینے کو تھا۔ اسے لگ رہا تھا اس کی محبت پر شک کیا جا رہا ہے۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

"محبت سے زیادہ عورت کو احترام اور وفا کی چاہ ہوتی ہے۔ محبت ایک صحت مند رشتے کے لیے کافی نہیں ہوتی۔ایک مضبوط رشتے کی بنیاد احترام اور وفا سے ہوتی ہے۔ محبت تو بہت بعد میں آتی ہے۔"سورج غروب ہو چکا تھا۔پرندے جا چکے تھے۔کھیت کھلیان ویران ہو چکے تھے۔" تمہیں اس کی شکل وصورت سے محبت ہو گی یا اس کی کوئی عادت پسند آگئی ہو گی۔ لیکن یہ وہ چیزیں جو آج ہیں کل نہیں ہوں گیں۔انسان کی عادتیں بدل جاتی ہیں۔"انہوں نے دیکھا سلیمان اب انہیں سنجیدگی سے سن رہا تھا۔وہ مسکرا دیے۔"فرض کرو جو عادتیں تمہیں پسند ہیں اگر شادی کے کچھ عرصہ کے بعد وہ انہیں چھوڑ دے یا اپنی سوچ بدل لے پھر تم کیا کرو گے؟" انہوں نے بچوں کی طرح اس سے سوال کیا۔"اور شکل وصورت کا بدل جانا، حسن کا ڈھل جانا تو قانون قدرت ہے۔کیا تمہاری محبت بھی بدل جائے گی یا کم ہو جائے گی؟"لہجہ ہلکا پھلکا تھا۔ جیسے کوئی عام سا سوال پوچھ لیا ہو۔

"ابو میرا ایمان اتنا کمزور تو نہیں نہ ہی میری محبت اتنی بے وقت ہے جو میں اسے چھوڑ دوں گا۔ صرف گل نور کے شوہر کو ہی نہیں بلکہ مجھے لگتا ہے آپ اپنے بیٹے کو بھی نہیں جانتے۔"اس کے لہجے میں دکھ اور صدمے کے ملے جلے تاثرات تھے۔وہ ناراضگی سے تیز قدم اٹھاتا ہوا ان سے آگے چلنے لگا۔

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

"میں تمہیں سمجھا رہا ہوں یار۔" انہوں نے اسے پچکارا۔ "یہ میرا فرض ہے بیٹا۔ تمہاری ہر غلطی کا میں جواب دہ ہوں۔ اپنے خدا کو بھی اور گل نور کو بھی۔" وہ ویسے ہی چلتا رہا۔

"ویسے میں جانتا ہوں کہ تم اس سے بہت محبت کرتے ہو۔" ان کی بات سماعتوں میں آتے ہی وہ رک گیا۔ ایڑی کے بل گھوم کر ان کو مشکوک نظروں سے جانچنے لگا۔۔ پھر دونوں ہنسنے لگے ۔دور سے مغرب کی آذان کی آواز آنے لگی تھی۔ وہ باپ بیٹا دور کھیتوں میں چلے جا رہے تھے۔

☆☆☆☆☆

www.novelsclubb.com

تاریخ: یکم اگست 2014

دن: جمعہ

وقت: خوش قسمت

دونوں حویلیوں میں تیاریاں عروج پر تھیں۔ بڑی حویلی میں ہادی بیچارہ صبح سے گھر کے کاموں میں ہلکان ہو رہا تھا پھر بھی اسے یہی سننے کو مل رہا تھا۔ تم نے کیا ہی کیا ہے؟ اگر جو وہ اپنے حق

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

میں بولنے لگتا کبھی دراب تو کبھی انتسار کی گھوریاں اسے چپ رہنے پر مجبور کر دیتیں۔ بہنوں کی شادیوں میں بھائیوں کی درگت بن جاتی ہے اس نے ایسا سنا تھا اور آج سہہ بھی لیا تھا۔ اسی شور و غل سے گزرتے ہوئے اگر ہم گل نور کے کمرے میں جھانکیں تو وہاں کا ماحول بھی نیچے سے کچھ مختلف نہیں تھا۔ خدیجہ جب کمرے میں داخل ہوئی تو گل نور صاحبہ رونے کا شغل فرما رہی تھیں۔ بیٹی کو روتا دیکھ ان کا بھی دل بھر آیا مگر جیسے ہی انہیں پتہ چلا کہ محترمہ جدائی کے غم میں نہیں بلکہ سرخ چوڑیوں کے گم ہو جانے پر ماتم کر رہی ہیں۔ بے اختیار ان کا دل چاہا آج تو اسے ایک لگا ہی دیں پھر نہ جانے کس خیال کے تحت اپنا ارادہ بدل کر اس کی طرف متوجہ ہوئیں۔

"اچھا رونا بند کرو میں ہادی سے کہہ کر منگوا دیتی ہوں۔"

"گجرے بھی۔" وہ منمنائی۔

"نوررررر۔۔۔۔۔" وہ کچھ کہتے کہتے رکیں پھر منہ میں کچھ بڑبڑاتے ہوئے کمرے سے نکل گئیں۔

اب وہ اپنے آنسوں صاف کر رہی تھی اور پاس کھڑی آئرہ اسے کچھ کہہ رہی تھی۔ گل نور کی فرمائش پر اسفندیار کل رات ہی اسے بڑی حویلی لے آئے تھے۔

☆☆☆☆☆

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

دھوپ ڈھلی تو پرندے پھر سے درختوں اور گھونسلوں سے نکل کر منڈیروں پر آ گئے۔ سورج کی تپش کا اثر شام کی ٹھنڈی ہوا میں معدوم ہونے لگا۔ سفید رنگ پر سنہری رنگ کے کام دار کرتی شرارے میں ملبوس، ہلکے میک اپ کے ساتھ سر پر سرخ گوٹا لگا دوپٹہ سجائے وہ جان لے جانے کی حد تک حسین لگ رہی تھی۔ اور وہ جو اس کے دیدار کی ایک جھلک دیکھنے کو بیتاب رہتا تھا آج وہ اس کی ہو چکی تھی مگر نہ جانے کس خیال کے تحت وہ نظریں اٹھا کر اسے دیکھنے کی گستاخی نہیں کر رہا تھا۔ اس کی محبت سرخرو ہی تھی۔ اس نے جسے چاہا تھا اسے پا بھی لیا تھا۔ کیا سب کو اپنی محبت اتنی آسانی سے مل جاتی ہے؟ نہیں سب کو نہیں ملتی۔ یہ جواب قدرت نے دیا تھا۔ اس کا مطلب وہ خوش قسمت ہے۔ ہاں تم خوش قسمت ہو قدرت نے تسلیم کیا تھا۔ وہ مسکرا دیا۔ تشکر سے۔ عاجزی سے۔ خدا کے بندے دعا کی قبولیت پر عاجزی ہی تو اختیار کرتے ہیں۔ کچھ جھجکتے ہوئے اس نے نظریں اٹھائیں۔ "وہ خوبصورت تھی بہت خوبصورت مگر اس کی وہ بڑی بڑی کانچ سی بھوری آنکھیں۔ اُف، یہ آنکھیں۔ ہاں یہی آنکھیں۔ ان آنکھوں کا وار ہی تو وہ سہہ نہیں پایا تھا۔ ان کے بارے میں اگر دیوان بھی لکھیں جائیں تو کم پڑ جائیں۔" سلیمان نے دل ہی دل میں اعتراف کیا تھا مگر یہ بات وہ اسے کہہ نہیں پایا تھا۔ ان آنکھوں میں دیکھنے کے بعد اسے کچھ

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

ہوش ہی کہاں رہتا تھا۔ یا شاید محبوب کا رعب اقرار کے الفاظ چھین لیتا ہے۔ کیا یہ زیادتی نہیں؟ ہے تو مگر وہ محبوب ہے اس پر سب جائز ہے۔ بے رحمی بھی؟ ہاں بے رحمی بھی۔

اس کی چوڑیوں کی کھنکھناہٹ سے وہ ہوش میں آیا۔ نکاح کے بعد آج پھر وہ دونوں اسی ٹیرس پر کھڑے تھے۔ مگر یہ ملاقات اس ملاقات سے مختلف تھی۔ کم سے کم سلیمان جمشید کے لیے۔

اس دن اس کا دل وسوسوں میں گھرا ہوا تھا۔ وہ اسے اپنائے گی بھی یا نہیں؟ انکار کر دیا تو وہ اسے منائے گا کیسے؟ منانے پر وہ مانے گی بھی یا نہیں۔ اور آج! آج وہ اس کی ہو چکی تھی۔ اس کا دل شدت سے چاہا کہ سب کو بتائے، گل نور اسفندیار اب سلیمان جمشید کی ہو چکی ہے۔ ہاں وہ ہو چکی ہے۔ اپنی تمام تر اداؤں، ناز برادریوں اور لاپرواہیوں کے ساتھ۔ اپنے اس خیال پر وہ مسکرا دیا۔ یہ سب تو اس کا جہیز تھا۔

اس کی مسلسل خاموشی اب گل نور کو غصہ دلا رہی تھی جس کا ادراک سلیمان کو بھی ہو گیا تھا۔ ہاں بات بے بات بھڑک جانے والی عادت بھی تو تھی اس میں۔

"میری زندگی میں شامل ہونے کے لیے شکریہ۔" اس نے صرف زبان سے الفاظ نہیں ادا کیے تھے بلکہ اس کی مشکور آنکھیں اس بات کا اعتراف کر رہی تھیں کہ گل نور اسفندیار نے تین بولوں کے عوض سلیمان جمشید کو زندگی بھر کے لیے اپنا مقروض بنا لیا ہے۔ زندگی بھر کے

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

لیے۔یعنی تمام عمر وہ اس کا مقروض رہنے والا ہے۔اس بات پر گل نور کے پھول بھی مسکرا دیے۔

گل نور کو لگا اگر اس نے تھوڑی دیر مزید اس کی محبت پاش کرتی ہوئی آنکھوں میں دیکھا تو وہ سانس لیے بنا ہی مر جائے گی۔ایک جھٹکے سے اپنا ہاتھ سلیمان کے ہاتھ سے چھڑا کر اس نے اپنا رخ موڑ لیا۔ہاتھ جھٹکنے سے ہاتھوں میں موجود سرخ چوڑیوں نے شور مچایا تھا۔سلیمان کے دل نے بھی تو اس شور کی تائید کی تھی۔

وہ اس کے سامنے آ کھڑا ہوا اور جھک کر زمین پر بیٹھ گیا۔سلیمان جمشید گل نور کے قدموں میں بیٹھ گیا تھا۔اس سے پہلے وہ کچھ کہتی سلیمان نے سفید کرتا شلوار پر پہنی ہوئی کالی واسکٹ کی جیب سے کچھ نکالا جس پر نظر پڑتے ہی وہ سکتے میں آ گئی۔اسے لگا اب اگر وہ چاہے گی بھی تو ہل نہیں پائے گی۔قدم اٹھائے گی مگر چل نہیں پائے گی۔

وہ اس کا دائیاں دودھیا پاؤں اپنے گھٹنے پر رکھ رہا تھا۔وہ مسکرا بھی رہا تھا اور اس کی گل حواس باختہ اسے دیکھ رہی تھی۔یہ کیسا انکشاف ہوا تھا اس پر وہ سمجھ نہیں پا رہی تھی۔کیا یہ سلیمان جمشید کا اظہار محبت تھا۔اگر ہاں تو گل نور اسفندیار اس کی محبت پر ایمان لے آئی تھی۔ہاں وہ لے آئی تھی۔سلیمان زمین پر بیٹھا اسے پائل پہنا رہا تھا اور گل نور اسے پائل پہناتے ہوئے دیکھ رہی تھی۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

کوئل اپنی سریلی آواز میں گنگنانے لگی۔ کوئی بہت ہی پیارا اور میٹھا سا کانوں کو لبھا دینے والا گیت۔ شارق بھی خوشی سے جھوم رہی تھی۔ چڑیا کی چہچہاہٹ نے ماحول کو مزید خوشگوار بنا دیا تھا۔ ایسے لگ رہا تھا کائنات میں موجود ہر شے مسرت سے مسکرا رہی ہو۔ دو دل خوش تھے دو روحیں مسرور تھیں کائنات پر خوش ہونا لازم تھا۔

"سوچا تھا شادی کی رات منہ دکھائی پر آپ کو آپ کی امانت واپس کروں گا۔" وہ آپ کیوں کہتا تھا؟" مگر اس دن سودہ کی بات سن کر میں نے سوچا مجھے مزید ولن نہیں بننا چاہیے۔" نفی میں سر ہلاتے ہوئے اس کی مسکراہٹ مزید گہری ہوئی۔ پائل پہنانے کے ساتھ ساتھ وہ اسے وضاحتیں بھی دے رہا تھا۔ کھیتوں میں ہری بھری فصلیں ہوا کے جھنکوں پر رقص کرنے لگیں۔ سونے کی زنجیر کے ساتھ لٹکتے ہوئے چھوٹے چھوٹے ہیرے اس کے ملائی سے سفید پیروں میں چمکنے لگے۔ یہ پائل شور نہیں مچاتی تھی کیونکہ گھر سے نکلتے وقت وہ آواز کرنے والی پائل ہمیشہ اتار دیا کرتی تھی۔ اسی لیے بابا نے اسے بنا آواز والی پائل بنوا کر دی تھی۔" مجھے یہ بہت پہلے واپس کر دینی چاہیے تھی اور یقین کرو جتنی دفعہ کوشش کی دل نے اجازت ہی نہیں دی۔" اس کے روبرو کھڑا وہ لڑکا اتنی معصومیت سے اسے یقین دلانے کی سعی کر رہا تھا۔ گل نور نے سوچا اگر وہ یقین نہیں کرے گی تو کیا کرے گی۔ اسے یقین کر لینا چاہیے تھا اس نے یقین کر لیا تھا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

کیااس کے بعد کسی لفظی اظہار کی ضرورت تھی؟

نہیں! یا پھر گل نور کو نہیں تھی۔ بعض اوقات آپ کی زندگی میں ایک ایسا لمحہ آتا ہے جہاں آپ اپنا سب کچھ ہار جاتے ہیں آج شاید گل نور کے لیے وہ لمحہ آچکا تھا۔ قدرت اس مکمل منظر پر مسکرائی تھی۔

"گل!" وہ جانے کے لیے مڑی ہی تھی کہ اس کی پکار پر رک گئی۔ ایک لحظے کو دل بھی تو رکا تھا۔ سانسیں بھی۔

"جی!" وہ پلٹی۔

"میں نہیں جانتا تھا یہ پائل تمہیں اتنی عزیز ہے۔" منگنی کی رات ان سب کی باتیں سنے کے بعد اسے واقعی دکھ ہوا تھا۔ وہ اتنا عرصہ اس کی تکلیف سے بے خبر رہا یہ بات اس کے لیے اذیت بھری تھی۔

www.novelsclubb.com

"میں اپنی چیزوں سے دستبردار نہیں ہوا کرتی۔" وہ ٹرانس کی سی کیفیت میں بولی۔ ہاں دستبرداری تو اس کی شخصیت میں ہی نہیں تھی۔

"میری محبت کو قبول کرنے اور میری زندگی میں شامل ہونے کے لیے شکریہ۔" اس سے پہلے وہ دوبارہ مڑتی اس نے سلیمان کو کہتے ہوئے سنا۔ وہ لڑکا دوبارہ اس کا شکریہ ادا کر رہا تھا۔ کیا وہ پاگل تھا؟ نہیں وہ مجنون تھا۔ لیکن پہلے تو نہیں تھا۔ پہلے محبت بھی تو نہیں تھی۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

"ارے ایسے چھوٹے چھوٹے احسان تو ہم کرتے رہتے ہیں۔" ہاتھ جھٹکتی ہوئی وہ ایک ادا سے بولی۔

"کیا ہو، اگر یہ لڑکی تھوڑا شرمانا سیکھ لے۔" اس نے دل میں بے اختیار سوچا۔ کیا وہ ایسی خواہشات کر سکتا ہے؟ وہ ہی تو کر سکتا ہے۔ وہ محبوب نہیں ہے۔ لیکن عاشق تو ہے ناں۔ اب تو شوہر بھی۔ ہاں وہ شوہر بھی تو ہے۔

مگر یہ تو کوئی گل نور سے پوچھتا اپنے دل پر ہونے والی پہلی دستک کے بعد ابھی تک وہ وہاں کیسے کھڑی تھی۔

"جان کی امان پاؤں تو ناچیز ایک سوال پوچھنے کی جرات کرے؟" وہ مزید کچھ دیر اسے اپنے پاس اور روکنا چاہ رہا تھا۔ اسے دیکھنا چاہ رہا تھا۔ محسوس کرنا چاہ رہا تھا۔

اس کے مصنوعی التجائیا انداز پر وہ اپنی گردن پیچھے گرا کر کھل کھلا کر ہنسنے لگی۔ اور ہنستی گئی۔ اس کو ایسے ہنستا دیکھ سلیمان کے دل نے ایک بیٹ مس کی تھی۔ اس کا دل چاہا یہ مکمل نظارہ اس کی آنکھوں سے کبھی اوجھل نہ ہو۔ کبھی بھی نہیں۔ کسی صورت نہیں۔

"مجھے تو لگا تھا تم کم سے کم میرا سر تو پھوڑ ہی دو گی۔" خود کو سنبھالتے ہوئے وہ کھسیانا سا ہنسا۔

گل نور کی آنکھوں میں بھی شرارت امڈ آئی۔ "ارے نہیں وہ تو میں اس دن بہت خوش تھی۔۔۔۔"

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

"میرے رشتہ لانے پر اتنی خوشی؟"اس کے جملہ مکمل کرنے سے پہلے ہی بول اٹھا وہ واقعی حیران ہوا تھا۔اور حیرانگی واجب تھی گل نور خوش تھی۔یہ سوچ سوچ کر کہیں وہ مر ہی نہ جائے۔

"اونہوں!"اس نے ہاتھ جھلایا تو ٹیرس پر چوڑیوں کا شور گونج اٹھا۔"اف یہ ادائیں۔" اپنے لبوں کو دانتوں سے کاٹتے ہوئے سلیمان گردن جھکا کر مسکرا دیا۔یہ لڑکی اس کا ضبط آزماتی ہے۔

"میں نے اس دن انتسار بھائی سے پورے پانچ ہزار کی شرط جیتی تھی۔"اس نے باقائدہ اسے اپنے حنائی ہاتھوں کی زیور سے لیس پانچ انگلیاں دکھائیں۔"وہ کیویز جیتی تھی نا کینگروز سے۔" وہ وضاحت دے رہی تھی۔"میں خوش تھی تو سوچا ابا اور بڑے ابا کو بھی خوش کر دوں۔"ایک ادا سے کہتی ہوئی وہ وہاں سے چلی گئی۔کیا شان بے نیازی تھی۔اگر جو وہ اس دن شرط ہار جاتی تو کیا ہوتا سلیمان نے سوچ کر ہی جھرجھری لی۔وہ ولیم سن کو دعائیں دینے لگا اگر جو وہ اس دن اچھا نہ کھیلتا تو نیوزی لیبڈ کی ٹیم ہار جاتی۔آج وہ اس کے پاس ہوتا تو وہ اس کا ماتھا تو چوم ہی لیتا۔"یہ میں کیا سوچ رہا ہوں۔"سر جھٹک کر مسکراتا ہوا وہ بھی اندر کی جانب بڑھ گیا۔

☆☆☆☆☆

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

رات کے اس پہر چھوٹی حویلی پر سناٹوں اور اندھیروں کا راج تھا۔ سوائے لاؤنج کے، جہاں تین بہادر نفوس فلم دیکھنے میں مصروف تھے۔ نظریں ہنوز سکرین پر جمائے وہ وقتاً فوقتاً پاس پڑے پوپ کارن کے جار سے کچھ نہ کچھ لے لیتیں۔ لاؤنج کی بتیاں بند تھیں سکرین کی روشنی نے ان کے چہروں کو بھی روشن کر رکھا تھا۔ مگر جیسے ہی ٹی وی کی روشنیاں بدلتیں ساتھ ہی ان کے چہروں کے رنگ بھی بدلنے لگتے۔ خوف سے۔ ڈر سے۔ تجسس سے۔

"کوئی جاگ رہا ہے کیا؟" منحہ کے سوال پر آئرہ اور مرحہ نے اسے چونک کر دیکھا۔

"نہیں!؟" آئرہ نے کوفت زدہ ہوئی۔ وہ ایک منٹ کے لیے بھی اپنا دھیان بھٹکنے نہیں دینا چاہتی تھی۔

"مجھے آوازیں آ رہی ہیں۔" منحہ رازدرانا انداز میں آہستہ آواز میں بولی۔ دونوں نے یک وقت اسے گھوری سے نوازا۔

"منحہ! آئرہ آپی نے پہلے ہی بولا تھا کہ کوئی نہیں ڈرے گا۔" مرحہ کوفت اور غصے کے ملے جلے جذبات کے ساتھ بولی۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

"تم ٹی وی کی آواز بند کرو سچ میں آوازیں آ رہی ہیں۔" اسے اپنی بات پر بضد دیکھتے ہوئے آئرہ نے موو ی روک دی۔ باہر سے کچھ لوگوں کے باتیں کرنے کی آوازوں پر تینوں کی جان ہوا ہوئی۔

"کوئی اٹھ گیا ہو گا۔اس میں ڈرنے کی کیا بات ہے۔" آئرہ اپنا ڈر چھپاتے ہوئے بولی۔

"ایک انسان اٹھا ہے یا سب ہی اٹھ گئے ہیں؟" منحہ دبی دبی آواز میں گڑائی۔اس وقت تینوں ڈری ہوئی تھیں لیکن ایک دوسرے کو ظاہر نہیں ہونے دے رہی تھیں۔ بھئی اپنی بہادری ثابت کرنے کے لیے تو ہورو موو ی دیکھ رہی تھیں اب کیسے ڈر جائیں۔

"پوائنٹ ٹو بی نوٹسٹ مائی لارڈ۔" مرحہ کی کامیڈی پر آئرہ تو تپ گئی۔اس سے پہلے وہ اسے کچھ کہتی آوازیں تیز ہوئیں۔تینوں کی جان ہوا ہوئی۔ جبیں خوف سے تر ہونے لگی۔

"بھائی کو فون کرو گھر میں چور گھس آئے ہیں۔" آئرہ دبی دبی آواز میں گویا ہوئی اور خود اٹھ کر ڈرتے ہوئے آہستہ آہستہ سوئچ بورڈ کی طرف چل دی۔ آوازیں تیز ہوئیں اور اچانک ہی ٹی وی کی سکرین کالی ہو گئی۔ کمرے میں اندھیرا چھا گیا۔ٹی وی کا بند ہونا تھا کہ پوری حویلی چور چور کی آواز پر گونج اٹھی۔ان کی آوازوں پر تین نفوس ہڑبڑا کر لاؤنج میں داخل ہوئے۔ منہ چادروں میں ڈھنپے ہونے کے باعث انہیں صرف موبائل ٹارچ کی جلتی ہوئی بتیاں نظر آئیں تھیں۔ جس کی وجہ سے چور کے ساتھ اب بھوت بھوت کے نعرے بھی گونجنے لگے تھے۔اگلے ہی

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

لمحے ٹی وی کے ساتھ لاؤنج کی بتیاں بھی جل چکی تھیں۔ سامنے کھڑے افراد کے تاثرات ملے جلے تھے۔ کوئی معاملہ سمجھنے کی سعی کر رہا تھا، کوئی غصہ تھا اور کچھ مسلسل اپنی مسکراہٹیں چھپانے کی ناکام کوششیں کر رہے تھے۔ وہ تینوں ڈری سہمی سب کے تاثرات سمجھنے کی کوشش کر رہی تھیں۔

"کیا ہو رہا ہے یہاں؟" جمشید چودھری کے کڑک آواز میں سوال کرنے پر سب خاموش ہو گئے۔ وہ تینوں بھی بت بنی کھڑی رہیں۔ اب کیا بتاتیں ہورو مووی دیکھتی ہوئی خود ہی ڈر گئی ہیں۔ کتنی شرمندگی کی بات تھی ایک تو پکڑی گئیں اور پکڑے جانے کی وجہ بھی خود ہی بنی۔

"کچھ شرم کرو سلیمان تم اب بچے نہیں ہوں۔ رات کا وقت ہے آوازیں کتنی دور تک گئی ہوں گی۔" کسی سے کوئی بھی جوب نہ پا کر انہوں نے اپنی توپوں کا رخ سلیمان کی طرف کیا۔

"ابو ہم تو مذاق کر رہے تھے اب ہمیں کیا پتا تھا آپ کی بھتیجیاں اتنی ڈرپوک ہیں۔" وہ منمنایا۔"

ہم نے تو ابھی ڈرایا بھی نہیں تھا یہ تینوں خود ہی ڈر گئیں۔" اس کے افسوس پر آئرہ کو اس پر مزید غصہ آیا مگر اس وقت سوائے صبر کے کوئی چارا نہ تھا۔ جمشید سر جھٹکتے ہوئے باہر چلے گئے۔

"چلو اب سب سو جاؤ، صبح فجر پر اگر کوئی نہ جاگا تو سارا دن بھوکا رہے گا۔" ثریا کہہ کر لاؤنج سے نکل گئیں ان کے ہمراہ ہی صالحہ اور باقی سب بھی چلے گئے۔ ان کے جاتے ہی سلیمان گر جانے

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

کے انداز میں صوفے پر بیٹھ گیا۔ ساتھ ہی ماہد اور ارمان پیٹ پکڑ کر ہنستے ہوئے بیٹھ گئے۔ وہ تینوں بھی جل کر وہیں بیٹھ گئیں۔

"اتنا سا دل ہے تم لوگوں کا اور چلی تھیں مرڈر مسٹری دیکھنے۔" ماہد کی بات پر انہوں نے پر شکوہ نظروں سے سلیمان کو دیکھا جو انہیں کو دیکھتے ہوئے مسکرا رہا تھا۔

"بات نہیں کرو مجھ سے۔ کل سارا دن امی کی ڈانٹ سننی پڑے گی۔" آئرہ روہانسی ہوئی۔

"کوئی نئی بات بتاؤ۔" مووی کو آن کرتے ہوئے سلیمان بولا۔

"آپ تو بات ہی نہ کریں مجھ سے، نکاح کے ہوتے ہی آپ نے اپنی آنکھیں ماتھے پر رکھ لی ہیں۔" اس کے اعتراض پر وہ مسکرا دیا۔ ایک چہرہ بھی تو آنکھوں کے سامنے لہرایا تھا۔

"ویسے کیا حال ہے تمہاری ماموں زدکا؟" اسے مزید تپانے کے لیے وہ رازدارانا انداز میں بولا۔ باقی چاروں مووی میں گم ہو چکے تھے۔

"اس کی پھوپھی زاد کو ستائیں گے تو وہ آپ کو نظر بھر کے بھی نہیں دیکھے گی۔" وہ بھی اسے تپانے کے لیے استحکام سے بولی۔

"دھمکی دے رہی ہو۔" سلیمان کے ابرو اچکا کر پوچھنے پر وہ ہڑبڑا گئی۔

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

"مجھ غریب کی اتنی مجال۔" آنکھوں میں معصومیت سما کر بولی۔ "ناچیز نے تو بس مستقبل سے آگاہ کیا ہے۔" اس کی آنکھیں ٹپ ٹپانے پر وہ سلگ کر سر کو اثبات میں ہلاتے ہوئے ہنسنے لگا۔ پھر بولا۔

"دیکھو آئرہ اگر تم نے اپنی چونچ کسی بھی چیز میں گھسائی تو میں تائی جان کو بتادوں گا کہ جو سامان میں لے کر آتا ہوں اس میں آدھی سے زیادہ چیزیں تمہاری آن لائن شاپنگ کی مرہون منت ہوتی ہیں اور تو اور وہ برانڈڈ بیگ بھی پانچ نہیں بلکہ پورے پندرہ ہزار کا تھا۔" انگلی دیکھا کر تنبیہ کرتے ہوئے وہ اس کے اوسان خطا کر چکا تھا۔ محبوب کی ناراضی کا خطرہ لیا جا سکتا ہے بھلا؟ نہیں ۔اور محبوب اگر گل نور ہو تو؟ بالکل بھی نہیں۔

"اللہ بھائی وہ بات اتنی پرانی ہو گئی ہے۔" وہ روہانسی ہوئی۔ بات اس کے لیے پرانی ہوئی تھی امی کے لیے تو نہیں۔پل بھر میں اس کے مزاج کے بدلنے جانے پر وہ تو حیران ہو کر رہ گیا۔ "کوئی ایسا کرتا ہے کیا اپنی بہن کے ساتھ۔ آپ کی وجہ سے گل نور مجھ سے اتنا لڑی۔ آپ کے لیے ، صرف آپ کی خاطر میں نے اس کی ناراضی سہی اور اب آپ مجھے دھمکیاں دیں گے۔" آپ پر زور دیتے ہوئے وہ معصومیت کے سارے ریکارڈ توڑ چکی تھی۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

"ٹھیک ہے ٹھیک ہے اب چونکہ تم نے مجھے دھمکی دی تھی اس لیے مجھے چائے بنا کر دو۔" ناک سے مکھی اڑانے کے انداز میں کہتے ہوئے حکم صادر کیا گیا۔ چائے کے نام پر باقی سب کی آنکھیں بھی چمک اٹھیں۔ حریص لوگ وہ اندر تک سلگ گئی۔

"اس وقت؟" حیرانگی سے پوچھتے ہوئے اس نے تصدیق چاہی۔ نفی میں جواب چاہا۔

"اس وقت۔" اثبات میں سر ہلاتے ہوئے وہ دوبدو بولا۔ توجہ اب بھی موو ی کی طرف تھی۔

"میں نے آپ کی خاطر اس سے بات بھی چھپائی تھی۔" آئرہ نے اسے پچکارنا چاہا۔

"مفت میں نہیں کیا۔" آنکھوں سے پاس پڑے آئی پیڈ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بظاہر سرد لہجے میں کہا گیا۔ آئرہ نے اپنے لب کاٹے۔ اسے یہ تانا تو بالکل نہیں دینا چاہیے تھا۔ "اُف!"

"سوچو آئرہ جب تمہاری ماموں زاد کو پتہ چلے گا کہ اس کی سہیلی آئی پیڈ کے عوض بک گئی تھی تو وہ کتنا فخر محسوس کرے گی۔"

www.novelsclubb.com

"مان بھائی چائے کے ساتھ کیا کھائیں گے؟" وہ معذرت خواہ انداز میں گویا ہوئی۔ آنکھوں میں التجا واضع تھی۔ وہ تعلی سے مسکرا دیا۔ جیسے آنکھوں سے کہہ رہا ہو مجھ سے جیت نہیں سکتی۔ کیا کوئی جیت سکتا تھا؟

"پیاز کے پکوڑے۔" میز پر دونوں پاؤں رکھتے ہوئے کہا گیا۔ ماہد اور ارمان بھی اس کی بے بسی پر ہنس دیے۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

"رات کے ڈیڑھ بجے کون پیاز کے پکوڑے کھاتا ہے۔" غصہ ضبط کر کے دانت پیستے ہوئے اس نے سوال کیا۔

"میں تو کھا لیتا ہوں۔" شانے اچکاتے ہوئے وہ رسانیت سے بولا اور پھر سے ٹی وی کی طرف متوجہ ہوا۔

"وہ جو آپ کی منکوحہ ہے نا وہ آدھی آدھی رات اٹھ کر آپ کے لیے پکوڑے نہیں بنائے گی۔ عادتیں سدھار لیں آپ اپنی۔" سلیمان کی طرف سے کوئی جواب نہ پا کر پیر پٹختی ہوئی وہ باورچی خانہ کی طرف چل دی۔ وہ مسکراتا ہوا سر جھٹک کر وہ ٹی وی دیکھنے لگا۔

www.novelsclubb.com

☆☆☆☆☆

"اللہ تعالیٰ کی بہت سی صفات ہیں جیسے اَلنَّصِیرُ بہت مدد کرنے والا، اَلحَقُّ سچا، اَلحَفِیظُ حفاظت کرنے والا اور بھی بہت ساری۔ لیکن آج ہم بات کریں گے صفت رحمانیت اور صفت رحیمیت کی یعنی اَلرَّحمٰنُ مہربان بن مانگے دینے والا، بہت رحم کرنے والا اور الرَّحِیمُ بار بار رحم کرنے والا۔ ہم رحم کی بات کریں گے۔" سورج ڈھل چکا تھا مگر ابھی مکمل طور پر اندھیرا ہاوی نہیں ہوا تھا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

"ان دو صفات کا ورد ایک مومن دن میں کئی سو بار کرتا ہے۔ نمازوں میں صورت الفاتح کی تلاوت کرتے وقت، کھانا کھانے سے پہلے، پانی پینے سے پہلے غرض کوئی بھی کام کرنے سے پہلے بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھتے وقت۔ اور اس سے پتا ہے کیا ہوتا ہے؟ انسان کو یاد رہتا ہے کہ جس رحمان خدا کی وہ عبادت کرتا ہے وہ کتنا رحیم ہے۔" پرندے جھنڈ کی صورتوں میں واپس اپنے گھروں میں جا رہے تھے۔ "پہلے ہم بات کرتے ہیں کہ صفت رحمانیت کیا ہے؟ صفت رحمانیت تمام مخلوق کے لیے ہے چرند پرند، حیوان انسان، ان انسانوں کے لیے بھی جو مشرک ہیں اور ان کے لیے بھی جو سرے سے خدا کی ذات کے ہی انکاری ہیں۔" وہ سانس لینے کے لیے رکی۔ "کبھی کبھی میں سوچتی ہوں ہم انسانوں کے لیے یہ صفت باری تعالیٰ کتنی بڑی نعمت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں غور و فکر کرنے کے لیے عقل دی انسان کو اشرف المخلوقات بنایا۔ زندگی گزارنے کے لیے ہوا، پانی روشنی، خوراک، رشتے، خاندان اور کیا کچھ عطا نہیں کیا؟ انسان ابھی پیدا بھی نہیں ہوا ہوتا کہ خدا کی صفت رحمانیت سے فیض پانا شروع کر دیتا ہے۔" آسمان پر رونک کا سماں تھا لیکن زمین پر ویرانی چھا رہی تھی۔ سورج غروب ہونے کے بعد والی ویرانی۔ "پھر باری آتی ہے صفت رحیمیت کی یہ ہر کسی کے لیے نہیں ہوتی۔" اس نے نفی میں سر ہلایا۔ "یہ مومنوں کا خاص انعام ہے۔ ہر کوئی اس سے مستفید نہیں ہو سکتا۔ اس صفت کو کمانا پڑتا ہے نیک اعمال بجالانے کے بعد ہی اس صفت کے وارث بنا جاتا ہے اور پھر جو اس صفت کو حاصل کر

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

لے اسے اور کیا چاہیے ہو گا؟"ٹھنڈی اور تیز ہوا کے باعث اس کا دوپٹہ بار بار اڑ رہا تھا اور بولنے کے ساتھ ساتھ وہ اپنا دوپٹہ بھی سر پر ٹکانے کی کوشش کرتی جاتی۔"جس میں خدا بار بار رحم کرنے کا وعدہ کر رہا ہو۔لیکن یہاں ہمیں ایک بات سمجھنی ہو گی بڑے انعاموں کے لیے محنت کرنی پڑتی ہے قربانیاں بھی دینی ہوتی ہیں خالق کو راضی کرنا ہوتا ہے۔"اس نے سمجھانے والے انداز میں سامنے بیٹھے لڑکے کو دیکھا۔"اور اگر ہم یہ سب کر لیں تو پھر ہم پر اس کی رحیمیت کے جلوے آشکار ہوتے ہیں۔وہ ہماری دعائیں قبول فرماتا ہے ہم اس کی طرف چلتے ہوئے جاتے ہیں وہ ہماری طرف دوڑتے ہوئے آتا ہے، ہمیں کامیابیوں سے نوازتا ہے ہماری غلطیوں پر ہمیں بار بار معاف فرماتا ہے۔"عشاء اور ہادی بڑے غور سے اسے سن رہے تھے۔"اللہ تعالیٰ اپنے مومن بندوں سے فرماتا ہے کہ میرے رنگ میں رنگ جاؤ میری صفات اختیار کرو۔اگر ہم اپنے اندر صفت رحیمیت پیدا کرنے کی کوشش کریں تو کتنا اچھا ہو۔"پرندوں کو اپنے گھروں کی طرف جاتا دیکھ وہ حسرت سے بولی۔

"ہم اپنے اندر رحم کیسے پیدا کریں؟"ہادی کے سوال کرنے پہ وہ ہنس دی۔

"یہ اتنا مشکل بھی نہیں ہے۔اگر ہم ٹی وی کی آواز آہستہ رکھیں، اپنے گھر میں شور نہ کریں اس غرض سے کہ ہمارے ہمسائیوں کو تکلیف نہ پہنچے تو یہ صلہ رحمی میں آتا ہے۔"وہ مسکرائی۔"دیکھو! رحمان خدا کتنا رحیم ہے۔اپنے بندے کی چھوٹی چھوٹی کوششوں پر راضی ہو جاتا ہے

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

۔ہمیں بھی چاہیے اپنے رحمی رشتوں سے حسن سلوک کریں ان کی کوتاہیوں کو در گزر کریں ،دوسروں کی تکلیفوں کا جگہ جگہ چرچا کرنے کی بجائے ہم ان کا مرہم بنے کی کوشش کریں، بیماروں کی عیادت کو جائیں، یتیموں کے مال کی حفاظت کریں، چھوٹوں سے شفقت کا سلوک کریں، بڑوں کی عزت کریں، لوگوں کے مسائل کا حل تلاش کرنے کی کوشش کریں۔"اس کی آواز میں ایک عزم تھا۔ہادی کی آنکھیں کچھ کرنے کا ارادہ لیے چمکنے لگیں۔"بظاہر یہ سب چھوٹی چھوٹی باتیں ہیں۔ مگر یہ بہت ضروری ہیں۔"وہ رک کر کچھ سوچنے لگی۔

"تمہیں پتا ہے ہادی؟آپ ﷺ نے ایک مرتبہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے رحم کو فرمایا کیا تو پسند نہیں کرتا کے میں اس سے تعلق جوڑوں جو تجھ سے تعلق جوڑے اور اس سے تعلق کاٹوں جو تجھ سے تعلق کاٹے؟"وہ خاموش ہوئی۔

"پھر رحم نے کیا کہا؟"اس کے تجسس پر عشاء مسکرادی۔

"رحم کہنے لگا! کیوں نہیں اے میرے رب۔" گل نور مسکرائی۔

"اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا پس اسی طرح ہو گا۔"

"ہمیں ہمیشہ یاد رکھنا چاہیے کہ رحم کرنے والوں کے پاس اللہ تعالیٰ کا ساتھ ہوتا ہے۔"کیا گل نور کے سلیمان کے پاس رحم ہے؟کیا وہ اللہ تعالیٰ کی یہ صفت اپنانے کی سعی میں ہے۔تو گل نور کو سلیمان میں ایسا رحم نظر آتا ہے؟عشاء گل نور کو دیکھتے ہوئے سوچنے لگی۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

"آپی آپ کی ملاقات آئی ہے۔" سودہ کی پھولی ہوئی سانس بتا رہی تھی وہ بھاگتی ہوئی آئی ہے۔ وہ تینوں اس کی طرف متوجہ ہوئے۔

"سانس لو لڑکی کون سا سونامی آگیا ہے۔"

"سونامی نہیں سسرالی وہ بھی نور آپی کے۔" عشاء کے ٹوکنے پر سودہ میڈم نے تینوں کو خبر دی۔

"ویسے سلیمان بھائی بھی آئے ہیں۔" وہ گل نور کو چھیڑنے لگی۔

"میں نہیں آؤں گی۔ بولوں میں سوئی ہوئی ہوں۔" اس کی اس بے تو کی بات پر سودہ کو اچنبھا ہوا۔

"میں جھوٹ بولوں کیا؟" گل نور نے اس کی طرف ایسے دیکھا جیسے اس سے پہلے کبھی اس نے جھوٹ نہیں بولا۔

"میں سو جاتی ہوں نا پھر جھوٹ نہیں ہو گا۔" وہ منمنائی۔ سودہ تو اس کی شکل پر آئی ہوئی معصومیت دیکھ کر غش کھانے کو تھی۔

"نورا چھا سا تیار ہو کر نیچے آنا۔" جاتے ہوئے عشاء نے سخت تاکید کی تھی۔ یہ پیغام تھا کہ کوئی بہانا کام نہیں آنے والا۔

☆☆☆☆☆

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

"نور سلیمان کو اپنا اسٹوڈیو تو دکھاؤ۔" سب لوگ صحن میں بیٹھے خوش گپیوں میں مصروف تھے ۔جب حلیمہ چچی نے اپنے نئے نویلے شوہر سے بیگانی ہو کر آئرہ کے ساتھ گپیں ہانکتی ہوئی گل نور سے کہا۔ سلیمان کل واپس جا رہا تھا اس لیے ثریا اور صالحہ سلیمان کو گھر والوں سے ملوانے لے آئیں تھیں۔ کوئی بڑی حویلی آ رہا ہو اور آئرہ ساتھ نہ آئے ایسا کس کتاب میں لکھا گیا تھا؟

"چاچی ان کو پینٹنگز نہیں پسند۔" انداز سراسر جان چھڑانے والا تھا اب وہ اتنی اہم گفتگو چھوڑ کر موصوف کو ہزاروں دفعہ دیکھا ہوا اسٹوڈیو دکھانے جائے۔

"اور خاکسار نے یہ انکشاف کب کیا؟" لہجے میں بلا کا تجسس تھا۔ سیاہ آنکھیں شرارت سے چمکی بھی تو تھیں۔ منگنی کے دن کے بعد آج پہلی مرتبہ وہ اس سے سب کے سامنے مخاطب ہوا تھا۔ وہ بھی اس انداز میں۔ گل نور کو لگا پچھلے آدھے گھنٹے میں اپنے نظر انداز ہونے کا بدلہ اس نے لے لیا ہے۔ جہاں سارے سلیمان کی اس قدر بے باکی پر حیران ہوئے تھے وہیں اپنے جھوٹ کے پکڑے جانے پر گل نور کا دل شدت سے چاہا تھا کہ وہ اس انداز سے غائب ہو پھر کبھی کسی کو نظر نہ آئے۔ ندامت۔ بے بسی۔ غصہ۔ وہ لڑکا اسے تنگ کرنے سے بعض کیوں نہیں رہتا تھا۔

"ارے نور سلیمان بھائی کو اپنی نئی کیلیگرافی تو دکھاؤ۔" جب اس سے کوئی جواب نہ بن پایا تو ماحول کو نارمل کرنے کے لیے عشاء بولی۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

"سودہ اور آئرہ اس کا کتنا مذاق بنائیں گئیں۔" یہ سوچتے ہوئے وہ پیر پٹخ پٹخ کر سیڑھیاں چڑھ رہی تھی اور سلیمان اس کے دل کی حالت سے باخبر ہونے کے باوجود اس کے پیچھے فرمانبرداروں کی طرح دو دو زینے پھلانگ رہا تھا۔

☆☆☆☆☆

یہ اوپری منزل پر دائیں جانب ایک بڑا اور کشادہ کمرا تھا۔ کمرے کی دیواریں منفرد پینٹنگز سے آراستہ تھیں۔ مختلف ایزلوں پر موجود کچھ پینٹنگز مکمل تھیں اور کچھ ادھوری۔ ماسٹر کے بعد سے زیادہ تر وقت وہ اسی کمرے میں گزارتی ہے۔ اسٹوڈیو میں ہر سائز کے کینوس اور ہر قسم کے رنگ موجود تھے۔ وہ آئل پینٹ زیادہ شوق سے استعمال کرتی تھی۔

سلیمان سامنے ایزل پر ٹنگی ہوئی پینٹنگ کی طرف بڑھا۔ "انٹرسٹنگ!" اس کے کمپلیمنٹ پر گل نور بھی تصویر کی طرف متوجہ ہوئی۔

دور تپتے صحرا میں ایک لڑکی سر پر گندمی چادر اوڑھے کھڑی تھی۔ نیلے آسمان پر سورج بڑی شان سے اپنی تپش زمین پر برسا رہا تھا۔ تصویر کے دائیں طرف اوپر کی جانب سفید اور سنہری رنگ میں کیلیگرافی کی گئی تھی 'اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِین'۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

"اس کا مطلب؟" وہ ہنوز تصویر کو دیکھ رہا تھا۔

"ہمم۔۔پتا نہیں!" سلیمان کو لگا وہ اپنی ہی بنائی گئی پینٹنگ میں کھو گئی ہے۔

"تمہیں پینٹنگز اتنی پسند کیوں ہیں گل؟" اور سلیمان کے منہ سے اپنا نام سنتے ہی گل کے دل نے ایک بیٹ مس کی تھی۔ کھلی کھڑکی پر ٹنگے ونڈ چائم نے بھی اپنا پہلو بدلا۔

کیا وہ اسے ہمیشہ ایسے ہی پکارنے والا ہے؟ کیا وہ ہر دفعہ ایسے ہی حواس باختہ ہو جایا کرے گی؟ گل نور نے دل میں سوچا۔

"کیونکہ مجھے یہ نامکمل لگتی ہیں۔" وہ اسے دیکھنے لگا۔ "اور نامکمل چیزوں میں بہتری کی گنجائش ہمیشہ موجود رہتی ہے۔ یہ ہمیں سکھاتی ہیں کہ انسان کو بھی ہمیشہ بہتری کی تگ و دو میں لگے رہنا چاہیے۔" وہ ہنوز اسی پینٹنگ کو دیکھ رہی تھی۔ اور وہ گل نور کو۔ اس کی گل نور کو۔ یعنی سلیمان کی گل نور۔ وہ مسکرا دیا۔

www.novelsclubb.com

"کیا یہ میں اپنے ساتھ لے جاؤں؟" بیچارگی سے سوال کیا گیا۔ لیکن کیوں؟

"پہلے تمہاری پائل ہوتی تھی میرے پاس اب تو وہ بھی نہیں ہے۔" اسے منانے کے لیے وہ اسے مزید وضاحتیں پیش کرنے لگا۔ جانتا تھا وہ کہاں آسانی نے کسی کو اپنی پینٹنگز دیتی ہے۔ ساتھ ساتھ ان لفظوں پر اپنے سیدھے ہاتھ کی شہادت والی انگلی پھیرنے لگا۔ جیسے لفظوں کو سمجھنے لگا ہو۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

ونڈ چائم نے ہوا کے جھونکے پر رقص شروع کیا۔ کلیپر، ٹیوبوں سے ٹکرایا تو میٹل کی تتلیوں کے ساتھ مل کر ونڈ چائم نے دل کو لبھا دینے والا ساز بکھیرا۔ تتلیاں خوشی سے ٹیوبوں سے دور جاتیں پھر جب واپس آتیں تو ایک نیا ساز بنتیں۔

"کیا آپ کی مراد پوری نہیں ہوئی؟" اس کے سوال پر وہ ہنس دیا یعنی نہیں دے گی۔

ونڈ چائم خاموش ہوا۔ شاید وہ بھی جواب جاننا چاہتا تھا۔

"پوری ہو کر سامنے کھڑی ہے۔" دونوں بازو سینے پر باندھے دیوار سے ٹیک لگائے وہ بڑے اطمینان سے بولا۔

وہ بڑی استراحت سے گل نور کے بدلتے رنگوں کو اپنی آنکھوں میں قید کرنے لگا۔ ونڈ چائم نئی دھن پر بجنے لگا۔

"پھر آپ کو صبر نہیں بلکہ شکر گزاری کرنی چاہیے۔" وہ خود کو سنبھالتی ہوئی بولی نظریں وہ بحر حال اس سے کسی صورت نہیں ملا رہی تھی۔ وہ کیوں ملائے نظریں وہ تو خفا ہے۔ سلیمان کی آنکھیں مسکرائیں۔ ونڈ چائم نے بھی قہقہہ لگایا تو آواز سارے میں پھیل گئی۔

"کیا تمہاری کوئی ادھوری مراد ہے؟" وہ ہنوز اسے اپنی نظروں کے حصار میں لیے ہوئے تھا۔

ونڈ چائم نے بات سننے کے لیے کان لگائے۔

"نہیں تو!" اس نے نا سمجھی سے سلیمان کو دیکھا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

"اس کا مطلب تمہاری مراد بھی میری مراد کی طرح پوری ہو گئی ہے۔" آنکھوں میں شرارت واضح تھی۔ ونڈ چائم نے بھی تجسس سے گل نور کو دیکھا۔

گل نور کے تو مانوں سر پہ لگی تلووں پہ بجھی۔ اس کے ارادوں کو بھانپ کر مزید اسے تنگ کرنے کے خیال کو ترک کرتے ہوئے اس نے جھک کر میز پر پڑے کاغذ پر کچھ تحریر کیا اور ایک آخری نظر اس پر ڈالتے ہوئے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ پھر کچھ یاد آنے پر رکا۔ اور مڑ کر کہنے لگا۔

"گل تم نے یہ کیوں کہا کے مجھے پینٹنگز نہیں پسند؟" نور کی جان ہوا ہوئی۔ ایک چھوٹا سا جھوٹ ہی تو تھا۔ یہ انسان بات کی کھال کیوں اتار رہا ہے۔ وہ جھنجلا گئی۔

"وہ۔۔ مجھے ایسا لگا۔" اس نے رک رک الفاظ ادا کیے۔ سلیمان متعجب ہوا۔ پھر بولا۔

"مجھے ہر وہ شخص، چیز اور رنگ پسند ہے جو تمہیں پسند ہے۔ سلیمان تو مجھ میں کہیں بچا ہی نہیں، گل نور ہی گل نور ہے اب مجھ میں۔" کمرے میں موجود ساری تصاویر غائب ہو گئیں، باہر سے آتی ہوئی آوازیں یکدم تھم گئیں، کھلی کھڑکیوں سے گزرتی ہوائیں رک گئیں، ونڈ چائم ساکت ہوا۔ گل نور کو حیرانگیوں کے سمندر میں چھوڑ کر وہ کب کا جا چکا تھا۔ کیا وہ سچ میں جا چکا تھا؟ کیا کوئی کسی کو اس قدر بھی چاہ سکتا ہے؟ کیا یک طرفہ محبت اتنی طاقت ور ہوتی ہے کہ انسان کو محبوب کا اسیر بنا دے؟ کیا وہ اب بھی اس سے خفا تھی؟ کیا اس کی محبت اب بھی یک طرفہ ہے؟ آخری سوال پر اس کی سانسیں منتشر ہوئیں۔ دل معمول سے تیز دھڑکنے لگا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

ونڈ چائم منفرد دھن بجا کر پھر سے رقص میں مشغول ہو گیا۔

☆☆☆☆☆

"غازی تین کلیئر۔"کان میں لگے آلے سے آواز گونجی، سیدھے ہاتھ سے بندوق کا توازن برقرار رکھتے ہوئے بائیں ہاتھ کی دو انگلیوں کے اشارے سے اس نے سامنے والے کو آگے بڑھنے کا حکم دیا۔"غازی سات کلیئر۔"ایک اور آواز آئی۔وہ ایک تعمیر پزیر عمارت میں داخل ہو رہا تھا۔

"غازی پانچ غازی ایک سے۔۔۔"ایک اور آواز۔"غازی ایک سن رہا ہوں"۔مقابل پہلی بار مخاطب ہوا۔

"گھر نمبر چار میں ہمیں حرکت محسوس ہوئی ہے۔"مضبوط مگر سست قدم اٹھاتا ہوا زینہ زینہ عبور کرتا وہ اوپر والی منزل کی جانب رواں تھا۔جب کان میں موجود آلہ سے نمودار ہوتی آواز پر وہ رکا۔360 ڈگری کے اینگل سے عمارت کا جائزہ لیتے ہوئے اس نے اپنا رخ نیچے کی جانب موڑا۔

"فائر!"اس کا حکم سنتے ہی سنائپر نے ٹریگر دبا دیا اور اگلے ہی پل دشمن زمین بوس ہوا تھا۔

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

"target accomplished." ایک دفعہ پھر اس کے کان میں آواز گونجی تھی۔

وہ گھر نمبر چار کے باہر پہنچ چکا تھا۔ کیپٹن شہریار اسے کچھ بتا رہا تھا۔ کسی ماہر آفیسر کی طرح بات سننے کے ساتھ ساتھ وہ اطراف کا جائزہ بھی لے رہا تھا۔ ٹوٹے ہوئے دروازے، خستہ گھر، ویران محلہ یہاں زندگی کی کوئی رمق موجود نہیں تھی۔

کیپٹن حسن دیوار پھلانگ کر گھر میں داخل ہوا۔ یہ اس محلے کا آخری گھر رہ گیا تھا جو ابھی تک چیک نہیں ہوا تھا۔

"ٹھا۔۔ ٹھا۔۔ ٹھا۔۔" یکے بعد دیگرے انہیں تین فائر سنائی دیے اس سے پہلے کہ وہ لوگ دیوار پھلانگتے حسن دروازہ کھول چکا تھا۔ اس کو صحیح سلامت دیکھ میجر سلیمان جمشید کا اٹکا ہوا سانس بحال ہوا۔ "اللہ کا شکر ہے تم ٹھیک ہو ورنہ میں تمھاری ہڈیاں توڑ دیتا۔" اس کا کندھ تھپک کر وہ گھر میں داخل ہو گیا۔

www.novelsclubb.com

اس چھوٹے سے گھر کے دو کمرے تھے۔ اور اب دونوں کمروں کے دروازوں کے سامنے تین لاشیں پڑی ہوئی تھیں۔

امدادی دستہ پہنچ چکا تھا۔ لاشیں اٹھائی جا رہیں تھیں۔

☆☆☆☆☆

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

"شناخت ہو گئی ہے۔یہ وہی آٹھ لوگ ہیں جن کی ہمیں اطلاع ملی تھی۔"اسی بوسیدہ محلے میں کھڑے ہو کر شہریار اسے بریفنگ دینے لگا۔مگر اس کی نظریں کسی غیر مرئی نقطے پر جمی ہوئی تھیں۔

"مرنے والوں میں چار بچے اٹھارہ سال سے چھوٹے تھے۔اور دوسرے لڑکے زیادہ سے زیادہ انتسار اور ماہد کی عمر کے ہوں گے۔انہوں نے ابھی جینا شروع کرنا تھا۔"سلیمان کی بات پر شہریار تو متحیر ہو کر رہ گیا۔

"ہم نے آپریشن غازی میں کسی بھی جانی نقصان کے بغیر فتح حاصل کی ہے اور تم دہشت گردوں کی موت کا ماتم منا رہے ہو۔وہ آٹھ لوگ آٹھ مختلف مقامات پر خود کش حملے کرنے والے تھے۔"شہریار پاگلوں کی طرح اس پر دھاڑا تھا۔اس وقت دو کولیگ نہیں بلکہ دو دوست ایک دوسرے سے مخاطب تھے۔رحم دلی اپنی جگہ مگر دشمنوں سے ہمدردی یہ بات شہریار کی برداشت سے باہر تھی۔

"فتح؟"ابرو اچکا کر سوال کیا گیا۔زخمی مسکراہٹ نے اس کے لبوں کو چھوا تھا۔"وہ بدذات ہمارے ہی ہاتھوں سے ہمارے بچوں کو مروا رہے ہیں۔اور تم اسے فتح کہتے ہو؟"جواباً وہ بھی

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

دھاڑا تھا۔غصے سے۔اس کا ازلی غصہ۔وہی جس میں اس کی ناک سرخ ہو جاتی ہے۔خطرناک غصہ۔

"دہشت گردی کا خاتمہ کرنا بے شک کامیابی ہے۔مگر دہشت گرد تنظیمیں بنے ہی نہ دینا اصل کامیابی ہوتی ہے۔اپنے ہی بچوں کے مقبروں پر آپ جشن نہیں منا سکتے۔"وہ تھکے ہارے لہجے میں بولا۔زمین پر بیٹھ کر وہ خود کو پر سکون کرنے کے لیے لمبے لمبے سانس بھرنے لگا۔

"اگر ریاست نے ان کو تحفظ،انصاف اور اعتماد فراہم کیا ہوتا تو آج یہ ہمارے ہاتھوں یوں نہ مر رہے ہوتے۔ان کے خواب آج کے خوابوں سے بہت مختلف ہوتے،خواہشیں عام بچوں والی ہوتیں،حملہ کرنے کے لیے اپنی باری کے انتظار کی بجائے وہ کھیلتے ہوئے بیٹنگ کے لیے اپنی باری کا انتظار کر رہے ہوتے۔ بندوق کی بجائے ان کے ہاتھ میں قلم ہوتا،مرنے کی بجائے جینے کی آرزو ہوتی ان کے دلوں میں،اڑان بھرنے کی تمنا ہوتی کچھ پا لینے کا جنوں ہوتا،خودکش حملے کے فارم کی بجائے ان کے دستخط ایڈمیشن یا سکولرشپ فارم پر ہوتے۔"اس نے شہریار کے ہاتھ سے دستخط شدہ فارم لے لیے تھے۔شہریار خاموش رہا۔

"اغوا شدہ بچے کہاں جاتے ہیں حسن؟"اس نے شہریار کو مخاطب نہیں کیا تھا۔مطلب وہ اس سے ناراض ہو گیا ہے۔شہریار ٹھنڈی آہ بھر کر رہ گیا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

"چلو میں ہی بتا دیتا ہوں۔" وہ رکا۔ لمحہ بھر کے توقف کے بعد اس نے دوبارہ بولنا شروع کیا۔" کچھ بچوں کے اعضا نکال کر بیچ دیئے جاتے ہیں اور پھر ان سے بھیک منگوائی جاتی ہے۔ کچھ کو غیر قانونی طریقے سے دوسرے ممالک میں اسمگل کر دیا جاتا ہے جہاں ان سے جسمانی مشقت کرواتے ہیں۔ وہ مشقت کس نوعیت کی ہوتی ہے کیا تم جانتے نہیں؟" اس نے شہریار سے سوال کیا تھا۔ لیکن جواب کا انتظار کیے بنا ہی اس نے اپنی بات جاری رکھی۔" باقی بچے یا تو ہمارے ہاتھوں مارے جاتے ہیں یا پھر اپنے ساتھ کئی سو اور نہتے لوگوں کو لے کر مر جاتے ہیں۔"

سلیمان خاموش ہو چکا تھا۔ وہ سب بھی خاموش تھے۔ جیت کی خوشی ماند پڑ چکی تھی۔ اس نے جو کچھ کہا سب سچ تھا لیکن اس مسئلے کا حل ان لوگوں کے پاس نہیں تھا۔

"ان کی شناخت کرواؤ ہو سکتا ہے دس سال سے راہ تکتی ہوئی کسی ماں کو اس کے بچے کی میت ہی مل جائے۔" شہریار کو کہتا ہوا وہ تمسخرانا ہنسا البتہ لہجے میں قرب واضح تھا۔

یہ منظر ہے خیبر پختونخواں میں واقع شمالی وزیرستان کے ایک خوبصورت علاقے کا جسے بلند مضبوط پہاڑوں نے بڑی غیرت سے اطراف سے اپنی حفاظتی پناہ میں لے رکھا ہے۔ چشموں سے پھوٹ کر پتھروں کے درمیان سے زمین پر بہتے ہوئے صاف شفاف پانی کا منظر دل پر اوس کے پہلے قطرے کی طرح اثر کرتا تھا۔ غرض کہ دیکھنے والا اس کی خوبصورتی میں ایسے محو ہو

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

جائے جیسے عاشق اپنے محبوب کو دیکھ کر۔ کہنے والے کہتے ہیں کہ پتھروں کو چیر کر اپنا راستہ بناتا ہوا یہ شفاف پانی محبت کی علامت ہے۔ مگر آج وہ محبت کا پیغام دل کو لبھا نہیں رہا تھا۔ پہاڑوں کی آغوش میں سکون نہیں بلکہ خوف محسوس ہو رہا تھا۔ فضا اداس اور ماحول سوگوار تھا۔ کیونکہ وہاں کے مکینوں کے دل غمگیں اور روحیں بے چین تھیں۔ بچوں کی آنکھوں میں مایوسی اور ہونٹوں پر افسردگی تھی۔ گویا دہشت گردوں نے ان سے جینے کا مقصد چھین لیا تھا۔

پاک جوانوں کی گاڑیاں پہاڑوں کو چیر کر بنائی گئی سڑکوں میں سے ایک سڑک پر اپنی منزل کی جانب گامزن تھیں۔ چہروں پر سکون تھا اور دل مطمئن تھے۔ وہ لوگ اپنی عوام کو بروقت کسی بڑے صدمے سے بچانے میں کامیاب ہو چکے تھے۔

☆☆☆☆☆

www.novelsclubb.com

"نوش فرمایئے۔" پٹخنے کے انداز میں کافی کا مگ میز پر رکھا گیا۔

مقابل بھی اپنے نام کا ایک ہی تھا۔ مجال ہے جو زرا سی غلط نگاہ کافی پہ یا لانے والے پہ ڈالی ہو۔

"اب یہ روٹھی ہوئی محبوبہ بنے کی ضرورت نہیں ہے۔" شہریار کو اپنا نظر انداز ہونا بہت کھلا تھا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

"نازا ٹھوانے کا زیادہ شوق ہو رہا ہے تو بھابی کے پاس لے جاؤں؟"اس کا سوال اور انداز دونوں ہی تپا دینے والے تھے۔

"You conquered the field as soon as you arrived."

اس سے پہلے کے سلیمان اپنی قہر انگیز نظروں سے اس بیچارے کو کھا جاتا وہ جنرل شام انصاری کی طرف متوجہ ہوا۔

"ویلڈ ڈن میرے شیرو۔"

"شکریہ سر۔"اس نے عاجزانہ کہا۔

"سنا ہے شادی کروا کے آئے ہو۔"وہ ہنس دیا۔

"نہیں سر ابھی صرف نکاح ہوا ہے۔"وہ کچھ اس انداز میں بولا کہ جنرل انصاری کو لگا وہ سوال کا جواب نہیں دے رہا بلکہ غلط اطلاع کی تصحیح کر رہا ہے۔وہ تصحیح ہی تو کر رہا تھا۔شادی ہوتی تو وہ اس کے پاس نہ ہوتی۔جنرل شام انصاری بھی نا۔

ان کے ساتھ ساتھ شہریار کا بھی قہقہہ ہال میں گونجا تھا۔

"حوصلہ رکھو برخوردار شادی بھی جلد ہو جائے گی۔"وہ شرمندہ سا ہو گیا۔

"شہریار حسن سے کہنا آئندہ اگر کوئی غلط رپورٹ دی تو میں کوئی رعایت نہیں برتوں گا۔"وہ جاتے جاتے پھر سے اسے شرمندہ کر کے گئے تھے۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

"غریباں نوں ستاؤ گے تے ہائے تے لگے گی۔" شہریار کا اشارا اپنی طرف تھا۔

(غریبوں کو تنگ کرو گے تو بد دعا تو لگے گی۔)

"بکواس بند کرو۔" بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے وہ مزید شرمندہ ہوا۔

"اچھا نا یار غصہ تھوک دے اب، چل نا کہیں بیٹھ کر تیری شادی کی دعوت اڑتے ہیں۔ اونئ نکاح کی۔" شہریار کی درستگی پر فضا میں دونوں کا قہقہہ بلند ہوا تھا۔

☆☆☆☆☆

"آج مجھے ایک بابا جی ملے وہ زبردستی مجھے اپنے گھر لے گئے۔" مسکراتے ہوئے وہ بہت خوشی سے اسے بتا رہا تھا۔ "پتا ہے میں نے وہاں کیا دیکھا؟" سوال داغ کر وہ کچھ دیر کے لیے رکا۔ پھر خود ہی بولا۔ "زندگی!" وہ ہنسنے لگا۔ "میں سچ کہہ رہا ہوں۔ وہاں زندگی ہی تھی۔" اب وہ اسے یقین دلانے کی سعی کر رہا تھا۔ "ان کی شادی کو چالیس برس گزر چکے ہیں۔ اور وہ میاں بیوی اپنے بچوں سے الگ رہتے ہیں۔ جانتی ہو کیوں؟" وہ پھر رکا۔ "میں بھی پاگل ہوں تمہیں کیسے پتا ہو گا۔" اس نے اپنا ماتھا پیٹا۔ "انہیں پرائیویسی چاہیے۔" وہ ہنس دیا۔ "وہ بابا جی اپنی باقی کی زندگی اپنی شریک حیات کے ساتھ گزارنا چاہتے ہیں۔ میں بھی ہماری شادی کے چالیس سالوں بعد

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

ایسے ہی گھر میں رہنا چاہتا ہوں۔ جہاں صرف میں اور تم ہوں۔"اپنے خواب اس کے ساتھ بانٹ کر اسے کتنا اچھا لگتا ہے وہ کبھی نہیں سمجھ سکے گی۔اپنے بالوں کو سہلاتا ہوا وہ مسکرا دیا۔

☆☆☆☆☆

"تین، چار اور یہ ہوئے پورے پانچ اب معاف کرو مجھے۔"اس نے باقائدہ ہاتھ جوڑے۔ اس دن کی ہاری ہوئی شرط کی رقم وہ آج پورے اٹھارہ دنوں کے بعد ادا کر رہا تھا وہ بھی کسی احسان کی طرح۔

"کتنے دنوں سے اپنا حق فقیروں کی طرح مانگ رہی ہوں اب تو مجھے اپنا آپ فقیر ہی لگنے لگ گیا ہے۔ جرمانہ تو آپ کو بھرنا ہی ہو گا۔" گل نور تو اور تپ گئی تھی۔ سہی تو کہہ رہی تھی بیچاری مجال ہے جو کبھی انتسار صاحب نے وقت پر رقم کی ادائیگی کی ہو۔پہلے وہ خود شرط کی پیشکش کرتا اور جب ہار جاتا تو اسے ترسا ترسا کر پیسے دیتا۔

"خدا کا خوف کرو لڑکی کیا اب تم سود کھاؤ گی؟ توبہ توبہ۔"تم پر زور دیتے ہوئے انتسار کے ہاتھ بے اختیار اپنے کانوں تک گئے تھے اور آواز امی کے کانوں تک۔

خدیجہ کا ہاتھ کلیجے کو پڑا تھا، کیا ان کی اولاد اب حرام بھی کھائے گی؟

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

"کتنی بار منع کیا ہے ان فضول کی لغویات سے مگر مجال ہے جو کبھی ماں کی بات پر کان دھرے ہوں۔"

اور ان کی توپوں کا رخ گل نور کی طرف دیکھتے ہی انتسار اور ہادی تتر بتر ہو چکے تھے۔"دھوکے باز بھائی۔"وہ منمنا کر رہ گئی۔

"ہزار بار کہا ہے چھوٹا بھائی آج تمہیں شرطیں لگاتا دیکھے گا تو کل کو دوستوں سے لگائے گا۔یہ بڑے بڑے جواری گھر سے ہی کھیلنا شروع کرتے ہیں۔"انہوں نے بڑی رازداری سے کہا۔

"توبہ کریں امی۔"اک پل کے لیے گل نور کے دل کو واقعی کچھ ہوا تھا۔"میں اس کی ٹانگیں نئ توڑ دوں گی۔"اور اگلے ہی پل وہ اپنے اصلی روپ میں واپس آ چکی تھی۔

"ہاں ہاں! جتنی آج تک میں تمہاری توڑ چکی ہوں۔"ان کی آواز میں غصہ اور بے بسی کی ملی جلی کیفیت تھی۔

www.novelsclubb.com

"ارے امی آپ ہم بچوں کی سائیکولوجی نہیں جانتی۔ہم بچے اپنے ماں باپ سے اتنا نہیں ڈرتے جتنا بڑے بہن بھائیوں سے ڈرتے ہیں۔"وہ بڑے پتے کی بات امی کو بتانے لگی۔

خدیجہ کو اس انکشاف سے دھچکا ہی تو لگا تھا۔کیا ان کی اولاد کو ان کا کوئی خوف نہیں؟

"گھر آنے دو ذرا آج دراب کو۔"غصے سے کہتی ہوئی وہ وہاں سے چلی گئیں۔

"اب میں نے کیا کر دیا؟"روہانسی ہوتے ہوئے اس نے بھابھی سے پوچھا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

"یہ تو تمہارے بھیا ہی بتائیں گے۔" گل نور مزید روہانسی ہوئی۔

☆☆☆☆☆

نکاح کے بعد سے ہی گھر میں شادی کی تیاریاں شروع ہو گئیں تھیں۔ دونوں حویلیوں میں ہر آن گویا عید کا سماں ہوتا۔ گھر میں کوئی نہ کوئی آیا ہی رہتا۔ کبھی رشتہ دار مبارک باد دینے چلے آتے تو کبھی کام والے اپنے منصوبے لے کر حاضر ہوئے ہوتے۔ دونوں حویلیوں میں رنگوائی کا کام بھی شروع ہو چکا تھا۔ زاویار کی شادی کے بعد پانچ سالوں بعد گھر میں کسی بڑی تقریب کا انعقاد ہو رہا تھا۔ خریداری تھی کہ ختم ہونے کو نہ آ رہی تھی۔ آئے دن کسی کو کوئی نئی تجویز سوجھتی تو اس پر کام شروع کر دیتے۔ یہ شادی سلیمان کی خواہش کے مطابق سادگی سے تو بالکل نہیں ہو رہی تھی۔ سب کا کہنا تھا آپ کی مرضی ایک ہی دفعہ قبول ہونی تھی اور وہ گل نور کی صورت میں ہو چکی ہے اب شادی کی رسومات میں اس کی نہیں چل سکتی۔ جس پر پھر اس نے بھی مزید کوئی جرح نہیں کی۔ بنتی ہی نہیں تھی۔ اس کی مان لی گئی تھی۔ اب دوسری چیزوں سے اس کا کیا لینا دینا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

ہر دوسرے دن ان کا بازار جانے کا پروگرام بنا ہوتا تھا۔ زیادہ تر خریداری تو خدیجہ، صالحہ اور ثریا کر رہی تھیں۔ لیکن اکثر وہ بھی اپنی خریداری کے لیے سارا سارا دن بازاروں کی خاک چھان کر آتی۔ آج بھی وہ اسی تھکن سے چور ونڈو سیٹ پر بیٹھی دنیا سے بیگانی ہو کر کتاب میں کھوئی ہوئی تھی۔ چاند کا آدھا حصہ تاریکی میں ڈوبا ہوا تھا۔ مگر وہ اس کی پرواہ کیے بغیر اپنے روشن حصے سے پوری زمین کو اپنی چاندنی سے منور کیے ہوئے تھا۔ موبائل کی گھنٹی سے وہ کتاب کی دنیا سے حقیقی دنیا میں واپس آئی۔

فون کی سکرین پر ابھرتے نام کو دیکھ کر وہ چونک کر رہ گئی۔ اپنی حیرت پر قابو پاتے ہوئے اس نے کال ریسیو کی۔

"آپ؟" گل نور نے کچھ جھجکتے ہوئے سوال داغا۔

"بات کا آغاز ہمیشہ سلام سے کیا جاتا ہے پیاری لڑکی۔" وہ مسکراتے ہوئے بولا۔ سلیمان کی آواز سننے پر اس کے دل کو عجیب سی خوشی ہوئی تھی جیسے وہ ایسے کسی احساس سے پہلی دفعہ آشنا ہوئی ہو۔

"اسلام علیکم ورحمتہ اللہ!" وہ سرعت سے بولی۔ گل نور کو شرمندہ نہیں کیا جا سکتا۔ وہ ہنس دیا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

"کیا کر رہیں تھیں؟" رات کے اس پہر وہ ہیڈ کوارٹر کے کھلے صحن میں موجود تھا۔ گھاس پر ننگے پاؤں چلتا ہوا وہ پاس پڑی کرسیوں میں سے ایک پر آ بیٹھا۔ بلند پہاڑوں پر اندھیروں کا راج تھا۔ آدھا روشن چاند وہاں بھی اپنا نور پھیلائے ہوئے تھا۔

"آپ کو کوئی کام تھا؟" اپنے سوال کے نظر انداز ہونے پر وہ بھونچکا کر رہ گیا۔

"سوچا تمہاری الجھن سلجھا دی جائے۔" حال احوال کا ارادہ ترک کر کے وہ بھی مدعے پر آیا۔

"کون سی الجھن؟" وہ واقعی میں الجھ گئی۔ سلیمان مسکرا دیا۔

"انسان کی زندگی کا مقصد کیا ہے گل نور۔" وہ محظوظ ہوا۔

"اووووو۔۔ آپ کو ابھی تک یاد تھا؟" بائیں ہاتھ سے ماتھا پیٹتے ہوئے گل نور اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

www.novelsclubb.com

ایک سال پہلے:

"ہاں لیکن پھر بھی انسانی زندگی کا کوئی خاص مقصد تو ہو گا نا؟" بھنے ہوئے مکئی کے دانوں کو ہاتھ کی ہتھیلیوں سے مسلتے ہوئے اس نے آئرہ سے کہا۔ "اب دیکھو اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لیے فرشتے پہلے سے موجود تھے اور باقی مخلوقات بھی۔ پھر بھی اللہ تعالیٰ نے انسان کی تخلیق کی۔ ذرا

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

سوچو آئرہ اگر ہم مر جائیں اور ہمیں پتا چلے کے جس مقصد کے لیے ہم پیدا ہوئے تھے وہ تو پورا ہی نہیں ہوا۔" وہ ڈرامائی انداز میں بولی۔

"خدا کا خوف کرو نور، بچی کی جان لو گی کیا؟" آئرہ واقعی میں ڈر گئی تھی۔ "دیکھو میں ساری نمازیں وقت پر پڑھتی ہوں۔" وہ اوپر والے زینہ پر بیٹھی گل نور سے مخاطب ہوئی۔ گل نور گردن اٹھا کر اسی کو دیکھ رہی تھی۔ "بس فجر کبھی کبھی قضا ہو جاتی ہے۔ لیکن کبھی کبھی سچی۔۔۔" اسے یقین دلانے کے لیے اس نے سچی پر زور دیا۔

"کیا نمازیں پڑھنے سے زندگی کا مقصد پورا ہو جاتا ہے؟" گل نور نے نیا سوال داغا۔

"نہیں ہوتا کیا؟" اب کی بار آئرہ کو بھی پریشانی ہوئی۔ پیشانی کی شکنیں بڑھ گئیں۔

"یہ جوڑی کون سی قرارداد منظور کروانے بیٹھی ہوئی ہے؟" زاویار سلیمان کے ہمراہ اوپری منزل سے نیچے آتے ہوئے سیڑھیوں کے وسط میں بیٹھی دونوں سہیلیوں سے مخاطب ہوا۔

"سلیمان بھائی اللہ تعالیٰ کی عبادت کے علاوہ بھی تو زندگی کا کوئی مقصد ہو گا نا؟" گل نور کے سوال پر وہ ان کے پاس ہی ایک زینہ پر بیٹھ گیا۔

"عبادت کیا ہوتی ہے گل نور؟" سلیمان کے سوال پر وہ دونوں سوچ میں پڑ گئیں۔ زاویار آئرہ کے ہاتھ سے دانوں والی ٹوکری لے کر دیوار سے ٹیک لگا کر کھڑا ہو گیا۔

اونچلے زینہ پر بیٹھا سلیمان بڑی دلچسپی سے دونوں کو دیکھنے لگا۔ کیا دونوں کو؟

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

"ساری نمازیں پڑھنا، قرآن پاک کی تلاوت کرنا، روزے رکھنا وغیرہ۔" بولتے ہوئے گل نور نے الجھی نظروں سے سلیمان کو دیکھا۔

"اور تہجد پڑھنا بھی۔" آئرہ کی آواز پر سلیمان نے گل نور پر سے اپنی نظریں ہٹالیں۔

"کیا محض قرآن پاک کی تلاوت کرنے سے عبادت مکمل ہو جاتی ہے؟" سلیمان کے ایک اور سوال پر دونوں پھر سے الجھیں۔

"انتسار کے ساتھ آئی ہو؟" زاویار کے سوال پر اس نے اثبات میں سر ہلایا۔ وہ زینے پھیلانگتا ہوا نیچے چلا گیا۔

"جب تک آپ کو پتا نہیں ہو گا کہ آپ کیا پڑھ رہے ہو اس وقت تک آپ اس پر عمل نہیں کر سکتے اور جب آپ اس چیز کو سمجھ نہیں سکتے اس پر عمل نہیں کر سکتے تو اس کو پڑھنے کا فائدہ کیا ہو گا؟" ان کو خاموش دیکھ کر اس نے خود ہی گفتگو کا آغاز کیا۔ "اللہ تعالیٰ کے دیے گئے ہر فرمان پر عمل کرنا عبادت کہلاتا ہے۔" دونوں نے سمجھ گئے کے انداز میں سر کو جنبش دی۔

"اب اس میں بہت ساری چیزیں آتی ہیں۔ جیسے سچ بولنا، صاف زبان کا استعمال کرنا، ناپ تول میں بے ایمانی سے اجتناب کرنا، عدل اور انصاف سے کام لینا وغیرہ۔" وہ دونوں کو بچوں کی طرح سمجھانے لگا۔ "ان سب پر عمل درآمد کرنے کا اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم دیا ہے۔ اور جب ہم سچ بولیں گے، فیصلوں میں انصاف کریں گے، لین دین میں ایمانداری برتیں گے تو زمین پر

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

فسادات نہیں ہوں گے۔انسانوں میں پھیلی ہوئی بے چینی ختم ہو جائے گی۔"وہ کچھ آگے کو جھکا۔"اس طرح ہم حقوق اللہ کے ساتھ ساتھ حقوق العباد نبھانے میں بھی کامیاب ہو جائیں گے۔"اس نے ان کی طرف دیکھا دونوں ششدر بیٹھی تھیں۔وہ مسکرا دیا۔ "جو کرو خدا کے لیے کرو۔کسی سے نیکی کرو تو خدا کی رضا حاصل کرنے کے لیے۔مدد کرو تو خدا کے لیے۔کسی کی طرف مسکرا کر دیکھو تو اس غرض سے کہ اس عمل سے میرا خدا خوش ہو گا۔محبت کرو تو وہ بھی خدا کے لیے۔اس کو راضی کرنے کے لیے۔اس کا قرب پانے کے لیے۔پھر تمہارا ہر کام عبادت بن جائے گا۔"محبت کے نام پر سیاہ نین چمکے تھے جیسے ہر بار گل نور کی ہست میں چمکتے تھے۔مگر وہ ہر شے سے بے نیاز اس کی باتیں سننے میں مگن تھی۔اس کی باتیں ہوتی ہی ایسی تھیں کہ انسان ہر چیز سے بے نیاز ہو کر اسے سننے لگتا تھا۔جب وہ بولتا تھا تو ایک ہجوم اسے رک کر سنتا تھا۔

www.novelsclubb.com

"تو پھر ذرا بتاؤ، کیا خدا کی عبادت سے زندگی کا مقصد پورا نہیں ہو جاتا؟"وہ جانے کے لیے کھڑا ہوا۔

"ہم نے کبھی اس طرح سے سوچا ہی نہیں۔"گل نور کھوئی ہوئی سی بولی۔وہ دونوں بھی کھڑی ہو گئیں۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

"عبادت کا ایک اور ذریعہ بتاؤں؟" وہ ابھی بھی اونچلے زینہ پر کھڑا تھا۔اندھیرا پھیل چکا تھا۔ مصنوعی روشنیوں نے صحن کے ساتھ سیڑھیوں پر بھی روشن کر دیا تھا۔

دونوں نے ہمہ وقت اثبات میں سر ہلایا۔وہ ہنس دیا۔ازلی ہنسی۔ سلیمان کی ہنسی۔

"ایک پہیلی ہے۔جواب تم لوگ خود ڈھونڈو گی۔" اس نے تنبیہ کی۔

"وہ تو ہم ڈھونڈ ہی لیں گے۔" گل نور ہاتھ جھٹکتے ہوئی ایک شان سے بولی۔ سلیمان نے اس پر سے اپنی نظریں ہٹالیں۔اس وقت اس کے دل کی کیفیت سے سوائے زاویار کے کوئی واقف نہ تھا۔لاکھ چھپانے سے بھی وہ اپنے دل کی حالت اس سے نہ چھپا سکا تھا۔دوستوں سے بھلا دکھ سکھ چھپ سکتے ہیں؟ دل کے بارہا احتجاج کرنے پر بھی کبھی اس نے اسے نظر بھر کے نہ دیکھا تھا۔کیا کبھی بھی نہیں؟ چھپ کر بھی نہیں؟

"تو پھر سنو۔" وہ آئرہ سے مخاطب ہوا۔لہجے میں چیلنج واضح تھا۔

"میں خلا میں پھیلا دیا گیا ہوں، پھر بھی لکڑی یا پتھر سے بندھا ہوا نہیں ہوں۔"

"انسانی دلوں میں، میں خاموشی سے بو دیا گیا ہوں۔"

"روحوں کو جوڑتا ہوں، اور احساسات جگاتا ہوں۔"

"میں کیا ہوں؟ اکثر محسوس کیا جاتا ہوں، مگر شاذ و نادر ہی جانا جاتا ہوں۔"

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

دونوں کو سوچوں میں غرق کر کے وہ جا چکا تھا۔اس کے بعد سے کبھی انہیں اس موضوع پر بات کرنے کا موقع ہی نہیں ملا۔

حال:

"میں تو بھول ہی گئی تھی۔" واپس ونڈو لیج پر بیٹھ کر وہ چاند کو دیکھتے ہوئے بولی۔

"لیکن میں نہیں بھولا۔" مسکراتے ہوئے وہ ایک شان سے بولا۔ سلیمان جمشید گل نور اسفندیار کی کوئی بات نہیں بھولتا تھا۔یا شاید یہ اس کے بس میں ہی نہیں تھا۔

"پہیلی کا جواب ملا؟" سامنے پڑے میز پر پاؤں جمائے کرسی کی پشت سے ٹیک لگائے وہ آسمان پر بچھی تاروں کی چادر کو دیکھنے لگا۔

www.novelsclubb.com

"بالکل!" وہ اعتماد سے بولی۔"بلکہ میں نے تو اس پر عمل کرنا بھی شروع کر دیا ہے۔" مقابل کی آنکھیں خوشی سے ٹمٹما اٹھیں۔

"سن رہا ہوں۔" اس کی خاموشی پر وہ تجسس سے بولا۔

"آپ جواب خود ہی تو بتا گئے تھے۔" وہ تمکنت سے بولی۔ گل نور کے انکشاف نے اسے حیرت میں ڈال دیا۔"آپ نے کہا تھا حقوق اللہ کے ساتھ ساتھ حقوق العباد کی ادائیگی بھی عبادت کے

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

زمرہ میں آتی ہے۔" وہ بول رہی تھی اور وہ خاموشی سے اسے سن رہا تھا۔ گویا اپنا خواب جی رہا تھا۔ محبوب کو سننا ہی تو عاشق کا خواب ہوتا ہے۔ کیا ایسا نہیں ہوتا؟" میں نے سوچا اس پہیلی کا تعلق حقوق العباد سے ہونا چاہیے۔ بہت دنوں تک جواب ڈھونڈتی رہی لیکن کچھ سمجھ ہی نہیں آ رہا تھا۔" اس نے اپنا ماتھا پیٹا۔ سلیمان کے دل میں اسے دیکھنے کی خواہش جگی۔ مگر اس وقت یہ ممکن نہیں تھا۔ اپنی بے بسی پہ وہ آہ بھر کے رہ گیا۔

"پھر ایک دن پتا ہے کیا ہوا؟" اس نے ڈرامائی انداز میں سوال کیا۔

"کیا؟" وہ اس کی باتیں غور سے سن رہا تھا۔ سلیمان کے سوال کرنے پر وہ مطمئن ہوئی۔

"ایک دن دراب بھائی اور انتسار بھائی کسی شخص کی بیماری کے بارے میں بات کر رہے تھے۔ وہ شاید اپنا علاج نہیں کروا پا رہا تھا۔ بھائی اس کی مالی مدد کرنے کا سوچ رہے تھے۔ امی اس شخص کے لیے فکر مند ہوئیں اور کہنے لگیں میں اس کے گھر جا کر اس کی بیوی بچوں سے مل کر آؤں گی۔" وہ بولنا بند ہوئی۔ سلیمان کی دلچسپی بڑھی۔ آنکھوں میں مزید جاننے کے اشتیاق نے جنم لیا۔ مزید سنتے رہنے کی خواہش ابھری۔

"پھر میں نے سوچا ایسی کون سی چیز ہے جو انسان کو باندھے ہوئے ہے۔" وہ جواب تک پہنچ چکی تھی۔ سلیمان مسرت سے جھوم جانے کو تھا۔ اس نے آنکھیں بند کر کے واپس کھولیں چاند اسے ہی دیکھ رہا تھا۔ موسم کی خنکی بڑھی لیکن وہ کھلے آسمان تلے بیٹھا رہا۔ وہ بہت خوش تھا لیکن اپنی

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

خوشی کی وجہ سمجھ نہیں پا رہا تھا۔اس وقت وہ ہنس نہیں رہا تھا۔چہرے پر مسکراہٹ کے تاثرات بھی نہیں تھے لیکن پھر بھی کوئی دیکھنے والا اسے اس وقت دیکھ کر کہتا۔وہ دیکھو جسے سب مل جائے وہ ایسا دکھتا ہے۔

"روحوں کو جوڑتا ہوں،اور احساسات جگاتا ہوں۔"

"میں کیا ہوں؟اکثر محسوس کیا جاتا ہوں،مگر شاذ و نادر ہی جانا جاتا ہوں۔"اسے پہیلی ابھی بھی یاد تھی۔سلیمان دل ہی دل میں داد دیے بنا نہ رہ سکا۔

"ہمدردی!"اگر گل نور سامنے ہوتی تو سلیمان کے چہرے کے رنگوں سے ہی سمجھ جاتی کی وہ اس سے اچھا خاصا متاثر ہوا ہے۔"آپ نے صحیح کہا تھا ہمدردی روحوں کو جوڑتی ہے لیکن کتنے افسوس کی بات ہے لوگوں میں یہ احساس ناپید ہوتا جا رہا ہے۔"وہ افسردہ ہوئی۔ گل نور کی باتیں سلیمان جمشید کی روح کو سرشار کر رہی تھیں۔اس کی آواز اسے دیوانہ بنا رہی تھی۔اس کی موجودگی اسے زندگی کے مکمل ہونے کی نوید سنا رہی تھی۔

"ہمدردی عبادت کیسے ہوئی؟"سلیمان کے لہجے میں نا سمجھی واضح تھی وہ اسے ابھی تک باور کروا رہا تھا کہ میں متاثر تو بالکل نہیں ہوا۔

"آہ!"۔اس کی آہ پر سلیمان ہنس دیا۔"دنیا میں ایجادات کیوں ہوئی ہیں؟"وہ رکی۔"کیونکہ ان کی ضرورت تھی۔"اپنے سوال کے جواب میں وہ خود ہی بولی۔"ایجادات پریشانیوں کا حل

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

ہے جو اس وقت کے لوگوں نے اپنا دماغ، پیسہ اور وقت خرچ کر کے تیار کیں۔ لیکن کیا ان ایجادات سے صرف وہی لوگ مستفید ہوئے؟" ایک اور سوال ۔ "نہیں!" وہ خود ہی بولی۔ اس کا یوں خود سے ہی سوال و جواب کرنے کا انداز سلیمان کو بہت بھایا تھا۔ اسے دیکھنے کی خواہش شدت اختیار کر رہی تھی۔ اپنی معصوم چاہ پر وہ سر جھٹک کر دوبارہ گل نور کی طرف متوجہ ہوا۔ "اندھیرے کو دور کرنے کے لیے بلب دریافت ہوا۔ سفر میں آسانی کے لیے سواری ایجاد کی گئی۔ رابطوں کے لیے ٹیلی فون اور عورتوں کی گھر کے کاموں میں مدد کے لیے فریج اور واشنگ مشین جیسی ایجادات متعارف ہوئیں۔" وہ سانس لینے کے لیے رکی۔ لمحے بھر کے توقف کے بعد پھر سے بولنا شروع ہوئی۔ "یہ سب انسانی ہمدردی کی ہی مرہون منت ہے۔ لوگوں کو سہولیات فراہم کرنے کے لیے ان کی زندگی کو آسان بنانے کے لیے۔ وہ تمام سائنسدان مر چکے ہیں لیکن ان کی بنائی گئی چیزوں سے لوگ آج بھی مستفید ہو رہے ہیں اور آئندہ بھی ہوتے رہیں گے۔ کیا یہ صدقہ جاریہ نہیں؟ انسانی ہمدردی بہترین عبادت ہے۔" الفاظ پر اثر تھے اور لہجہ پختہ تھا۔ وہ خاموش ہوئی تو سلیمان کو لگا کائنات بھی چپ ہو گئی ہے۔ "تم نے تو اچھی خاصی ریسرچ کر رکھی ہے۔" وہ شاداں تھا گل نور کی باتیں اس کے کانوں میں رس گھول رہی تھیں۔ اس کی آواز اس کے دل کو شبنم کے تازہ قطروں کی طرح فرحت بخش رہی تھی۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

"آپ کیا کر رہے تھے؟" اسے احساس ہوا اس نے سلیمان کا حال احوال تو پوچھا ہی نہیں۔

"چاند کو دیکھ رہا تھا۔" وہ واقعی میں چاند کو دیکھ رہا تھا۔

"آپ کو چاند پسند ہے؟" وہ بھی چاند کو دیکھنے لگی۔

"ہاں بہت۔" وہ چاند کو نظروں میں بھر کر بولا۔

"کیوں؟" اس کے سوال کرنے پر وہ مسکرا دیا۔ وہ اس میں دلچسپی لے رہی تھی۔ کیا یہ احساس عاشق کے لیے انمول نہیں کہ اس کا محبوب اسے جاننا چاہتا ہے۔

"کیونکہ یہ آپ کو بتاتا ہے کہ انسان کو کیسا ہونا چاہئے؟" اس وقت دونوں کا موضوع چاند بنا ہوا تھا۔ دو محبت کرنے والوں کی گفتگو میں زیر بحث آنے پر چاند شرما گیا۔

"کیا کہتا ہے؟" حال احوال پھر کبھی سہی ابھی اسے سلیمان کی آواز میں چاند کی باتیں سننی تھیں

۔

www.novelsclubb.com

"وہ کہتا ہے انسان کو میرے جیسا ہونا چاہیے۔ ہر دل عزیز!" نظریں ہنوز چاند پر تھیں۔

"وہ کیوں؟" اب وہ بھی چاند کو دیکھنے لگی۔ سلیمان کو تو آج الیکسینڈر گراہم بیل بھی اچھا لگ رہا تھا۔ اس کا ڈھیر سو سال پہلے ایجاد کیا گیا فون آج اس کے کام آ رہا تھا۔

"کیونکہ چاند میں بہت سی خصوصیات ہیں اگر انسان ان کو اپنا لے تو معتبر ہو جائے۔" وہ مسکرایا تھا۔ چاند سمجھ نہیں پایا وہ اسے دیکھ کر مسکرا رہا تھا یا گل نور کو تصور کر کے۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

"جیسے کہ۔۔؟" گل نور کی نظر چاند کے تاریک حصہ پر گئی۔

"ہمم جیسے کہ۔۔۔" لمحے بھر کے توقف کے بعد اس نے دوبارہ بولنا شروع کیا۔ "اس کی اپنی کوئی روشنی نہیں لیکن جب اسے سورج سے روشنی ملتی ہے تو وہ اسے اپنے تک مقید نہیں رکھتا بلکہ سب میں بانٹتا ہے۔ چاند مکمل نہیں ہے اس میں داغ ہیں بہت سے داغ۔ لیکن وہ اپنے داغوں کو چھپانے کی کوشش نہیں کرتا بلکہ اس نے ان کو اپنا لیا ہے۔" آج سے پہلے گل نور کو ادھورا چاند کبھی اتنا خوبصورت نہیں لگا تھا۔ اسے چاند کا تاریک حصہ بھی روشن لگنے لگا تھا۔ وینڈو لیج سے اٹھ کر اب وہ آئینہ کی طرف جا رہی تھی پیروں کی جنبش پر اس کی پائل کھنک اٹھی۔ سلیمان کو شور مچاتی پائل اچھی لگی تھی۔ اس کی آنکھیں مسکرانے لگیں۔ "اس نے ان داغوں پر صبر کر لیا ہے۔ وہ ہر روز اپنے داغوں کے ساتھ سارے جہاں میں روشنی بانٹتا ہے۔ سب کا سامنا کرتا ہے۔ کیا یہ بات اسے عظیم نہیں بناتی؟" وہ سوچ میں پڑ گئی۔ سلیمان کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آئی۔

"ایک اور خصوصیت بتاؤں چاند کی؟" گل نور نے ہاں میں سر ہلایا۔ مگر یہ احساس ہونے پر کہ وہ اسے دیکھ نہیں سکتا وہ اپنی بے وقوفی پر ہنس دی۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

"وہ محبوب جیسا ہے۔" سیاہ آنکھیں کسی خیال پر مسکرائیں۔" کبھی مکمل دسترس میں ہوتا ہے، کبھی آدھا اور کبھی بالکل بھی نہیں۔" دل کے مقام پر دائیاں ہاتھ رکھ کر سلیمان نے ٹھنڈی آہ بھری تھی۔

"مگر ان راتوں کا کیا جب وہ لوگوں کو اندھیری راتوں میں تنہا چھوڑ جاتا ہے؟" سلیمان کو اس سوال کی توقع نہیں تھی۔اس لیے وہ ہنس دیا۔ گل نور کو پتا نہیں کیوں اس کا ہنسنا اچھا لگا تھا۔

"اچھا بتاؤ، جس رات چاند کی روشنی نہیں ہوتی کیا ہم جینا چھوڑ دیتے ہیں؟"

"نہیں!" اس کے جواب پر سلیمان نے ہاں میں سر ہلایا۔

"گل وہ ہمیں اپنی روشنی کا عادی نہیں بناتا۔" سلیمان کی زبان سے اپنا نام سن کر اس کے ہونٹ مسکراہٹ میں ڈھلے۔دل نئی رمز پر دھڑکنے لگا۔ بھوری آنکھیں چمکنے لگیں۔اسے سلیمان سے بات کرنا اچھا لگ رہا تھا۔"اپنے ساتھ کی غلامی کی زنجیروں میں نہیں جکڑتا۔اپنی موجودگی کی لت نہیں لگاتا۔وہ ضروری ہونے کے باوجود کہتا ہے۔دیکھو! تم میرے بغیر بھی جی سکتے ہو، جب میں تمہاری دسترس میں نہ ہوں تو تمہاری زندگی رکنی نہیں چاہیے۔تم چلتے رہنا ہماری اگلی ملاقات تک۔" چاند کو دیکھتے ہوئے وہ کچھ سوچنے لگا۔پھر بولا۔"چاند ہمیں اندھیری راتوں میں بھی خوشی سے جینا سکھاتا ہے۔" آنکھوں میں نرمی اور لہجہ میں مٹھاس تھی وہ اسے اپنے سحر کے

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

حصار میں باندھ رہا تھا اور وہ بندھتی چلی جا رہی تھی۔ بات مکمل ہونے پر وہ خاموش ہو گیا۔ گل نور کو یہ خاموشی بالکل نہیں بھائی تھی۔

"ویسے اچھے انسان ہیں آپ۔ اچھی باتیں کرتے ہیں۔"

"اچھا؟ شکریہ آپ کا۔" وہ ہنسنے لگا۔ ان لمحوں کو جینے کے لیے اس نے بہت دعائیں کی تھیں۔ جہاں وہ ہو، اس کی گل نور ہو اور دونوں کے قہقہے ہوں۔ آج اس کا رُواں رُواں خدا کا شکر ادا کر رہا تھا۔

چاند ان دونوں کو یک وقت دیکھتے ہوئے آبدیدہ ہو گیا۔ جب بھی چاند کا ذکر آتا تو ساتھ ہی اس کے داغوں پر بھی بحث ہوتی۔ لیکن آج سلیمان جمشید نے اسے نئی پہچان بخشی تھی۔ چاند میں موجود داغ اس کے عیب نہیں ہیں بلکہ اس کی طاقت ہیں اس کی پہچان ہیں۔ سلیمان کی بات سمجھ جانے پر وہ نم آنکھوں سے مسکرا دیا۔

www.novelsclubb.com

گل نور سلیمان کی کسی بات پر کھل کھلا کر ہنس رہی تھی۔ اور وہ اپنے خیالات میں اسے ہنستے ہوئے تصور کر رہا تھا۔

"میں کبھی کبھی سوچتا ہوں تمہیں مزید پڑھنا چاہیے تھا۔ تم پی ایچ ڈی کیوں نہیں کر لیتی؟ ابھی عمر ہی کیا ہے تمہاری؟" وہ بھی مسکرا رہا تھا۔

"صرف 23 سال۔" اس کے جواب پر وہ ہنس دیا۔ گل نور نے خفت سے آنکھیں میچ لیں۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

"میں جانتا ہوں۔" وہ ابھی بھی ہنس رہا تھا۔

"اُف!" وہ مزید شرمندہ ہوئی۔

"اگر تم پی ایچ ڈی کر لو تو لوگ تمہیں 'ڈاکٹر گل نور سلیمان' کہہ کر پکاریں گے۔"

"میرا نام گل نور اسفندیار ہے۔" وہ فوراً بولی۔

"ہاں پر اب تو گل نور سلیمان ہو گئی ہو نا؟" اس نے دوبدو سوال کیا۔

"میں اپنا نام کیوں بدلوں؟" گل نور کا لہجہ تیز ہوا۔

"اچھا بھئی نہ بدلو، رہو گی تو پھر بھی سلیمان کی گل نور ہی نا۔" وہ اسے مزید تنگ کرنے لگا۔

"یہ آپ لڑکوں کو اپنا بنانے کا اتنا شوق کیوں ہوتا ہے؟" وہ اب لڑنے پر اتر آئی تھی۔

"مطلب؟" رک رک کے لفظ ادا کیا گیا۔ سلیمان تو بات کر کے پچھتایا تھا۔

"مطلب یہ کہ آپ لوگ کسی کے کیوں نہیں ہوتے؟" وہ چڑ کر بولی۔

"سراسر الزام ہے یہ تو۔" سلیمان نے اپنا دفاع کرنا چاہا۔

"سلیمان کی گل نور ہی کیوں گل نور کا سلیمان کیوں نہیں؟" اس کی بات سن کر وہ ہنسا اور پھر ہنستا ہی چلا گیا۔

گل نور نے خفت سے آنکھیں میچ لیں۔ وہ کیا بول گئی ہے اسے بعد میں سمجھ آیا تھا۔ "بولنے سے پہلے سوچ بھی لیا کرو۔" امی کی بات اسے شدت سے یاد آئی۔ اس نے شعوری طور پر کبھی

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

سلیمان کی کال انتظار نہیں کیا تھا مگر آج اس نے تہیہ کر لیا تھا کہ آئندہ کبھی اس شخص کی کال اٹینڈ نہیں کرے گی۔

"اُف!" اس نے کھڑکی کے ساتھ اپنا سر ٹکا لیا۔

"ہم تو بہت پہلے سے آپ کے ہو چکے ہیں سرکار۔" وہ بولا تو لہجہ مستحکم تھا۔ سلیمان کے چہرے کے تاثرات سنجیدہ ہوئے مگر آنکھیں ہنوز مسکرا رہی تھیں۔ وہ چمک بھی تو رہی تھیں۔ وہ اظہار کر رہا تھا۔ اپنی اسیری کا اظہار۔ آنکھوں کا مسرت سے چمکنا لازم تھا۔ گل نور کے حیا سے بدلتے رنگ بنا دیکھے ہی اس کی آنکھوں کے سامنے رقص کرنے لگے تھے۔ ایک لمحے کے لیے گل نور کا دل دھڑکنا بھول گیا اور اگلے ہی لمحے اسے اپنا دل کانوں میں دھڑکتا ہوا محسوس ہوا۔

سلیمان نے کچھ کہنے کے لیے لب کھولے ہی تھی کہ ٹوں ٹوں کی آواز نے اسے خاموش کروا دیا۔ گل نور اسفندیار کال منقطع کر چکی تھی۔ وہ اس کی باتیں سوچ کر محظوظ ہونے لگا۔

سلیمان جمشید ہر دفعہ منفرد انداز میں اظہار محبت کرتا تھا۔ اور ہر دفعہ وہ اس کے اظہار پر ایمان لے آتی تھی۔ کیا وہ ہمیشہ اسے اپنے سحر میں باندھ لیا کرے گا؟ مسکراتے ہوئے گل نور نے کھڑکی بند کر دی۔

تاروں کی روشنی ماند پڑ رہی تھی۔ چاند اپنی جگہ بدل چکا تھا۔ اندھیرے سے روشنی جدا ہونے والی تھی۔ وہ لوگ صبح ہونے تک باتیں کرتے رہے تھے۔ پہلی بات ختم ہونے تک وہ نیا موضوع

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

ڈھونڈ لیتا اور پھر دونوں اس پر بحث کرنے لگتے۔ گل نور کبھی اس کی کسی بات پر قہقہہ لگا کر ہنسنے لگتی اور کبھی خفا ہو جاتی۔ اس کے بعد سے سلیمان نے گل نور کو کال کرنے سے توبہ کی تھی وہ لڑکی کب اور کس بات پر برا مان جائے پتا تھوڑی چلتا تھا۔ مگر وہ اس دل کا کیا کرے جو بار بار اسے سننے کی ضد کرتا ہے۔

☆☆☆☆☆

"میرے کپڑے کس نے استری کیے ہیں؟ کہاں ہے آپ کی رضیا میں آج اس کا خون پی جاؤں گئی۔" آنکھوں میں نمی لیے وہ رو دینے کو تھی۔

رضیا تو اسے دیکھتے ہی رفو چکر ہوئی تھی۔ وہ اس کا پسندیدہ جوڑا جلا بیٹھی تھی۔

"کیا ہوا ہے کیوں انگارے اگل رہی ہو؟" امی نے اسے ڈپٹا۔

"یہ دیکھیں آپ کی چہیتی نے میرا نیا جوڑا جلا دیا ہے؟ آپ جانتی ہیں مجھے یہ کتنا پسند تھا۔" وہ غصے میں بولتی جا رہی تھی۔ آنسوؤں نے ابھی آنکھوں کی دہلیز پار نہیں کی تھی۔

"جل گیا تو جل گیا اور لے لینا بلکہ دو لے لینا اب خوش۔" امی اسے پچکارنے لگیں۔

"وہ دو اس جیسے تو نہیں ہوں گے نا؟"

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

"صبر کرنا سیکھو گل نور، جو چیز نصیب میں نہیں ہوتی ان سے دستبردار ہونا سیکھو۔" خدیجہ نے اسے اپنے پاس بٹھالیا۔ صبر اور دستبرداری کیا یہ آسان ہے؟

"آپ اسے بھی تو کچھ کہیں نا۔"

"کیا کہوں وہ مجھے بتا چکی ہے۔ اس نے جان بوجھ کر تو نہیں کیا نا بچے۔ غلطی ہو گئی اس سے۔ معاف کرنا سیکھو۔ در گزر کرنا سیکھو۔ جتنا قسمت میں ہے اس پر صبر اور قناعت کرنا سیکھو۔" وہ اٹھ کر اپنے کمرے میں آ گئی۔ ونڈو لیج پر بیٹھ کر باہر پرندوں کو دیکھنے لگی۔

صبر! کیا یہ اتنا آسان ہوتا ہے۔ جب کچھ چھن جائے گا تو کیا دکھ نہیں پہنچے گا؟ پھر دکھ سے تکلیف ہو گی اور تکلیف میں انسان کراہنے کی بجائے صبر کیسے کرے گا۔ امی بھی کمال کرتی ہیں۔ اپنی پسندیدہ چیزوں سے دستبرداری کوئی کیونکر دے گا۔ کیا یہ ہی محبت کا تقاضا ہے کہ ان کے کھو جانے پر ان کا دکھ نہ منایا جائے بلکے صبر کر لیا جائے۔ دل تکلیف میں ہو تو ہونٹوں پر مسکراہٹ کیسے آئے گی۔ میں کبھی اپنی چیزوں سے دستبردار نہیں ہوں گی۔ بے دردی سے وہ اپنے آنسوں پونچھنے لگی۔

☆☆☆☆☆

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

"اسلام علیکم شکور چاچا کدھر ہیں؟" شہریار نے چائے کے چھوٹے سے دکان نما کیفے میں کام کرتے قریباً چودہ سالہ بچے سے پوچھا۔

"نماز پڑھنے گئے ہیں۔" شہریار نے سمجھنے کے انداز میں سر ہلایا۔

"آپ چائے پیئیں گے؟" بچے نے پوچھا۔

اس نے صرف اثبات میں سر ہلایا۔ بچہ واپس اندر چلا گیا۔

اس محلے کی حالت پچھلے محلے کی نسبت قدرے بہتر تھی۔ مگر خوف وہراس لوگوں کی آنکھوں میں واضح تھا۔ گھر سلامت کھڑے تھے مگر زندگیوں میں توڑ پھوڑ تھی۔ بچے گلی میں کھیلتے تھے لیکن اس خوف کے ساتھ کہ نہ جانے کب چھپنا پڑ جائے۔ شام کا وقت تھا گلی کو لوگوں کے گھروں سے آتی ہوئی پکوانوں کی خوشبو نے ممتاز کر رکھا تھا۔

کیپٹن شہریار، حسن اور عادل چائے کا انتظار کر رہے تھے۔ جبکہ میجر سلیمان جمشید بچوں کے ساتھ فٹ بال کھیلنے میں مستغرق تھے۔ بچوں کے ساتھ وہ ایسے ہی ہر چیز سے لاپرواہ ہو جایا کرتا تھا۔ ثریا کہتی ہیں بچوں کے ساتھ وہ بالکل بچہ بن جاتا ہے۔ اپنے کندھے پر کسی کی گرفت محسوس کرتے ہوئے وہ پلٹا۔

"شکور چچا آپ؟ اسلام علیکم!" انہیں دیکھ کر وہ ان سے بغل گیر ہوا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

"بہت افسوس ہوا آپ کے خاندان کے بارے میں سن کر۔مجھے آج ہی حسن نے بتایا۔وہ لوگ کیفے کے باہر گلی میں پڑی ہوئی پلاسٹک کی کرسیوں پر بیٹھ چکے تھے۔

شکور صاحب ایک بااثر اور پر نفیس شخصیت کے مالک تھے۔علاقے پر دہشت گردوں کے قبضے سے قبل وہ اسکول میں پڑھاتے تھے۔انہوں نے اپنی ساری زندگی اپنے علاقے کے لوگوں کے لیے وقف کر دی۔مگر پچھلے کچھ عرصے میں انہوں نے اپنے طلبا کو درد میں تڑپتے دیکھا،انہیں مرتے دیکھا،اپنے ہاتھوں میں پلے ہوئے بچوں کو خودکش حملے کرتے دیکھا۔ایسے ہی ایک حملے میں پچھلے ہفتے شکور چچا کی بیوی،اٹھارہ سالہ بیٹی،بیٹا اور بہو جن کی آٹھ ماہ پہلے شادی ہوئی تھی ان کو تنہا چھوڑ کر اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔اسکولوں کے بند ہو جانے کے بعد انہوں نے گھر کا چولہا گرم رکھنے کے لیے یہ کیفے کھول لیا تھا۔سلیمان اور اس کے ساتھی یہاں اکثر آجایا کرتے تھے۔آج وہ لوگ تعزیت کے لیے آئے تھے۔

www.novelsclubb.com

"خدا کا مال تھا۔اس نے ہی دیا تھا۔اب واپس لے لیا اس میں افسوس کیسا؟"

چاروں نے چونک کر ان کی طرف دیکھا کیا۔

"کیا آپ کو ان کی شہادت کا دکھ نہیں ہوا؟"سلیمان نے حسن کو اس بے وقوفانہ سوال پر گھورا تھا۔وہ اپنا سر جھکا گیا۔

"دکھ کیسے مناتے ہیں برخوردار؟ماتم کر کے یا شکوہ کر کے؟"چائے آچکی تھی۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

"مالک سے شکوہ نہیں کیا جاتا۔جب وہ دے تو اس کا شکر ادا کیا جاتا ہے۔جب واپس لے لے تو مومن اس کی رضا میں راضی ہونے کی کوشش کرتے ہیں ہے۔"

"مگر اپنوں کے بچھڑ جانے کی تکلیف تو ہوتی ہے نا چچا؟" عادل نے ان سے سوال کیا۔

"ہاں ہوتی ہے مگر مومن کو جب کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو وہ کہتا ہے "اناللہ وانا الیہ راجعون" ۔ہم تو اللہ ہی کے ہیں اور اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔"(القرآن)

"مگر صرف ایک جملہ کہہ دینے سے دل کا درد کم کہاں ہوتا ہے۔" حسن کی بات پر شہریار نے کرب سے آنکھیں میچ لیں جبکہ سلیمان چپ چاپ ان کی گفتگو سنتا رہا۔

"یہ محض ایک جملہ نہیں ہے۔" شکور چچا کی آواز بلند ہوئی۔

"قرآن پاک کی کوئی بھی آیت، کوئی بھی بات صرف جملہ نہیں ہوتی۔ہو ہی نہیں سکتی۔اس میں ہدایت ہے، متقیوں کے لیے۔قرآن کو غور و فکر سے پڑھا جاتا ہے۔" ان کا لہجہ نرم ہوا ۔کسی شفیق باپ کی طرح۔

بچے ابھی بھی کھیل رہے تھے۔ قہقہے اور شکوہ بھری آوازیں کانوں کو بھلی لگ رہی تھیں۔

"میں تمہیں سمجھاتا ہوں۔دیکھو! اس فقرے کے دو حصے ہیں۔پہلا 'اناللہ' یعنی ہم اللہ ہی کے ہیں۔اور دوسرا 'انا الیہ راجعون' ہم اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔"

بچوں سے نگاہیں ہٹا کر سلیمان ان کی طرف متوجہ ہوا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

"چلو پہلے ہم "اناللہ" کی بات کرتے ہیں۔ وہ سب چائے چھوڑ چکے تھے۔ آنکھوں میں کچھ جاننے کا اشتیاق ابھرا تھا۔ سلیمان کچھ آگے کو جھکا۔

"اگر انسان خود کو کلی طور پر خدا کے حوالے کر دے۔ اس کو اپنا مالک مان لے تو اس کا ایمان اس بات پر پختہ ہو جائے گا کہ اس کا خالق اسے کبھی تباہ ہونے نہیں دے گا۔ جب ماں بچے کو تباہ ہونے نہیں دیتی تو کیا خدا ہونے دے گا۔ خدا کبھی اسے اکیلا نہیں چھوڑے گا۔ جب ماں بد سے بدتر بیماری میں تنہا نہیں چھوڑتی تو کیا خالق تنہا چھوڑے گا؟ اپنوں کی جدائی پر اس کے ساتھ تعلق مزید مضبوط کر لینا چاہیے۔ وہ ہی تو ہے سب کا۔ ان کا بھی جو چلے گئے اور اب کا بھی جو پیچھے رہ گئے۔ تو جب خدا ہے پھر کس بات کا غم؟ اس کے ہونے کی خوشی ہر غم پر سبقت لے جاتی ہے۔ مگر کامل یقین شرط ہے۔" وہ رک گئے۔

"اپنوں کی جدائی بلاشبہ ایک بہت بڑا صدمہ ہے۔" انہیں ان کی آواز میں خنکی سی محسوس ہوئی۔ "مگر دل کا غم زدہ ہو جانا اور آنکھ سے آنسوں کا بہہ جانا ناشکری میں نہیں آتا۔ درد کی حالت میں اپنے رب کے پاس جاؤ اسے بتاؤ تم تکلیف میں ہو اس سے مدد مانگوں لوگوں کے سامنے اپنے دکھ کی نمائش اچھی بات نہیں۔" حسن کو دیکھتے ہوئے انہوں نے نفی میں سر کو جنبش دی۔ "غم منانا منع نہیں ہے ہاں اپنے دکھ کا ڈھنڈورا پیٹنا بہر حال غلط ہے۔" سلیمان نے سمجھ جانے کے انداز میں سر کو جنبش دی۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

"میٹھا کھلانے والا ہاتھ اگر ایک مرتبہ کڑوا گھونٹ پلا دے تو چپ کر کے پی لیا جاتا ہے۔ شکوہ نہیں کیا جاتا۔" وہ اب انہیں سمجھا رہے تھے۔ اور وہ چار و اپنے اپنے خیالات میں کھوئے ان کو سن رہے تھے۔ دوستوں سے بچھڑ جانے کے غم سے دل جس گرد میں لپٹے ہوئے تھے۔ شکور چاچا کے لفظوں سے وہ گرد جھڑ رہی تھی۔ دل ہلکے ہو رہے تھے۔ دل پر سکون ہو رہے تھے۔

"بعض اوقات اپنوں کے چلے جانے پر صبر واقعی مشکل ہو جاتا ہے۔" سلیمان نے اپنا مدعا پیش کیا۔

"کیا تم نے دوسرے حصے پر غور نہیں کیا؟" شکور چچا کو تعجب ہوا۔

اندھیرا گہرا ہو رہا تھا۔ مائیں بچوں کو آوازیں لگا رہی تھیں۔ لیکن وہ سنی ان سنی کر کے پھر سے کھیل میں مشغول ہو جاتے۔

"دوسرے حصے میں ہم کہتے ہیں کہ ہم اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔ اس کا مطلب ہوا ہم بھی ایک دن مر جائیں گے۔ پس ثابت ہوا کہ یہ جدائی دائمی نہیں بلکہ عارضی ہے۔ میرا خدا رحمان اور رحیم ہے اس نے دوبارہ ملاقات کی خبر بھی ساتھ ہی دے دی۔" اپنے محبوب رحمان کی رحمانیت پر وہ مسکرا دیے۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

"گھبرائے تو وہ جسے ڈر ہو کہ اس کا خدا اسے تنہا چھوڑ دے گا۔ یا اس کی تکلیف پر اس کو اجر نہیں ملے گا۔ تم خود ہی بتاؤ وہ خدا جو بخار جیسی زرا سی تکلیف اٹھانے پر تمہارے نامہ اعمال میں نیکیاں لکھ دیتا ہے اور بدیاں کم کر دیتا ہے۔ وہ تمہیں مشکل وقت میں اکیلے چھوڑ سکتا ہے؟"

سلیمان کو ان کے اس قدر پختہ ایمان پر رشک ہوا۔

میز پر پڑی چائے اب ٹھنڈی ہو چکی تھی لیکن ان کے ایمان میں گرم جوشی کی لہر اٹھی تھی۔ وہ عام لوگ نہیں تھے شہادت کا مرتبہ کیا ہوتا ہے وہ اس سے اچھی طرح واقف تھے۔ لیکن کسی دوست کے بچھڑ جانے کا غم چھوٹا نہیں ہوتا اور آج انہوں نے جان لیا تھا کہ خدا کے علاوہ کوئی غم گسار بھی نہیں ہوتا۔ دل کی ویران زمین ایسے تازہ اور شاداب ہو گئی تھی جیسے بارش کے بعد بنجر زمین کو نئی زندگی مل گئی ہو۔

رات کی سیاہی نے دن کو ڈھانپ لیا تھا۔ گلی خالی ہو چکی تھی۔ گویا بچے گھروں کو جا چکے تھے۔ شکور چاچا نے چاروں دوستوں کو آنکھوں سے اوجھل ہوتے دیکھا۔ پھر دکان کے اندر چلے گئے۔

☆☆☆☆☆

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

دل کی حالت بدلنے لگی تھی۔ سلیمان کا خیال تھا کہ ذہن سے جاتا ہی نہ تھا۔ وہ کہاں ہو گا؟ کیا کر رہا ہو گا؟ وہ اسے یاد بھی آتی ہو گی کہ نہیں؟ یہ سوال ہر وقت اس کے دماغ میں منڈلاتے رہتے۔ کبھی وہ اپنی حالت پر جھنجلا جاتی اور کبھی غصہ کرنے لگتی۔ اس کی ضدیں بھی بڑھنے لگی تھیں۔ مزاج کبھی خوشگوار ہوتا تو کبھی چڑچڑائی ہوئی پورے گھر میں منڈلاتی پھرتی۔ خدیجہ تو اس کی بے جا فرمائیشوں اور بات بے بات ضدی ہو جانے سے پریشان ہونے لگیں تھیں۔

"نور تم نے مجھے بہت پریشان کر رکھا۔ کوشش کی تو تھی تمہارے بابا نے اب انتظام نہیں ہو پایا تو کیا کریں۔" خدیجہ ضبط کرتی ہوئیں بولیں۔ گل نور ویسے ہی منہ موڑے کھڑی رہی۔

"مجھے حیدر آبادی چوڑیاں ہی پہننی ہیں۔" وہ ضدی لہجے میں بولی۔ "اور بابا نے وعدہ نے کیا تھا کہ وہ مجھے دلائیں گے۔" بھرائی ہوئی آواز میں بولتی اس نے ان کی طرف اشارہ کیا۔ اس کی آنکھوں کی نمی دیکھ کر اسفندیار کی جان پر بن آئی۔

"صبر کرنا سیکھو گل نور۔ ہمیشہ ہر چیز ممکن نہیں ہوتی۔ کہا تو ہوا ہے جب آئیں گیں تو پہن لینا۔"

"لیکن مجھے وہ شادی پر پہننی ہیں۔ دراب بھائی سے بولیں وہ کر لیں گے کچھ نا کچھ۔" وہ ابھی تک اپنی ضد پر قائم تھی۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

"میری بیٹی رونا تو بند کرے۔اگر میری بیٹی نے کہا ہے کہ اسے وہ چوڑیاں پہننی ہیں تو وہ وہی پہنے گی۔"اسفندیار نے اسے اپنے حصار میں لے لیا۔انہیں اس کی آنکھ میں ایک آنسوں تک گوارانہ تھا کجا کہ وہ اپنی کوئی خواہش ادھوری رہ جانے پر رو دے۔

"آپ نے اسے بگاڑ رکھا ہے۔کہاں سے کریں گے انتظام؟جانتے تو ہیں آج کل آمد و رفت بند ہے۔کیسے منگوائیں گے انڈیا سے سامان۔"خدیجہ فکر مند ہوئیں۔گل نور ابھی تک بابا کے ساتھ لگی کھڑی تھی۔

"ابھی شادی میں کچھ ہفتے ہیں۔ہم نکال لیں گے کوئی راستہ آپ پریشان نہ ہوں۔"

"وہ تو ٹھیک ہے مگر اپنی بیٹی کو بھی سمجھائیں کہ قناعت کرنا سیکھے،اپنے اندر صبر اور برداشت پیدا کرے۔"خدیجہ قدرے نرمی اور سنجیدگی سے بولیں۔

"آپ بھی کمال کرتی ہیں بیگم میری بیٹی نے کب کوئی ناجائز فرمائش کی ہے۔وہ تو ہم ہی وعدہ کر بیٹھے تھے۔اب وعدہ کیا ہے تو نبھانا ہی پڑے گا۔کیوں ٹھیک کہہ رہا ہوں نا میں؟"گل نور کو وہ اپنی طرف متوجہ کرتے ہوئے بولے۔وہ ہولے سے مسکرا دی۔ان دونوں کو پھر کسی چیز کا لائحہ عمل تیار کرتا دیکھ خدیجہ مسکراتے ہوئے گل نور کے کمرے سے نکل گئیں۔ان باپ بیٹی کو سمجھانا ناممکن ہے۔انہوں نے اپنا سر جھٹکا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

☆☆☆☆☆

"مجھے یہ خالی گھر بالکل اچھا نہیں لگتا۔اب یہاں مجھے تم چاہیے ہو۔"وہ اداس لگ رہا تھا۔"میرا تو باورچی خانہ بھی تمہاری کمی محسوس کرنے لگا ہے۔ میرے گھر کو مالک اور اس دل کو ملکہ کی اشد ضرورت ہے۔میرا وقت تو دن گن گن کے گزر رہا ہے۔"شاید اس کی طبیعت ناساز تھی۔"آج میرے دل میں ایک خیال آیا۔"کچھ سوچتے ہوئے وہ ارد گرد دیکھنے لگا۔آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں۔"جیسے میں تمہاری یاد میں تڑپتا رہتا ہوں کیا تم بھی میرے بارے میں ایسا سوچتی ہو گی؟ پھر سوچا عاشق اور محبوب میں یہ ہی تو فرق ہے۔ محبوب کہاں پلٹ کر عاشق کو نظر بھر کے دیکھتا ہے۔"وہ رک گیا۔پھر نہ جانے کس خیال تحت کہنے لگا۔"ایک بات تو بتاؤ کیا تمہیں میری یاد آتی ہے؟"اس کی اکثر باتیں سوالات پر کیوں ختم ہوتی تھیں؟

☆☆☆☆☆

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

"مجھے پی ایچ ڈی کرنی ہے۔" جوس پیتے ہوئے انتسار کو اچھو لگا۔ جھٹکا تو ڈائنگ ہال میں موجود تمام نفوس کو لگا تھا۔ مگر اس کی بات کو کسی کھاتے میں نہ لاتے ہوئے ان سب نے اپنا ناشتا جاری رکھا۔

"اب یہ کیسی فرمائش ہے؟" خدیجہ تو بپھر ہی گئیں۔

"فرمائش نہیں ہے امی ضرورت ہے۔ اور ویسے بھی علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے۔" وہ ڈھٹائی سے بولی۔

"تو تمہارا علم پورا نہیں ہوا ابھی تک۔" خدیجہ کا غصہ بڑھتا جا رہا تھا۔ سب لوگ دونوں کی گفتگو سے محظوظ ہونے لگے۔ اس نے نفی میں سر ہلایا۔ اس کی ڈھٹائی پر وہ دنگ رہ گئیں۔

"شادی کے بعد سلیمان کی اجازت سے کر لینا۔" خدیجہ معاملہ رفع دفع کرنے کی غرض سے سرسری انداز میں بولیں۔

www.novelsclubb.com

"مجھے ان کی اجازت کی ضرورت نہیں۔" وہ دوبدو بولی۔

"شوہر ہے وہ تمہارا۔" وہ دبی دبی آواز میں گرائیں۔ "یہ لڑکی بگڑتی جا رہی ہے۔" خدیجہ اسفندیار اور دراب سے مخاطب ہوئیں۔

وہ دونوں خاموشی سے اپنے ناشتے میں مشغول رہے۔

تو شوہر کو بتا دیں گئے نا؟ وہ بضد ہوئی۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

"گل کچھ ہفتوں بعد تمہاری شادی ہے۔" وہ دانتوں کو پیستے ہوئے غصے سے گڑائیں آواز بہر حال نیچی تھی۔

"تو شادی کو ملتوی کر دیتے ہیں۔" نوالہ منہ میں ڈالتے ہوئے کندھے اچکا کر وہ ہلکے پھلکے سے لہجے میں گویا ہوئی۔ خدیجہ نے اسفندیار کو گھورا جو ساری کاروائی بڑی دلچسپی سے ملاحظہ فرما رہے تھے۔

اگر سلیمان یہاں ہوتا تو گل نور کی بات سن کر اپنے نایاب مشورے پر خود کا سر پیٹ لیتا۔ اس دن کی کال کے بعد پی ایچ ڈی کا خیال اس کے دماغ میں کہیں اٹک کر رہ گیا تھا اور آخر ایک دن اس نے داخلہ لینے کا فیصلہ کر ہی لیا۔

"داخلہ کروا دیتے ہیں شادی کے بعد پڑھتی رہے گی۔" اسفندیار کی تجویز پر خدیجہ کو ان کی ذہانت پر شک ہوا۔ البتہ گل نور کو یہ خیال بھلا لگا تھا۔

"کہاں لینا ہے داخلہ؟" دراب پہلی بار محو گفتگو ہوا۔

"University of Amsterdam." ہادی ہنس دیا۔

"کوئی اور بہانہ نہیں ملا شادی سے انکار کرنے کا۔" ہادی نے بڑی دلچسپی سے پوچھا۔ تو یہ سب اس لیے ہو رہا تھا۔ امی کا غصہ نئے سرے سے بڑھنے لگا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

"میں شادی سے کب انکار کر رہی ہوں۔" سورج کی کرنوں میں اس کے چہرے کا اڑتا ہوا رنگ دیکھ کر ہادی کو الگ قسم کا اطمینان محسوس ہوا تھا۔

"اشارے تو سارے اسی طرف ہیں۔" انتسار نے اسے مزید تنگ کرنا چاہا۔ اس کے دونوں بھائی بات کو غلط رنگ دے رہے تھے وہ چڑ گئی۔

"بابا کیا پڑھنا منع ہے؟ علم حاصل کرنا جرم ہے؟" وہ جذباتی ہوئی۔

وہ فیصلہ اپنے حق میں کروا کر ہی اٹھے گی۔ دراب ہنس دیا۔

"لیکن میری جان آپ کو پہلے پی ایچ ڈی کا خیال کیوں نہیں آیا۔" اسفندیار کے انداز سے اسے لگا وہ اس کی بات کو سنجیدہ نہیں لے رہے۔ ہادی اور سودہ کالج جانے کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے۔

"اب آ گیا ہے نا۔" وہ ناشتا ترک کر چکی تھی۔

"کس نے خناس بھرا ہے تمہارے ذہن میں؟" خدیجہ کو اچانک سے خیال آیا۔

وہ گڑبڑا گئی اب کیا بتاتی کہ یہ ان کے داماد ہی کی تجویز ہے۔ بیچارہ سلیمان کیا جانے کہ اس کی کہی گئی بات اس پر ہی الٹی پڑ رہی تھی۔

"اچھا چلو سوچتے ہیں اس بارے میں کچھ۔" بڑے ابا نے بات ختم کرنا چاہی۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

"میں داخلہ فارم بھیج دوں؟" گل نور کی آنکھیں چمک اٹھی وہی چمک جو سلیمان کو بہت عزیز تھی۔

"سوچنے کے لیے کچھ وقت درکار ہوتا ہے ڈیئر کزن۔" انتسار کی بات پر اس کی آنکھوں کی چمک ماند پڑ گئی۔

☆☆☆☆☆

عیدالضحی کی تیاریاں عروج پر تھیں۔ ستمبر کا مہینہ اپنی آخری سانسیں لے رہا تھا۔ موسم کی گرمی نے نرمی اختیار کی تو دھوپ کی تپش صبح کے وقت بھلی لگنے لگی لیکن دوپہر تک وہ اپنا جلالی روپ اپنا لیتی تھی۔ دن کے مقابلے میں رات میں اکثر ٹھنڈ ہو جایا کرتی۔ بڑی حویلی میں اس وقت رونق کا سماں تھا۔ چھوٹی حویلی کی خواتین گل نور کی عید لے کر آئی ہوئی تھیں۔ لنچ کے بعد سب لوگ لاؤنج میں بیٹھی باتیں کر رہی تھیں۔ اور گینزا کے انگوری رنگ کے نفیس جوڑے پر اس نے بالوں کو کھلا چھوڑ رکھا تھا۔ جب وہ کسی بات پر ہنستی تو کانوں کے جھمکے جھول جھول کر ساتھ میں مسکراتے۔ دل کی دنیا بدلنے لگی تھی۔ اب وہ زیادہ تر اکیلے میں مسکراتی ہوئی پائی جاتی تھی۔ جب سودہ یا عشاء کے ہاتھوں پکڑی جاتی تو گھنٹوں سلیمان کو کوستی اور دل ہی دل میں عہد

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

کر لیتی کہ جب وہ آئے گا تو اس سے بالکل بات نہیں کرے گی۔اپنے دل کی حالت کا ذمہ دار وہ سلیمان کو ٹھہراتی تھی۔وہ ابھی تک اس بات سے ناآشنا تھا ورنہ ایسا الزام تو اسے دلو جان سے قبول ہوتا۔

"یہ خاص طور پر تمہارے لیے بھیجا گیا ہے۔"مہک نے رازداری سے گل نور کو ایک مستطیل شکل کا ڈبا تھمایا۔"میں نے بالکل نہیں کھولا۔"وہ مسکراتے ہوئے اسے تنگ کرنے لگی۔سودہ کا تو منہ کھلا کا کھلا رہ گیا۔گل نور جھینپ گئی۔ثریا مسکرائیں۔

"یہ کب لیا؟"آئر کو دھچکا لگا تھا۔

"سلیمان نے بھیجا ہے۔"مہک رسانیت سے بولی۔

"مجھے کیسے پتا نہیں چلا؟"وہ متعجب سی گفٹ ریپر میں پیک ڈبے کو دیکھنے لگی۔مہرون رنگ کے گفٹ ریپر کے اوپر بڑی مہارت نے سنہری رنگ سے ڈیزائن بنائے گئے تھے۔بلاشبہ تحفہ بھیجنے والے کی پسند لاجواب تھی۔

"اس میں کیا ہو گا؟"سودہ کی نگاہوں میں ستائش تھی۔

"کھولیں؟"آئرہ کی تجویز پر سودہ کی آنکھوں کی چمک بڑھی۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

"خبردار جو تم لوگوں نے اسے ہاتھ بھی لگایا۔ میرے بھائی نے بڑے ارمان سے اپنی بیوی کے لیے بھیجا ہے۔" مہک کی پابندی پر دونوں کی خوشی ماند پڑ گئی۔ گل نور ساری کاروائی میں پہلی دفعہ مسکرائی تھی۔

"بیوی نہیں منکوحہ۔" سودہ نے ناراض انداز میں تصحیح کی۔

"ہاں تو؟ شادی میں بس تین ہفتے ہی تو بچے ہیں۔" مہک نے جیسے ناک سے مکھی اڑائی۔

اس کے ہاتھ میں جب سے وہ ڈبا آیا تھا دل کی دھڑکنیں معمول سے تیز ہو چکی تھیں۔ اب وہ کسی سے نظریں نہیں ملا رہی تھی۔

☆☆☆☆☆

www.novelsclubb.com

سب کے جانے کے بعد عصر کی نماز سے فارغ ہوئی تو بیڈ پر پڑے ڈبے کو دیکھ کر مسکرا دی۔ دوپٹے کو شانوں پر پھیلا کر تحفے کو ہاتھ میں لیے وہ اپنے اسٹوڈیو میں آ گئی۔ ونڈ چائم کے خوشگوار استقبال پر وہ ہنسنے لگی۔

کرسی پر بیٹھ کر اس نے ریپر کو چاک کیا۔ گتے کے ڈبے کے ڈھکن کو سنہری رنگ کے کپڑے نے ڈھانپ رکھا تھا۔ کپڑے پر موتیوں سے کی گئی کڑھائی ڈبے کو مزید خوبصورت بنا رہی تھی۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

گل نور کی آنکھیں ستائش سے چمک اٹھیں۔ کچھ دیر وہ موتیوں کے نقوش کو اپنی انگلیوں کے پوروں سے چھوتی رہی۔ پھر ڈبا کھلنے پر سرخ چوڑیاں مسکرا دیں۔ اس کے ہونٹوں پر نرم سی مسکان بکھری۔ چوڑیوں کر چھوتے ہوئے اسے اپنے ہاتھوں میں ہلکی سی لرزش محسوس ہوئی تھی۔ سلیمان جمشید نے اس کے لیے چوڑیاں بھیجی تھیں وہ بھی دونوں ہاتھوں میں پہنے کے لیے۔ اس کی آنکھوں سے خوشی جھلکنے لگی۔ ونڈ چائم کی تتلیاں اپنے محور کے گرد اُڑتے اُڑتے گھومنے لگیں۔ فضا میں محبت کی دھن بجنے لگی۔ گل نور نے دیکھا چوڑیوں کے ساتھ ایک کاغذ ملحق ہے۔ مسکراتے ہوئے وہ اسے کھول کر پڑھنے لگی۔ پھر اس کے کانوں نے نئے الفاظ سنے۔

اب کی بار جو آؤ، تو پھر 'تم' جانا نہیں

ساتھ میرا اب 'تم' نبھاؤ، فقط مجھے بہلانا نہیں

محظ لفظوں کی قطاریں یہ نہیں ہیں 'دلبر'

یہ میرے احساس ہیں، جذبات ہیں 'تم' انہیں جھٹلانا نہیں

مسکراہٹ گہری ہوئی۔ دل نئی رمز پر دھڑکنے لگا۔ محبوب کے پیام پر دل نئی دھنیں ہی تو بنتا ہے۔ محبوب؟ کیا اسے محبت ہو گئی تھی؟ کانچ سی بھوری آنکھوں میں ساری کائنات کی مسرت

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

بھر گئی۔اسے سلیمان کی موجودگی کا گمان ہوا تو بے اختیار دروازے کی طرف دیکھنے لگی۔ مگر وہاں تو کوئی نہیں تھا۔وہ ہنس دی۔ کیا محبوب کی مادی موجودگی ضروری ہے۔وہ تو ہر وقت ساتھ ہوتا ہے۔ تنہائی میں بھی اور محفل میں بھی۔ ونڈ چائم نے اس کے پاگل پن پر سر جھٹک دیا۔ سارے اسٹوڈیو میں جھولتی ہوئی وہ ان اشعار کو بار بار پڑھنے لگی۔ سلیمان جمشید کے تحائف مہنگے نہیں قیمتی ہوا کرتے تھے۔

☆☆☆☆☆

"امی تو ابھی تک مخالفت کر رہی تھیں۔ کبھی کبھی تو مجھے لگتا ہے میں ان کی سوتیلی اولاد ہوں۔" حویلی کے پچھلے باغیچے میں موجود وہ دونوں باغبانی کر رہی تھیں۔

"پھر؟" آئرہ کے سوال پر اس کے بڑی مہارت سے چلتے ہوئے ہاتھ ایک لمحے کے لیے تھمے۔ کچھ پل کے لیے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ بھی آئی تھی۔

"جب بابا نے کہا کہ سلیمان تو بہت خوش ہوا ہے میری بات سن کر تو پھر امی بھی خاموش ہو گئیں۔" بات کرتے ہوئے وہ شرارت سے ہنس دی۔ باغیچے میں مختلف اقسام کے پھولوں کی خوشبو پھیلی ہوئی تھی۔ہاتھوں پر دستانے چڑھائے وہ رنبہ لیے کیاریوں کی صفائی کر رہی تھی۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

"سلیمان بھائی نے کیا کہا تھا؟" باغیچے میں موجود واحد جھولے پر بیٹھی آئرہ نے تجسس سے پوچھا۔

"انہوں نے کہا، یہ گل نور کی زندگی ہے۔اسے کب کیا کرنا ہے اس کا فیصلہ میں کیسے کر سکتا ہوں؟ اگر وہ آگے پڑھنا چاہتی ہے تو میں اس کا مکمل ساتھ دونگا۔" طوطے کی طرح وہ کسی رٹے ہوئے سبق کی طرح اسے بتانے لگی۔

"Amsterdam والی بات پر ان کا کیا ردعمل تھا؟" آئرہ کو شائد اس کے انداز بیان سے مزاح نہیں آرہا تھا اسی لیے مزید تفصیلات جاننی چاہیں۔

"تم ہر وقت ہمارے گھر میں کیوں موجود ہوتی ہو؟" سورج کی روشنی میں گلاب، ٹیولپس، نرگس اور گل داؤدی کے پھولوں کے گھیرے میں بیٹھے اس نے کوفت سے آئرہ کو گھورا۔

www.novelsclubb.com

کچھ دن پہلے:

"چچا یہ تو اچھی بات ہے کہ وہ مزید پڑھنا چاہتی ہے۔" شکور چچا کے کیفے کے باہر بیٹھے چائے سے لطف اندوز ہوتے ہوئے وہ بولا۔ گلی میں بچے ہر روز کی طرح کھیل رہے تھے۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

"Amsterdam?"اسفندیار کی بات پر وہ نا سمجھی سے بڑبڑایا۔پھر سر جھٹک کر مسکرانے لگا۔ آج وہ یہاں اکیلا ہی آیا تھا۔"پی ایچ ڈی کی تجویز کے ساتھ ساتھ مجھے انسٹی ٹیوٹ بھی بتا دینا چاہیے تھا۔"اس نے دل میں سوچا۔اسفندیار کی آوازوں کے ساتھ اسے محلے میں کھیلتے بچوں کی آوازیں بھی آرہی تھیں۔

"چچا جان اس کی خواہش کو ضد کا نام تو مت دیں۔"اسفندیار کی بات سن کر وہ خفا ہوا۔فون پر دوسری طرف بات کرتے ہوئے وہ بھی مسکرا دیے۔

"وہ میری بیٹی ہے سلیمان اور مجھے بہت عزیز ہے۔اگر وہ پہلے ایسی کسی خواہش کا اظہار کرتی تو ہم شادی کی بجائے اسے پڑھنے بھیج دیتے مگر اب وہ تمہاری بیوی بھی ہے اور تمہاری رائے لینا بہر حال ہمارا فرض ہے۔"ان کی بات سن کر وہ مسکرا دیا۔کیا وہ ان کی بات مسکرایا تھا یا محبوب کی نئی خواہش پر؟

www.novelsclubb.com

"وہ میری بیوی ہے غلام نہیں جو مجھ سے پوچھ کر اپنے خواب بنے گی۔"اس کی آواز پر کیفے میں چائے بناتے ہوئے شکور چچا کے ہاتھ سست پڑے۔"اس کا کام خواب دیکھنا ہے اور میرا،ان خوابوں کو پورا کرنا۔"شکور چچا نے نظریں اٹھا کر اس کے تاثرات کو جانچنا چاہا۔"میں آپ کی بیٹی کی ہر خواہش کا احترام کروں گا۔"انہوں نے چولہے کی آنچ دھیمی کر دی۔"چاچو اگر وہ اڑنا چاہے گی تو میں اس کے لیے کھلا آسمان بن جاؤں گا۔"کیا وہ بن جائے گا؟کائنات کی ہر شے

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

سرگوشی کرنے لگی۔ہاں وہ بن جائے گا۔کسی نے کہا۔مگر کس نے۔شکور چچا نے دیکھا اس کے چہرے پر سوائے سنجیدگی کے اور کوئی تاثر نہیں تھا۔"سمندر کی گہرائیوں سے لے کر زمین کی سطح تک دنیا کی کسی بھی ریس میں آپ کبھی اسے تنہا نہیں پائیں گے۔"انہوں نے دیکھا گل نور کا ذکر کرتے ہوئے باوجود سنجیدگی کے اس کی آنکھیں مسکرا رہی تھیں۔ازلی مسکراہٹ۔اتنے عرصے میں انہوں نے پہلے کبھی اس کی آنکھوں میں ایسی چمک نہیں دیکھی تھی۔یہ چمک محبوب کے ذکر پر ہی آتی تھی۔"اس کی ہر خواہش مجھ پہ فرض ہو جاتی۔اور میں اپنے فرائض کی ادائیگی بہت ایمانداری سے کرتا ہوں۔"وہ مسکرا رہا تھا۔دل سے۔شکور چاچا بھی مسکرانے لگے۔وہ بہت بڑے دعوے کر رہا تھا لیکن وہ جانتے تھے اس کے دعوے کھوکھلے نہیں تھے۔"آپ کے گھر کی شہزادی میرے گھر کی ملکہ ہو گی۔اور ملکہ کا حکم تو حرف آخر ہوتا ہے نا؟"اس کے سوال پر اسفندیار ہنسنے لگے۔وہ بھی ہنس دیا۔

www.novelsclubb.com

خفت سے۔

شاید وہ پہلا عاشق تھا جو محبوبہ کی بجائے اس کے باپ سے قول و قرار کر رہا تھا۔شکور چاچا سر جھٹک کر واپس چائے بنانے میں مصروف ہو گئے۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

اسفند یار آب دیدہ ہو گئے۔ وہ عام نہیں تھا۔ خاص تھا۔ بہت خاص۔ انہوں نے خود سے اعتراف کیا۔ ان کی بیٹی بے شک زمین پر نیک بخت لکھوا کر آئی تھی۔ جس پر خدا کا جتنا شکر ادا کیا جائے کم ہی رہے گا۔

آج:

"اوومائی گوڈ۔ وہ تو تمہیں امپریس کرنے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتے۔" آئرہ نے حیرانگی سے سر کو نفی میں جنبش دیتے ہوئے کہا۔

"تمہارا مطلب ہے وہ جھوٹ کہہ رہے ہیں؟" گل نور کو صدمہ ہوا اور پھولوں کو بھی۔ اپنے کام چھوڑ کر وہ آئرہ کی طرف متوجہ ہوئی۔

"توبہ کرو لڑکی کیوں بات کو دوسرا رکھ دے کر مجھے پٹواؤ گی۔" جھولے سے اٹھ کر وہ بھی اس کے پاس گھاس پر آ بیٹھی۔

"ایک بات تو بتاؤ اگر وہ انکار ر دیتے تو تم کیا کرتی؟" آئرہ کے سوال پر اسے مزید صدمہ ہوا۔

"شوہر کو ہمیشہ بیوی کی خواہشات کو عزت دینی چاہیے۔" اپنے کمرے میں رکھے گلدان کے لیے وہ اٹھ کر پھول چننے لگی۔ جب وہ کسی پھول کو چھوتی تو اس پر موجود تتلیاں اڑ کر دوسرے

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

پھولوں پر چلی جاتیں اور وہ مسکرا دیتی۔"اور بیوی کو بھی خاوند کی پسند ناپسند کا احترام کرنا چاہیے۔"وہ کندھے اچکا کر ہلکے پھلکے سے انداز میں بولی۔"میں نے پی ایچ ڈی کی خواہش ظاہر کی یعنی یہ میرا خواب بن گیا۔اور وہ کیسا ہم سفر ہوا جو خوابوں کی تعبیر ڈھونڈنے کی بجائے آنکھوں سے نیند ہی چھین لے تاکہ آپ کا ساتھی خواب ہی نہ دیکھ سکے؟"بانس سے بنی ہوئی چھوٹی سی خوبصورت ٹوکری مہکتے ہوئے پھولوں سے بھر چکی تھی۔پھول چن کر وہ مڑی تو وہ مسکرا نہیں رہی تھی۔وہ سنجیدہ تھی مکمل سنجیدہ۔

"خدیجہ چچی کو تو اب کوئی اعتراض نہیں ہوگا ہے نا؟"ہنستے ہوئے آئرہ نے اس کی سنجیدگی ختم کرنا چاہی۔

"کیا تم نے کبھی مشرقی ساسوں کو دامادوں کی خلاف ورزی کرتے ہوئے دیکھا ہے؟"وہ ہنس دی۔دونوں قہقہہ لگانے لگیں۔

www.novelsclubb.com

"شادی میں دس دن رہ گئے ہیں اور تم مٹی میں خود کو خوار کر رہی ہو۔یا اللہ میں کیا کروں اس لڑکی کے نت نئے مشاغل کا؟ کبھی دیکھا ہے لڑکیوں کو Agriculture کی ڈگریاں لیتے ہوئے؟ایک میری بیٹی ہے جس کے سارے کام ہی نرالے ہیں۔"سودہ کے ساتھ آتے ہوئی خدیجہ اس پر برسنے لگیں۔گل نوران کی طرف متوجہ ہوئی۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

"کچھ عرصے بعد سلیمان بھائی بھی یہی دہائیاں دیتے ہوئے نظر آئیں گے۔" گل نور کو ماں کے ساتھ کسی بات پر بحث کرتے دیکھ سودہ نے آئرہ سے سرگوشی کی۔ "یااللہ میں کیا کروں اس لڑکی کے نت نئے مشاغل کا۔" سلیمان کی نقل اتارتے ہوئے وہ دونوں ہنسنے لگیں۔ مگر وہ امی کی بات کو کانوں پر نہ دھرتے ہوئے اپنے کام میں لگی رہی۔

☆☆☆☆☆

www.novelsclubb.com

تاریخ: 23 اکتوبر 2014

دن: جمعرات

وقت: تین بج کر پچاس منٹ

"تم ہمارے ساتھ جا کر کیا کرو گے؟ ہم بس ایک روٹین راؤنڈ کے لیے ہی تو جا رہے ہیں۔" شہریار کامن روم میں داخل ہوتے ہوئے بولا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

"یار پھر پتا نہیں یہاں آنے کا کب موقع ملے گا۔میری سیر ہی ہو جائے گی۔ویسے بھی فلائیٹ رات میں ہے۔میں اتنی دیر کیا کروں گا؟"وہ ساتھ جانے کے لیے بضد تھا۔

"بھابھی کے ساتھ آجانا۔"شہریار کے مشورے پر وہ مسکرایا۔

"تمہاری بھابھی کو Amsterdam پسند ہے۔موصوفہ کو وہاں اپریل کے مہینے میں سائیکل چلانی ہے۔"کمرے میں شہریار کا قہقہہ گونجا۔

" تم دونوں کی بھی خوب نبھے گی۔ایک دوسرے کو اپنے عجیب و غریب خواب سناتے رہنا ۔"وہ ابھی بھی ہنس رہا تھا۔

"اس میں عجیب کیا ہے؟"سلیمان نے برا منایا۔

"کچھ نہیں میرے بھائی اب چلئے۔واپسی پر دیر ہو گئی تو آپ کی شادی ملتوی کرنی پڑ جائے گی۔" سلیمان مسکرا دیا۔گویا وہ شہریار کو منا چکا تھا۔

www.novelsclubb.com

☆☆☆☆☆

"بس بھی کرو پچھلے ڈھیڑ گھنٹے میں تم نے کوئی پانچویں دفعہ یہ کاغذ نکالا ہے۔ایسا بھی کیا لکھا ہے اس میں جو بار بار پڑھ رہے ہو۔"اس کی بچوں جیسی بے چینی دیکھ کر شہریار سچ میں جھنجھلا گیا تھا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

آرمی کارٹرک میں بیٹھے وہ اس سفید کاغذ کے ٹکڑے کو اپنے بٹوئے سے نکالتا۔ پھر اس پر تحریر ہوئی سطروں کو پڑھتا اس کے بعد مسکرا دیتا اور اس کاغذ کو واپس اپنے بٹوئے میں رکھ دیتا۔

تھوڑی دیر بعد پھر سے وہی عمل دوہراتا۔ وہ بار بار کاغذ پر درج سطریں پڑھتا۔

اب کی بار کاغذ بٹوئے میں رکھ کر وہ سیٹ کے ساتھ ٹیک لگا کر آنکھیں موند گیا تھا۔

"کہا بھی تھا کے رک جاؤ مت آؤ۔ اب اگر ہیڈ کوارٹر میں ہوتے تو بھابھی سے فون پر بات کر رہے ہوتے یوں ان کی طرف سے ملے ہوئے خط کو بار بار دیوانوں کی طرح پڑھ نہ رہے ہوتے۔" اس کی طرف سے کوئی جواب نہ پا کر شہریار نے اسے مزید ڈپٹ سنائی۔ آرمی کارٹرک تیزی سے اپنی منزل کی طرف گامزن تھا۔

بند آنکھوں کے باوجود اس کے ہونٹوں پر تبسم ٹھہرا تھا۔ جیسے وہ سطریں دل میں دوہرا رہا ہو۔ یا شاید کچھ سوچ رہا ہو۔ کوئی نیا خواب بن رہا ہو۔ حسین خواب۔ شہزادہ اور شہزادی کا خواب۔ گل نور اور سلیمان کا خواب۔ شہریار نے مسکراتے ہوئے سر جھٹکا۔ دیوانوں کا کچھ ہو سکتا ہے؟ نہیں کچھ نہیں۔

جناب گل نور کے لیے کتنے دیوانے ہیں۔ اس سے بہتر اور کون جانتا تھا۔

☆☆☆☆☆

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

ویران مگر کشادہ کھلے میدان کے وسط میں چار چھوٹے چھوٹے گھر ایک قطار میں بنے ہوئے تھے۔ میدان کے دو طرف اونچے مضبوط پہاڑ تھے۔ آسمان پر پھیلی ہوئی زردی اس بات کا پیغام دے رہی تھی کہ سورج غروب ہونے کے دہانہ پر ہے۔ ان لوگوں کے مخبر بہت عرصے سے اس جگہ پر نظر رکھے ہوئے تھے۔ اطلاعات کے مطابق پچھلے پانچ دنوں سے یہاں کوئی نہیں آیا تھا۔ اس لیے آج وہ لوگ اس جگہ کا جائزہ لینے آئے تھے یہ کوئی خطرناک مشن ہر گز نہیں تھا۔ یا کم سے کم انہوں نے ایسا سوچا تھا۔

آٹھ لوگوں پر مشتمل ٹیم نے باری باری چاروں گھروں کا جائزہ لینا شروع کیا۔ کچھ آفسر باہر کھڑے ہو کر نگرانی کرتے اور باقی گھر کے اندر کا جائزہ لیتے۔

دو گھنٹے کی مسلسل تلاشی کے بعد وہ لوگ آخری گھر سے نکلنے ہی والے تھے کہ مرکزی دروازے پر انہیں ایک بچہ نظر آیا۔ بظاہر سولہ سترہ سال کا نظر آنے والا بچہ گھبرایا ہوا تھا۔ اس کا ماتھا پسینے سے تر تھا اور ہاتھ کانپ رہے تھے۔ ایک سیکنڈ میں سب ہائی الرٹ ہوئے۔ عادل چونکہ نشانے باز تھا بھاگ کر ایسی جگہ پر گیا جہاں پر وہ کسی بھی زاویے سے اس لڑکے کو اپنے نشانے پر رکھ سکے۔

"کون ہو تم؟" شہریار نے بلند آواز میں پوچھا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

لڑکا گھبرا کر باہر کی طرف بھاگا۔

"ڈونٹ شوٹ!" سلیمان کی آواز سارے میں گونجی تھی۔

لڑکے کو دیکھتے ہی باہر کھڑے آفیسرز میں سے ایک نے ہوا میں گولی چلائی جس کے نتیجے میں لڑکا گھبرا کر زمین پر گر گیا۔

"رکو!" سلیمان باہر آتے ہی لڑکے سے مخاطب ہوا۔

بچہ اب بھی عادل کے نشانے پر تھا۔ وہ کھڑا ہو چکا تھا۔ اس نے جیکٹ پہن رکھی تھی۔ لڑکے کے ہاتھ میں ریموٹ دیکھ کر سلیمان اور شہریار اس کی طرف لپکے اس سے پہلے کہ وہ اس کے پاس پہنچتے لڑکے نے ہاتھ میں موجود ریموٹ کا بٹن دبا دیا۔

کسی بھی قسم کا دھماکا نہ ہونے پر وہ دونوں چونک گئے مگر اگلے ہی لمحے میں لڑکا جیکٹ اتار چکا تھا۔ اس کے جسم پر لگے ٹائم بم پر پندرہ سے الٹی گنتی شروع ہو چکی تھی۔ تو یہ ایک جال تھا۔ کافروں کا نہیں منافقوں کا جال۔ چند ثانیے لگے تھے انہیں سارا کھیل سمجھنے میں۔ دہشت گرد جانتے تھے پاک فوج کبھی بھی ایک بچے کو مرنے کے لیے اکیلا چھوڑ کر نہیں جائے گی۔ کیا کوئی بھی باضمیر انسان بچے کو مرنے کے لیے چھوڑ سکتا ہے؟

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

"تم سب کو مار کر میں جنت میں اپنے بھائی کے پاس جاؤں گا۔" لڑکا لڑکھڑاتی ہوئی آواز میں چیخا۔ قتل۔ جنت۔ بھائی۔ یہ ہی تو سکھایا جاتا ہے۔ اسی زہر سے ہی تو وہ معصوم دلوں کا قتل کرتے ہیں۔ کیا اس کا تریاق ہے؟ نفرت کا تریاق ہوتا ہے؟ نفرت بھی وہ جو بھائی بھائی سے کرے۔ سلیمان اس کی طرف بڑھا۔ فکر سے۔ محبت سے۔ ہمدردی سے۔ وہ سلیمان جمشید تھا محبت کرنے کے لیے وہ ذات پات تھوڑی دیکھتا تھا وہ تو دل دیکھتا تھا۔ دل جو ہمدردی سے جوڑے جائیں۔

"میرے پاس مت آنا میں خود کہ گولی مار لوں گا۔" اپنے سیاہ ٹوٹے ہوئے بوٹوں سے اس نے کسی ماہر جنگجو کی طرح پسٹول نکالی۔

"دیکھو! ہم تمہیں ہر گز کوئی نقصان نہیں پہنچائیں گے۔" سلیمان رک گیا۔ اس نے اپنے ہاتھ ہوا میں اٹھا دیے۔ بچے کو یقین دلانے کے لیے کہ وہ لوگ اس کے لیے بے ضرر ہیں۔

شہریار ہیڈ کوارٹر میں کسی سے بات کر رہا تھا۔ سب محتاط کھڑے تھے البتہ لڑکا گھبرایا ہوا تھا۔ وقت کو جیسے پر لگ گے تھے۔ گھڑی کے اعداد دھڑا دھڑ گر رہے تھے۔ امدادی دستے روانہ ہو چکے تھے۔

"کیا ملے گا تمہیں اتنے لوگوں کی جانیں لے کر؟" سلیمان اسے باتوں میں الجھانے لگا۔ ساحر اپنا کام شروع کر چکا تھا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

"تم لوگ کافروں سے ملے ہوئے ہو۔ میں تمہیں مار کر اپنے اور اپنے امی ابا کے لیے جنت کماؤ گا۔" سلیمان نے اس کی طرف بے بسی سے دیکھا۔ کیا وہ نہیں جانتا جن کی وہ زبان بول رہا ہے وہ منافق ہیں کافروں سے بھی بدتر۔

"کیا کوئی اور طریقہ نہیں ہے جنت میں جانے کا؟" اس نے لڑکے کی طرف قدم بڑھایا۔

"وہیں رک جاؤ! ورنہ میں تمہیں مار دوں گا۔" پسٹول کا رخ وہ اب سلیمان کی طرف کر چکا تھا۔

"سلیمان پاگل مت بنو۔" شہریار چیخا تھا۔ لڑکے کے ہاتھ کپکپا رہے تھے۔ گھبراہٹ کی وجہ سے پیشانی پسینے سے تر تھی۔

"ایسے جنت نہیں ملتی۔" سلیمان نے اسے جتایا۔ وہ آگے نہیں بڑھ رہا تھا۔ وہ لڑکے تک تھوڑی جانا چاہتا تھا۔ اس کی منزل تو اس کا دل تھی۔ اور دلوں میں جگہ بنانے کے لیے پاس جانا ضروری نہیں ہوتا۔ اتنا تو سلیمان جمشید جانتا ہی تھا۔

"میرا استاد کہتا ہے شہید حساب دیے بغیر جنت میں داخل ہو جائیں گے۔" اس کے لہجے میں یقین تھا۔ جنت پا لینے کا یقین۔ یہ یقین تو ہر شخص چاہتا ہے۔ اور وہ منافق یہ یقین دیتے ہیں۔

(گیارہ منٹ پچیس سیکنڈ۔)

"نام کیا ہے تمہارا؟" وہ اس کا دھیان بھٹکانے میں مسلسل ناکام ہو رہا تھا۔

"حمزہ۔" رک رک کر لفظ ادا کرتے ہوئے پسٹول پر اس کی گرفت ڈھیلی ہوئی۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

"شہید کیوں ہونا چاہتے ہو؟" گھڑی کے اعداد کو دیکھتے ہوئے سلیمان نے ایک اور سوال داغا۔

"اللہ تعالیٰ سے ملوں گا۔"

(آٹھ منٹ پچپن سیکنڈ۔)

"اللہ تعالیٰ سے ملنے کے لیے مرنا ضروری نہیں۔" اس نے تعلی سے لڑکے پر انوکھا انکشاف کیا۔

"تم جھوٹ بول رہے ہو۔ مجھے گمراہ کر رہے ہو۔" لڑکھا چیخا۔ پسٹول پر گرفت مزید کمزور ہوئی۔ کیا ساحر کا سحر کام کر رہا تھا؟

"سلیمان خبردار جو تم آگے بڑھے۔" اس کے ارادے بھانپ کر شہریار نے بلند آواز میں ہانپتے ہوئے کہا۔

"میری آنکھوں میں دیکھو حمزہ۔" حمزہ نے اس کی بات مان لی۔ سلیمان کی امید بندھی۔

"تمہارا استاد کیوں نہیں آیا؟ کیا اسے جنت نہیں پسند؟" حمزہ سوچ میں پڑ گیا۔ وہ سلیمان جمشید تھا اس کی باتیں دلوں پر اثر کیا کرتی تھیں۔ وہ دلوں میں جگہ بنا لیا کرتا تھا۔ بہت وثوق سے۔ حق سے۔ کیا دلوں پر قبضہ کر لینے کا اسے حق تھا؟ کہ دندناتا ہوا کہیں بھی چلا جائے گا۔ کسی کو بھی فتح کر لے گا۔

وقت ریت کی طرح ہاتھ سے پھسل رہا تھا۔ اندھیرا غالب آنے کی مسلسل کوشش کر رہا تھا۔ لیکن ساحر کامیاب نہیں ہو پا رہا تھا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

(پانچ منٹ دس سیکنڈ۔)

"کیا تم اپنے بہن بھائیوں کے ساتھ جینا نہیں چاہتے؟" وہ اسے جینے کی وجہ بتانے لگا۔

"زندگی بہت خوبصورت ہے حمزہ۔ یہ ہمارے پاس اللہ تعالیٰ کی امانت ہے۔" سلیمان مسکرایا لیکن اس کی مسکراہٹ بے جان تھی۔ لڑکے کے کانوں میں کسی کی آواز گونجی۔ "(حمزے زندگی بہت خوبصورت ہے۔)"

"تم جیو گے حمزہ! میں تم سے وعدہ کرتا ہوں تم ایک آزاد زندگی جیو گے۔" ایک قطرہ سلیمان کی دائیں گال پر گرا تھا۔ کیا وہ رو رہا تھا؟ باخدا وہ رو رہا تھا۔ کبھی نہ رونے والا سلیمان جمشید آج ایک بچے کی بے بسی پر رو رہا تھا۔ کیا واقعی بچے کی بے بسی پر رو رہا تھا۔

"تمہاری امی تمہارا انتظار کر رہی ہوں گی۔ مجھے اپنی مدد کرنے دو۔" اس نے اسے پچکارا۔

"تمہاری امی کو تمہاری ضرورت ہے۔ وہ تمہاری ذمہ داری ہیں۔" وہ اس پر آخری چوٹیں داغ رہا تھا۔

"کیا تمہارے بہن بھائی ہیں؟" لڑکے نے ہاں میں سر ہلایا۔ سلیمان کی آنکھیں چمکیں۔ اب اگر وہ مسکراتا تو وہ مسکراہٹ پر امید ہوتی۔ لیکن وہ نہیں مسکرایا۔

"سوچو حمزہ تمہارا ایک گھر ہو گا، تم اپنے ماں باپ کی دعاؤں کے سائے میں صبح گھر سے کام کے لیے نکلو گے۔ شام میں جب واپس آؤ گے تو تمہاری امی اپنے ہاتھوں سے تمہیں گرم گرم

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

کھانا کھلائیں گی۔"اس کے ہاتھ ہوا میں معلق تھے۔پریشانی کی وجہ سے سانس پھولا ہوا تھا۔ پیشانی پر پسینے کی بوندیں چمک رہی تھیں۔

"وہ تمہاری شادی کروائیں گی۔سوچو اس دن تمہارے بہن بھائی کتنا خوش ہوں گے۔"

شادی!اس کی بھی تو شادی تھی۔اس کی دلہن بھی تو اس کا انتظار کر رہی تھی۔اس دل کے علاوہ ایک اور دل بھی تو ہے جس پر وہ اپنا قبضہ کر چکا ہے۔

"تمہارا استاد جھوٹا ہے۔وہ خود کیوں نہیں آتا۔۔۔۔"اس کی طرف سے کوئی جواب نہ پا کر وہ چلایا۔کیا نہیں تھا اس آواز میں بے بسی،درد،ہمدردی اور نفرت۔ہاں نفرت باطل کے لیے۔ منافق کے لیے۔ظالموں کے لیے۔

حمزہ نے پسٹول پھینک دیا۔ساحر کامیاب ہوا۔

(ایک منٹ انسٹھ سیکنڈ۔۔۔)

وہ جینا چاہتا تھا۔سلیمان جمشید کی بتائی ہوئی خوبصورت زندگی کو حمزہ جینا چاہتا تھا۔

شہریار اور سلیمان اس کی طرف لپکے لڑکا ڈر کی وجہ سے زور زور سے رونے لگا۔

"کچھ نہیں ہو گا تمہیں۔"وہ دونوں اس کا سویٹر اتارنے کی کوشش کرنے لگے جس پر ٹائم بم نافذ کیا ہوا تھا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

زندگی کے لمحے قطرہ قطرہ گرنے لگے۔گھڑی کے ہندسوں کو جیسے بھاگنے کا موقع مل گیا تھا۔ وقت کبھی رکا ہے؟نہیں وقت کبھی کسی کے لیے نہیں رکا۔کیا وہ سلیمان جمشید کے لیے بھی نہیں رکے گا۔کائنات کی ہر شے خاموش ہو گئی۔

(ایک منٹ دس سیکنڈ۔)

لڑکا کپکپا رہا تھا۔وہ مرنا نہیں چاہتا تھا۔اس کی آنکھوں میں التجا تھی۔رہائی کی۔آزادی کی۔زندگی کی۔ڈر تو سلیمان کے دل میں بھی تھا۔کیا خود کے لیے؟ہر گز نہیں۔اگر وہ اس بچے کو بھی بچا نہ پایا تو؟ایک اور معصوم موت۔ایک اور ناجائز قتل۔ایک بار پھر منافقوں کی جیت۔

انسانیت اس بار نہیں ہارے گی۔اس نے عہد کیا۔عزم۔ہمت۔ایمان۔

ہاں!اس دفعہ ظلم کی ہار ہو گی۔وہ اس بات پر ایمان لے آیا تھا۔

بچہ اس جان لیوا سویٹر سے آزاد ہوا تو سب نے سکھ کا دم بھرا۔کیپٹن شہریار نے اسے کیپٹن حسن کے حوالے کیا۔

(تیس سیکنڈ۔۔۔)

"سلیمان۔۔۔۔۔۔۔"سویٹر کے ساتھ اسے بھاگتا دیکھ شہریار چیخا۔وہ بھاگتا جا رہا تھا۔بھاگتا جا رہا تھا۔کیا اسے پکار سنائی نہیں دی تھی؟کیا وہ رک نہیں سکتا تھا؟

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

وہاں کھڑے سب افراد کی سانسیں تھم گئیں۔قدم ساکت ہوئے۔دل دعاؤں سے بھر گئے اور آنکھیں نم ہو گئیں۔

اس سے پہلے کہ شہریار اس کے پیچھے بھاگتا ہوا میں اڑتے ہوئے سویٹر سے زوردار دھماکے کے ساتھ فضا میں آگ کا ایک بہت بڑا شعلہ ابھرا۔خوفناک دل دہلا دینے والا شعلہ۔یہ شعلہ بہت سی زندگیاں نگل لینا چاہتا تھا۔خون کا پیاسا ظالم شعلہ۔آگ مہربان کب ہوئی تھی؟

شہریار نے اسے دور زمین پر گرتے ہوئے دیکھا۔وہ بھی وہیں گر گیا۔ہوائیں منجمد ہو گئیں۔کچھ دیر کے لیے سناٹا چھا گیا۔اندھیرا غالب آ گیا۔دیکھنے والے کو لگے گا یہ طوفان سے پہلے کی خاموشی ہے۔مضبوط پہاڑ ایک اور حادثے کے چشم دید گواہ بن گئے تھے درد سے انہوں نے اپنا رخ موڑنا چاہا مگر قسمت نے ان کا ساتھ نہ دیا۔تو کیا وہ اپنی آنکھیں بھی بند نہیں کر سکتے تھے؟ نہیں! کیوں؟ کچھ دکھ اور تکالیف تقدیر کا حصہ ہوتیں ہیں کوئی دعا کوئی حفاظتی اقدام آپ کو ان آفتوں سے بچا نہیں سکتی۔وہ دکھ آپ کو سہنے ہی ہوتے ہیں۔اب وہ آپ پر منحصر ہے آپ صبر کے ساتھ برداشت کریں گے یا ماتم کر کے۔

☆☆☆☆☆

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

کچھ ہی دیر میں امدادی دستے پہنچ چکے تھے۔ جسم کے ہر حصے میں تکلیف محسوس کرتے ہوئے شہریار نے اپنی آنکھیں کھولیں۔

سلیمان کا خیال آتے ہی وہ اس کی طرف لپکا۔ لڑکھڑاتا ہوا، گرتا، سنبھلتا وہ اس تک پہنچا۔

"آنکھیں کھولو سلیمان۔" اس کا سر اپنی گود میں رکھ کر وہ اپنے خون آلودہ ہاتھوں سے اس کی نبض چیک کرنے لگا۔ سلیمان کا جسم لہولہان تھا۔ بدن کا ایسا کوئی حصہ نہ تھا جہاں سے خون نہ رس رہا ہو۔ شعلہ ناکامیاب ہوتے ہوئے بھی اپنا وار کر گیا تھا۔ اس نے سلیمان جمشید کو اپنی لپیٹ میں لے لیا تھا۔ آگ کبھی مہربان نہیں ہوتی۔

ظالم آگ۔ سفاک آگ۔ جہنمی آگ۔

شہریار کی آواز سماعتوں سے ٹکرائی تو سلیمان نے بے اختیار گہرا سانس لیا۔ وہ زندہ تھا اوہ خدایا وہ زندہ تھا۔ شہریار کا اٹکا ہوا سانس بحال ہوا۔ دل کو کچھ تسلی ہوئی۔ چہرے پر پریشان شکنوں میں کچھ کمی آئی۔ سلیمان نے بمشکل اپنی آنکھیں کھولیں۔ اندھیرے کے سوا وہ کسی چیز کو دیکھ نہیں پا یا تھا۔ مادی چیزیں وہ دیکھ کر کرے گا بھی کیا۔ تکلیف اتنی تھی کہ وہ اپنے لبوں کو بھی ہلا نہیں پا رہا تھا۔ وہ کچھ کہنا چاہتا تھا۔ اپنی خیریت بتانا چاہتا تھا یا شاید حمزہ کی خیریت معلوم کرنا چاہتا تھا۔ لیکن درد کی شدت سے وہ واپس آنکھیں موند گیا۔ کیا وہ سو گیا تھا؟ اسے اس وقت سونا نہیں چاہیے۔

شہریار کے دل کو کچھ ہوا۔ وہ لوگ اسے ایمبولنس میں لیٹا رہے تھے۔ شہریار پر جیسے سکتا طاری ہو

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

گیا تھا۔ پہاڑ جیسا انسان ڈھیر ہوا تھا۔ زخم سہنے والا زیادہ تکلیف میں تھا یا اپنے پیارے کو زخمی دیکھنے والا؟

☆☆☆☆☆

"تمہاری یہ پائل پہنی والی ادا بہت جان لیوا ہے۔" کیا کبھی غور کیا ہے؟ جب تم شور مچاتی ہوئی پائل کے ساتھ سارے گھر میں دندناتی ہوئی پھرتی ہو تو میرا دل کس رمز پہ دھڑکتا ہے؟" میں بھی کس سے پوچھ رہا ہوں۔" وہ مسکرایا تو ہونٹوں کو زخمی مسکراہٹ نے چھوا۔" محبوب نے بھی بھلا کبھی مڑ کے عاشق کا حال پوچھا ہے؟ جانتی ہو تمہاری اس شور مچاتی ہوئی پائل نے مجھے ان گنت راتوں میں جگایا ہے۔؟" وہ سر جھٹک کر رہ گیا۔" کبھی کبھی میں خود سے پوچھتا ہوں کہ میرا دل تمہارے دیدار کی زیادہ ضد کرتا ہے یا تمہاری پائل کی سریلی دھن سننے کی۔ لیکن کبھی جواب ڈھونڈ ہی نہیں پایا۔" کیا بے بسی تھی۔ وہ مسکرا کر رہ گیا۔" کیا تم نے کبھی سنی ہے اپنی پائل کی آواز؟" وہ رکا۔ کچھ دیر کے بعد کہنے لگا۔" وہ مجھ سے باتیں کرتی ہے۔ بہت سی باتیں۔" چہرے پر سنجیدگی در آئی مگر آنکھیں مخصوص طریق سے مسکرا رہی تھیں۔ جیسے خوشی

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

سے چمک رہی ہوں۔" وہ باتیں ان باتوں سے مختلف ہوتی ہیں جو تم مجھ سے کرتی ہوں۔اس کی باتیں مجھے پاگل کر دیتی ہیں۔" اس نے اپنا سر میز پر جھکا دیا۔

☆☆☆☆☆

اسپتال کے کوریڈور میں چھائے سکوت کو بھاری بوٹوں کی دھمک نے توڑا۔اسٹریچر کے ساتھ چلتے ہوئے شہریار کو وہ کوریڈور آج سے پہلے کبھی اتنا لمبا نہیں لگا۔اسپتال کی سفید سرد دیواریں وحشت زدہ لگ رہی تھیں۔دیواریں وحشت زدہ نہیں تھیں دل تھے۔دل ڈرے ہوئے تھے۔ قدموں کی آوازیں اس کے کانوں میں بھی گونجنے لگیں۔وہ سویا نہیں تھا وہ جاگ رہا تھا۔اس کا وجود اس وقت کسی بھی احساس سے عاری تھا۔جسم کے کسی بھی حصے میں کسی قسم کا کوئی درد محسوس نہیں ہو رہا تھا۔اسٹریچر کے ساتھ ملحق انفیزیون میں موجود محلول آہستہ آہستہ اس کی رگوں میں اتر رہا تھا۔شاید اسی لیے اسے درد نہیں ہو رہا تھا۔کیا واقعی درد نہیں تھا۔دل میں بھی نہیں؟ اسٹریچر پر لیٹے ہوئے شخص نے آنکھیں کھولیں چھت پر لگی ہوئی روشنیاں بڑی تیزی سے پیچھے کی طرف بھاگنے لگیں۔اس کے ذہن میں کچھ دیر پہلے ہونے والا واقع کسی فلم کی طرح چلنے لگا۔پھر منظر بدل گیا۔لوگ بدلے۔وقت بدلا۔اسٹریچر پر لیٹے ہوئے شخص کے دل کی

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

حالت بھی بدل گئی۔دل کا درد نئے منظر میں معدوم ہو گیا۔سماعتوں میں بھاری قدموں کی جگہ پائل کی سریلی آواز نے لے لی۔ظالم پائل۔دل کا سکون پائل۔گل نور کی پائل۔ دل کی دھڑکنیں تیز ہوئیں۔ہاں محبوب کے دیدار پر ایسا ہی تو ہوتا ہے۔دماغ کام چھوڑ دیتا ہے اور دل، وہ معمول سے ذرا ہٹ کر کچھ تیز کام کرنے لگتا ہے۔مگر آج ملاقات تھوڑی ہے وہ تو دو دن بعد ہے۔پھر یہ آج کیوں دھڑک رہا ہے۔کیا اسے صبر نہیں؟"صبر "اس نے سوچا۔خواب۔ محبت۔زندگی۔کسی خیال سے دل زور سے دھڑکا تھا۔ڈاکٹر کے چلانے پر اسٹریچر کی رفتار بھی تیز ہو گئی۔آنکھوں کا منظر دھندلایا۔شاید نمی سے۔پھر خون سے تر چہرے پر دو سیاہ ستارے چمکنے لگے۔وہی چمک۔سلیمان جمشید کی مسکراتی آنکھوں کی چمک۔اس کی نظریں دو شناسا نظروں سے ملیں۔وہ آنکھیں شاید بھوری تھیں اور مسکرا بھی رہی تھیں۔سلیمان کے ہونٹوں کو گہری مسکراہٹ نے چھوا۔وہ بھی مسکرانے لگا۔سیاہ آنکھیں بھی مسکرانے لگیں۔

تم جو اس کی مسکراہٹ کو دیکھ لیتے تو رو دیتے جیسے شہریار رو دیا تھا۔

اس کے چہرے کا اطمینان دیکھ لیتے تو تڑپ اٹھتے جیسے شہریار تڑپ اٹھا تھا۔

آپریشن تھیٹر کی لال بتی جل چکی تھی۔

☆☆☆☆☆

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

معمولی سی چوٹ کا لگ جانا یا شدید زخمی ہو جانا ان کے شعبے میں عام بات تھی۔ وہ لوگ اکثر اپنے ساتھیوں کو اپنے کندھوں پر اٹھا کر یا اسٹریچر پر ڈال کر اسپتال لاتے ہیں اور پھر وہی ساتھی کچھ دنوں بعد اپنے پیروں پر چل کے واپس ڈیوٹی پر حاضری دیتے ہیں۔ مگر سلیمان کی زخمی مسکراہٹ نے شہریار کے اعصاب پر قبضہ کر لیا تھا۔ شہریار کو اس کی مسکراہٹ بالکل پسند نہیں آئی تھی۔ وہ مسکراہٹ اسے اتنی نچ کیوں رہی تھی؟

ایک سپاہی نے اسے سلیمان کا بٹوا تھما دیا۔ خون سے لت پت بٹوئے سے ایک کاغذ باہر جھانک رہا تھا شاید اپنے مالک کی خبر گیری چاہ رہا تھا۔

"تم جب سے آئے ہو اس کاغذ کو گھوری جا رہے ہو۔" بیڈ پر اوندھے لیٹے ہوئے سلیمان نے چونک کر اسے دیکھا۔

"کاغذ نہیں پانچ سالوں کی تڑپ کا انعام ہے۔" سلیمان کے جواب پر شہریار نے مسکراتے ہوئے سمجھ گیا والے انداز میں سر ہلایا۔

مگر اسپتال کے بینچ پر بیٹھا ہوا وہ نوجوان مسکرا نہیں رہا تھا۔ وہ رو رہا تھا۔ خوف سے، اپنے دوست کو کھو دینے کے خوف سے۔

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

"دہشت گرد تنظیمیں اور ان کی مالی مدد کرنے والی بڑی طاقتیں کبھی ان لوگوں کی تکلیفوں کو سمجھ نہیں پائیں گئیں جن کے پیارے ان کی سازشوں کی بھینٹ چڑھتے ہیں۔ وہ لوگ کتنے گھر ویران کر چکے ہیں کتنی گودیں اجاڑ چکیں ہیں انہیں اس سے کوئی سروکار نہیں ہے۔انہیں بس پیسے سے غرض ہے دنیاوی طاقتوں اور عروج کا لالچ ہے۔انسانی زندگی ان کے نزدیک کوئی وقعت نہیں رکھتی۔دین کے نام پر معصوم بچوں کو ورغلا کے وہ نام نہاد مسلمان اسلام کو کس قدر نقصان پہنچا چکے ہیں ایک عام انسان اس بات کا اندازہ بھی نہیں لگا سکتا۔اکثر بظاہر مسلمان دہشت گرد تنظیموں کی خیر خواہ غیر مسلم طاقتیں ہی ہوتی ہیں لیکن کیا مسلمان اندھے ہو چکے ہیں؟ کیا وہ بصیرت نہیں رکھتے؟ کیا ظلم کے خلاف آواز اٹھانے کے لیے ان کے پاس قوت گویائی موجود نہیں؟ کب تک مائیں اپنے بیٹوں کو روتی رہیں گی اور اپنی بیٹیوں کو چھپاتی رہے گئیں؟ یہ وہ سوال ہیں جن کے جواب ہر عام مسلمان کے پاس ہونے چاہئیں۔مگر افسوس کہ ایسا نہیں ہے۔" نفی میں سر کو جنبش دیتے ہوئے شہریار نے اپنی آنکھیں کھول لیں۔

سفید کاغذ پر جگہ جگہ خون کے نشان لگ چکے تھے۔سلیمان جمشید کے خون کے۔شہریار نے وہ خط کھولا اور اس پر تحریر شدہ سطریں نم آنکھوں سے پڑھنے لگا۔

بہت سے لوگ پکڑ کر ہاتھ

مگر پھر چھوڑ جاتے ہیں

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

سنو جانم میرے ہمدم
مگر تم ایسا مت کرنا

مصروف صبح کا آغاز ہو چکا تھا۔ شادی والے گھر میں مہمانوں کے ساتھ پرندوں نے بھی رونق لگا رکھی تھی۔ پرندے یعنی بن بلائے مہمان۔ مہمانوں کو ناشتا پیش کیا جا رہا تھا جبکہ پرندے اپنا بندوبست خود ہی کر رہے تھے۔ پکوانوں کی خوشبوئیں سارے میں پھیلی ہوئیں تھیں۔ لڑکیاں مہندی کی رسموں کی تیاریوں میں مصروف تھیں۔ اور لڑکے گھر کے اندر اور باہر کے چکروں میں ہلکان ہو رہے تھے۔ بڑی حویلی پر خوشیاں مہربان تھیں۔

"امی دیکھیں میری مہندی کا رنگ کتنا گہرا آیا ہے۔" وہ پورے صحن میں دندناتی ہوئی پھر رہی تھی۔ "اور میرے ہاتھ بھی کتنے خوبصورت لگ رہے ہیں۔" خدیجہ نے باقاعدہ اپنا سر پیٹا۔ اس نے بالوں کو چٹیا میں گوندھ رکھا تھا۔ ہلدی رنگ کی پیروں کو ڈھانپتی ہوئی فراک کے ساتھ اسی رنگ کے گوٹا لگے دوپٹے کو شانوں پر پھلائے وہ اپنے حنائی ہاتھ جھلا جھلا کے امی کو دیکھا رہی تھی۔

"ہوش کے ناخن لو لڑکی گھر مہمانوں سے بھرا پڑا ہے۔" اس نے ناک سکوڑا۔ "اور تم دلہن ہو۔ ایسی ہوتی ہیں دلہنیں جو ۔۔۔۔۔"

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

"میری بیٹی کو آج کوئی کچھ نہیں کہے گا۔" پیچھے سے آتی اسفندیار کی آواز نے اسے مزید شہ دی۔

"دیکھ لیں بابا آپ کی بیوی کو مجھے ڈانٹنے کے سوا اور کوئی کام ہی نہیں سوجھتا۔" اسفندیار کی گردن میں باہیں ڈالتے ہوئے وہ نروٹھے پن سے بولی۔

"کسی کی مجال جو میری بیٹی کو ڈانٹے۔" اسفندیار کے مصنوعی غصہ کرنے پر وہ کھل کھلا کر ہنسنے لگی۔ازلی ہنسی۔ سلیمان جمشید کا پسندیدہ نظارہ۔

اسی وقت دراب گھر میں داخل ہوا۔اس کی آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں۔ایسے لگ رہا تھا جیسے کسی نے اس کے کندھوں پر منوں وزن رکھ دیا ہے اور وہ اس بوجھ سے جھکتا چلا جا رہا ہے۔ گل نور فکر مندی سے بھائی کی طرف بڑھی۔سب رونے لگے۔کوئی خود کو پیٹ رہا تھا کوئی نوحہ کرنے لگا۔اس نے دیکھا سودہ خدیجہ کو سہارا دے رہی ہے۔اور وہ؟ وہ کھڑی رہی خالی ہاتھ۔کیا اس کے ہاتھ واقعی خالی ہو گئے تھے؟

www.novelsclubb.com

گل نور کی مسکراہٹ غائب ہوئی۔سانس تھم گئی۔کان قوت سماعت سے محروم ہو گئے۔ جسم بے جان ہوا جیسے کبھی اس وجود میں روح موجود ہی نہیں تھی۔بصارت ہونے کے باوجود سارے منظر آنکھوں سے اوجھل ہو گئے۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

پھر اچانک سے اس کے کانوں میں آوازیں آنے لگیں۔آنکھوں کے پردوں پر کچھ ابھرا۔لمحوں کا کھیل تھا اور وہ کسی اور دنیا میں چلی گئی تھی۔ماضی کی دنیا میں جو خواب کی سی لگتی تھی خوبصورت اور مکمل۔

سفر میں ساتھ چلتے ہیں
مگر آدھے ہی رستے میں
وہ ساتھی چھوڑ جاتے ہیں
سنو جانم میرے ہمدم
مگر تم ایسا مت کرنا

www.novelsclubb.com

تین دن پہلے۔۔۔

تاریخ:21اکتوبر2014

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

دن: منگل

وقت: نایاب

غروب ہوتے سورج نے آسمان پر خوبصورت مگر اداس رنگ بکھیر رکھے تھے۔آسمان پر اُڑتے ہوئے پرندے اپنے گھروں کی طرف گامزن تھے۔بڑی حویلی مہمانوں سے بھری ہوئی تھی ۔ہر طرف گہما گہمی چھائی ہوئی تھی۔وہ دونوں آج بھی اسی ٹیرس پر کھڑے تھے۔لیکن آج ان میں جھجک نہیں تھی۔دونوں میں سے کوئی بھی ایک دوسرے سے اپنے جذبات نہیں چھپا رہا تھا۔آج تو اظہار کا دن تھا۔اقرار کا دن تھا۔

"میں نہیں جانتا تم کسی نیکی کا انعام ہو، کسی صبر کا پھل ہو، کسی دعا کی قبولیت یا رحمان خدا کی عنایت ہو۔بس اتنا جانتا ہوں کہ تم مجھے عطا کر دی گئی ہو۔"گل نور کی آنکھیں مسکرائیں اور وہ نظریں چرا گئی۔

وہ شرمائی تھی باخدا وہ شرما رہی تھی اور ایسا پہلی بار ہوا تھا کہ وہ سلیمان جمشید کی کسی بات پر شرما رہی ہو۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

سلیمان کا دل شدت سے چاہا کہ یہ پل رک جائیں، وقت تھم جائے اور وہ اس کے بدلتے ہوئے رنگوں میں یونہی کھویا رہے۔ کھویا رہے۔ کھویا رہے۔ ہمیشہ۔ تمام عمر۔ ساری زندگی۔ مکمل حیات۔

"یہ کیا ہے؟" سلیمان نے اسے ایک چھوٹی سی چابی تھمائی تھی۔

"امانت!" اس کی بات پر گل نور نے اسے قدرے حیرانگی سے دیکھا۔

"اور مجھے کب تک اس کا امین رہنا ہے؟" وہ چہک کر بولی۔ سلیمان مسکرایا۔ وہ خوش تھی۔ وہ بھی تو خوش تھا۔ کیا لفظ خوشی اس کے جذبات بیان کرنے کے لیے کافی تھا؟ نہیں۔ خوش سے زیادہ وہ مشکور تھا۔ اپنے خدا کا۔ اپنے خالق کا۔ وہ جس نے اسے گل نور عطا کی تھی۔

"ہمارے دوبارہ ملنے تک۔" سلیمان کے کہنے پر گل نور نے سر کو خم دیا۔

ایک سفید رنگ کا کبوتر منڈیر پر آ بیٹھا تھا۔ جس کے پروں کے کچھ حصوں کو نیلا رنگا ہوا تھا۔ وہ خوش تھی سلیمان کو اس پر بے انتہا پیار آیا۔ اسی پر تو آتا تھا۔ بے انتہا۔ بے شمار۔ بے غرض۔

"جانا ضروری ہے؟" اس کی فکر سلیمان کو اچھی لگی تھی۔ وہ اسے اتنی اچھی کیوں لگتی تھی۔ آخر کیوں۔ وہ سمجھ ہی نہیں پاتا تھا۔

"ضروری نہ ہوتا تو اپنی ہو چکی بیوی کو کبھی چھوڑ کر نہیں جاتا۔" سلیمان اس کا ہاتھ تھام چکا تھا۔ اس کبوتر کے پاس ایک اور کبوتر آ بیٹھا۔ اس کے پر البتہ سبز تھے۔ کہیں کہیں سے سرخ بھی۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

"بیوی نہیں منکوحہ۔"اس نے بے دلی سے سلیمان کی تصحیح کی۔آواز میں ناراضی تھی۔ہاتھ بہر حال اس نے سلیمان کے ہاتھ سے نہیں چھڑوایا تھا۔تھاما بھی تو نہیں تھا۔

"اداس ہونے کی بات نہیں۔میں جنگ لڑنے تھوڑی جارہا ہوں۔بس کچھ دستاویزات پر میرے دستخط رہ گئے تھے وہ کروں گا اور واپس آجاؤں گا۔"اس کے چہرے کو نگاہوں میں بھرے وہ اطمینان سے اسے سمجھانے لگا۔وہ اس کی باتیں سمجھنے لگی تھی۔ایک اسی کی تو سمجھتی تھی۔وہ بھی تو اسے سمجھتا تھا۔اس کا آسمان۔

دونوں کبوتر آپس میں کچھ باتیں کر رہے تھے۔گٹر گو کی آوازان کی سماعتوں سے بھی ٹکرائی تھی۔دونوں نے یک وقت مڑ کر ان کی طرف دیکھا اور مسکرا دیے۔اداسی جھٹ گئی۔

"اچھا بتاؤ کیا میرا انتظار کرو گی؟"وہ ابھی تک اس کا ہاتھ تھامے ہوئے تھا۔نظریں ہنوز اس کے لمحہ لمحہ رنگ بدلتے چہرے پر جمار کھی تھیں۔

"پتہ نہیں؟" اس نے اپنا ہاتھ سلیمان کے ہاتھ سے چھڑوالیا۔یہ اعلان ناراضگی تھا۔وہ مسکرائے بنا نہ رہ سکا۔

"پتہ نہیں؟"ہلکی سی مسکان کے ساتھ اس نے اس کے الفاظ زیر لب دوہرائے۔پھر جانے کے لیے مڑ گیا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

"سلیمان!" اس کے قدم رک گئے۔دل تھم گیا۔سانس بھی۔آنکھیں حیرانگی سے پھیل گئیں۔ہواؤں کی سرسراہٹ ساکن ہوئی۔اسے لگا اس کے کانوں نے اس سے پہلے اتنا بہترین ساز کبھی نہیں سنا۔

گل نور کی پکار پر اس نے پلٹ کر اسے دیکھا۔اس نے پلٹنا ہی تھا۔محبوب کی پکار پر عاشق تھم جایا کرتے ہیں۔اور پلٹ بھی جایا کرتے ہیں۔

"میں آپ کا انتظار کروں گی۔" وہ چلی گئی۔مگر وہ وہیں کھڑا رہا۔گل نور نے پہلی مرتبہ اسے اس کے نام سے مخاطب کیا تھا۔سانس بحال ہوئی اور حرکت قلب بے قابو۔یہ دل اب قابو میں نہیں رہا۔اب وہ مسکرا نہیں سکتا تھا۔وہ مسکرایا تھا بھی نہیں۔

منڈیر پر بیٹھے دونوں کبوتر اڑ گئے۔پروں کی پھڑ پھڑاہٹ پر وہ ان کی طرف متوجہ ہوا۔کبوتر آسمان کی بلندیوں کو چھو رہے تھے۔اس کا دل بھی تو بلندیوں پر تھا۔

www.novelsclubb.com

☆☆☆☆☆

وہ اپنی گاڑی کا دروازہ کھول رہا تھا جب ہادی نے آکر اسے ایک خاکی رنگ کا لفافہ پکڑایا۔سلیمان

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

نے تعجب سے اوپری منزل کو دیکھا۔ برآمدے کے ستون کی اوٹ سے وہ اسی کو دیکھ رہی تھی۔ دونوں کی نظریں کچھ ثانیوں کے لیے ٹکرائیں پھر وہ ستون کی اوٹ میں چھپ گئی۔

کیا نہیں تھا ان آنکھوں میں۔ محبت کا اظہار، اس کی واپسی کا انتظار، دوبارہ ملنے کی امید۔ "تو سلیمان جمشید تم نے گل نور اسفندیار کو اپنے رنگ میں رنگ ہی لیا۔" رنگ ہی لیا۔ اسے اپنا بنا ہی لیا۔ محبت کا اعتراف آنکھوں سے کروا ہی لیا۔ سیاہ آنکھوں کی چمک گہری ہوئی۔ ازلی چمک۔ خاص چمک۔ دل کی دھڑکنیں تیز ہوئیں۔ کہا تھا نا آج اظہار کا دن ہے۔ اقرار کا دن ہے۔ بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے گردن جھکا کر وہ کھل کر مسکرایا۔

☆☆☆☆☆

www.novelsclubb.com

مگر وہ مسکرا نہ سکی۔ وہ کیسے مسکراتی۔ ماضی کی دھند ہٹ چکی تھی۔ منظر صاف تھا۔ سماعتیں بحال ہو چکی تھیں۔ وہ خواب نہیں تھا حقیقت تھی، آج کی حقیقت کی طرح۔ سلیمان جمشید گل نور اسفندیار کو چھوڑ کر جا چکا تھا۔ مگر اپنا وعدہ نبھانے کی عادت اس نے نہیں چھوڑی تھی۔ اس کہا تھا وہ آئے گا۔ وہ وقت پر آ گیا تھا لیکن تاعمر تنہا چھوڑ جانے کے لیے۔ وہ چلا گیا تھا۔ اس نے

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

شکایت کا موقع نہ دینے کا وعدہ کیا تھا۔ ساتھ نبھانے کا تو نہیں۔ واپسی کا وعدہ کیا تھا۔ زندہ آجانے کا تو نہیں۔ کیا اسے اس سے کوئی شکایت ہے؟ اس سے وہ کیا شکایت کر سکتی ہے؟

☆☆☆☆☆

انتسار نے گاڑی کا دروازہ کھول کر اپنا ہاتھ اس کی طرف بڑھایا۔ وہ سوکھے پتوں سے ڈھکی زمین پر اپنے قدم رکھنے لگی۔ خزاں کا موسم تھا۔ اس کی زندگی کی بہار بھی تو پلک جھپکتے ہی خزاں میں بدلی تھی۔

اس نے سفید رنگ کی گرم چادر سے اپنا چہرہ ڈھانپ رکھا تھا۔ "سفید رنگ تو آج سے میرا فیورٹ ہو گیا ہے۔" چھوٹی حویلی کی طرف قدم بڑھاتے ہوئے اس کے کانوں میں ایک آواز آئی۔

"میرا انتظار کرو گی؟" دراب نے اسے اپنے حصار میں لے لیا۔

تو یہ ہے زندگی۔ چھوٹی، محدود، بے اعتبار اور دھوکے باز۔ چند قدموں کی دوری پر کھڑی حویلی اسے کوسوں دور لگی۔ کتنے پل لگتے ہیں کسی کو کھو دینے میں؟ ایک لمحے وہ آپ کے پاس تھا دوسرے ہی لمحے واپس لے لیا گیا۔ کیا کسی کو روکا نہیں جا سکتا؟ دل اور دماغ کے مابین جنگ

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

شروع ہو چکی تھی۔ابھی تو خوشیاں شروع ہوئی تھیں۔اسے تو واپس آنا تھا۔دراب کا ہاتھ تھامے وہ سوکھے پتوں کو پیروں تلے روندتی ہوئی آہستگی سے آگے بڑھ رہی تھی۔اسے اس حویلی میں ہی تو آنا تھا۔لیکن ایسے نہیں۔اسے تو سلیمان کے ساتھ آنا تھا۔اسے الوداع کہنے تھوڑی آنا تھا بلکہ اس کے ساتھ رہنے آنا تھا۔ایسا ہی وعدہ کیا تھا اس نے۔یہ ہی خواب دکھایا تھا۔ساتھ کا،قربت کا۔

"کیا اس نے ایسا خواب دکھایا تھا؟کیا انسان ایسے دعوے کر سکتا ہے؟اگر کرتا ہے تو کیا اس کا یقین کرنا چاہیے؟"دماغ دوبارہ سے ماؤف ہونے لگا۔

رہیں گے عمر بھر ہم ساتھ وہ ایسی قسمیں کھاتے ہیں

مگر جب وقت آتا ہے تو وعدے توڑ جاتے ہیں

سنو جانم میرے ہمدم مگر تم ایسا مت کرنا

چھوٹی حویلی عورتوں سے بھری ہوئی تھی۔رونے کی آوازیں ہر طرف سے آرہی تھیں۔صحن کے وسط میں اسے چارپائی پر ایک صندوق نظر آیا۔کیا وہ ایک صندوق تھا؟وہ تو زندگی تھی۔وہ تو خواب تھے۔وہ مستقبل تھا۔پیارا مستقبل۔اس وقت سب سے مشکل کام اسے اپنے پیروں پر

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

کھڑا ہونا لگا۔دل کو جیسے کسی نے اپنی مٹھی میں لے لیا ہو۔اپنے آس پاس اسے آکسیجن کی کمی محسوس ہونے لگی۔آئرہ نے پاس آکر اس کا ہاتھ تھاما،وہ اس سے کچھ کہہ رہی تھی،شاید وہ رو بھی رہی تھی۔وہ کیوں رو رہی تھی؟کیا وہ واپس آجائے گا؟آنکھوں کے منظر کو دل کسی صورت ماننے کو تیار نہیں تھا۔دل نے کب کسی کی مانی ہے۔اس نے ہمیشہ اپنی من مانی کی ہے۔اپنی الگ دنیا سجائی ہے۔دماغ سوچنے سمجھنے کی صلاحیت چھوڑ چکا تھا۔گل نور آگے بڑھی اس کی نگاہ صندوق کے چھوٹے سے شیشے میں سے اس سوئے ہوئے وجود پر پڑی تو فوراً سے اپنا رخ موڑ گئی۔وہ دم بخود رہ گئی۔یہ انتہا تھی،ہمت کی۔یہ عروج تھا،تکلیف کا۔یہ امتحان تھا،صبر کا، قناعت کا،مومن کا۔گل نور کا۔دائیں ہاتھ میں موجود سفید کاغذ پر اس کی گرفت مضبوط ہو گی۔وہ سانس نہیں لے سکی۔وہ سانس لینا نہیں چاہتی تھی۔وہ چلے جانا چاہتی تھی۔یہاں سے دور ۔بہت دور۔اسے لگا کسی نے اس کی سانسوں پر قبضہ کر لیا ہے۔قدم لڑکھڑانے لگے۔سانسیں رکنے لگیں۔

"آج مہندی تھی۔"کوئی سرگوشی ہوئی۔بکھری ہوئی سانسوں کے ساتھ ہادی کا ہاتھ تھامتے ہوئے وہ برآمدے کے ایک کونے میں جا بیٹھی۔

"سنا ہے پسند کی شادی تھی۔"کچھ عورتیں اتنے بڑے سانحے کی چشم دید گواہ ہونے کے باوجود چہ مگویوں میں مصروف تھیں۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

"آج سے دونوں پیروں میں پائل پہنا کرنا۔" آوازیں گڈمڈ ہونے لگیں۔

"انسان قسمت سے نہیں جیت سکتا۔" ایک اور سرگوشی اس کی سماعتوں کی نظر ہوئی۔

سارے گاؤں میں سوگ کا سماں تھا۔ پرندے منڈیروں پر خاموشی کا لبادہ اوڑھے بیٹھے تھے۔ سب کے دلوں میں رہنے والا بھی کبھی مر سکتا ہے۔ کس نے ایسا سوچا تھا؟ جوان موت تو دشمن کی بھی رلا دے۔ وہ تو سب کا سلیمان تھا۔ کسی کا بیٹا، کسی کا بھائی، کسی کا محافظ۔

سمیعہ کی گود میں بیٹھی عالیہ بلک بلک کر رو رہی تھی اور علی اس سے مسلسل لڑ رہا تھا۔ اس کے سلیمان چاچو کہیں نہیں گئے وہ اس سے بار بار کہہ رہا تھا۔ مرد، عورتیں، بچے، بزرگ سب صدمے سے نڈھال تھے کسی کے آنسو تھے کہ تھمنے کا نام نہیں لے رہے تھے۔

اور وہ دو شناسا آنکھیں، خاموش تھیں، بالکل خاموش۔

رونے کی آوازیں اونچی ہوئیں۔ لوگ میت کو لے جا رہے تھے۔ اس کے وجود میں کوئی جنبش نہ آئی وہ ساکن و ساکت گھٹنوں میں سر دیے بیٹھی رہی۔ بیٹھی رہی۔ بیٹھی رہی۔ اس نے اس وجود کو دوبارہ دیکھنے کی زحمت نہیں کی تھی یا شاید محبوب کو جاتا دیکھنا عاشق کے بس میں نہیں ہوتا۔

"ہمارے دوبارہ ملنے تک۔" شور تھم گیا۔

☆☆☆☆☆

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

اس نے اپنا سر اٹھایا ثریا تائی ستون سے ٹیک لگائے بیٹھی تھیں۔ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھا کر وہ ان کے پاس آ گئی۔

ان کی آنکھ سے جیسے ہی کوئی آنسوں بہتا وہ فوراً اسے رگڑ دیتیں۔

"چلیں؟" تائی جان کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے اس نے ان سے پوچھا۔ آنکھوں کا تاثر ایسا تھا گویا وہ کوئی احساس ہی نہ رکھتیں ہوں۔

سہارے سے اس نے ثریا کو اٹھایا اور انہیں ان کے کمرے میں لے آئی۔

وہ انہیں کوئی دوا دے رہی تھی۔ وہ سلیمان کی بیوی تھی اپنی ذمہ داریاں نبھانا جانتی تھی۔

بیڈ پر بیٹھی ثریا نے کسی غیر مرئی نقطے پر اپنی نظریں جما رکھی تھیں جب انہیں اپنی گود میں کسی چیز کا احساس ہوا تو انہوں نے دیکھا گل نور ان کی گود میں سر رکھ کر آنکھیں موند چکی تھی۔

"اس سے پیار نہیں کرنا پڑتا امی اس پر پیار آ جاتا ہے۔" سلیمان کی بات یاد آ جانے پر آنسوں کا ریلہ ثریا کی آنکھوں سے بہا تھا۔

ان دونوں کو خاموش طریقے سے ایک دوسرے کا درد بانٹتے دیکھ کمرے میں داخل ہوتی مہک کو کچھ یاد آیا تھا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

تاریخ:20جولائی2014

دن: جمعرات

وقت: چاندنی رات

"آپ؟" دروازہ کھولتے ہی سامنے کھڑے شخص کو دیکھ کر وہ قدرے حیرانگی سے بولا۔

"میرے جگر کا ٹکڑا بے چین ہو تو کیا میں چین سے سو سکتی ہوں؟" وہ دونوں اب بالکنی میں کھڑے تھے۔

ستاروں کے جھرمٹ میں چاند بڑی شان سے کھڑا تھا۔

"سلیمان میں سوچ رہی تھی اس میں ایسی کون سی خوبی ہے جو خاندان کی باقی لڑکیوں میں نہیں ہے؟"

www.novelsclubb.com

"وہ بہت صابر ہے۔" سلیمان کے جواب پر مہک ہنس دی۔

"سارا خاندان جانتا ہے وہ لڑکی کچھ بھی کر سکتی ہے سوائے صبر کے۔" سلیمان نے ہنستے ہوئے نفی میں سر ہلایا۔

"آپا! دیکھئے گا ایک دن آپ کہیں گی سلیمان تم ٹھیک کہتے تھے۔" اس کے لہجے میں دعوے کی سی پختگی تھی۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

چند جگنو کھیلتے کھیلتے بالکنی پر آ پہنچے۔ان کی باتیں سننے کے لیے وہ وہیں ٹہلنے لگے۔

"تمہیں وہ کیوں پسند ہے؟"مہک یہ سوال کئی دفعہ پوچھ چکی تھی مگر وہ کبھی جواب ہی نہیں دیتا تھا۔

"اگر تم آج بھی نہیں بولے تو میں اس سے کہوں گی انکار کر دے۔وہ میری بات مانتی ہے ۔"باقاعدہ دھمکی دی گئی۔

"میں نے اسے پسند نہیں کیا،اس نے قبضہ کر لیا ہے میرے دل پر،میرے دماغ پر۔میری روح پر۔"وہ جگنوؤں کو دیکھنے لگا۔

"وہ ساحرہ ہے مجھے اپنے سحر میں جکڑ لیتی ہے۔اس میں کشش ہے جو پوری طاقت سے مجھے اپنی طرف کھینچتی ہے۔اس کو نظر بھر کے دیکھتا ہوں تو بے شمار پیار آتا ہے اس پر۔"جگنوں پاس آئے۔اس نے ان کی طرف ہاتھ بڑھایا تو ایک جگنو اس کے ہاتھ کی سطح پر بیٹھ گیا۔دوسرے دور جا کر پھر سے کھیلنے لگے۔

"اکثر آپ کے ساتھ ایسا ہوتا ہے نا کہ آپ کسی چھوٹے بچے سے ملیں اور آپ کو اس پر بے اختیار پیار آ جائے۔اس کے معاملے میں ایسا بے اختیار ہو جاتا ہوں میں۔"چاند کی روشنی میں اس کے نقوش صاف عیاں ہونے لگے۔آنکھیں ایسے چمک رہی تھی جیسے کوئی پانچ سالہ بچہ ماں کو اپنی پسندیدہ چیز کے بارے میں بتا رہا ہو۔جگنو ابھی بھی اس کی ہتھیلی پر روشنی پھیلا رہا تھا۔اور وہ اس

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

روشنی کو دیکھ رہا تھا۔"جہاں وہ ہوتی ہے وہاں مجھے کچھ اور دکھائی ہی نہیں دیتا، جب وہ بولتی ہے اس کی آواز کے علاوہ کچھ سنائی نہیں دیتا اور وہ کب نہیں بولتی۔"وہ بے بسی سے مسکرایا۔ ہتھیلی پر بیٹھا جگنو اپنے دوستوں سے جاملا۔"اس کی تو آنکھیں بھی بولتی ہیں۔" لمحے بھر کے توقف کے لیے وہ رکا۔"اور آپ کو پتا ہے؟ میرا دل چاہتا ہے میں ساری ساری رات اس کی بولتی ہوئی آنکھوں سے باتیں کروں۔"انداز ایسا تھا جیسے برسوں کی مراد ادھوری پڑی ہو۔

"تم ایسے تو بالکل نہیں تھے۔"اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتا ہوا وہ سر جھکا کر مہک کی بات پر شرمندگی سے ہنس دیا۔

"وہ ایسی ہی ہے جہاں جاتی ہے سب کو اپنا اسیر بنا لیتی ہے۔"

"تم تو دیوانے ہو گئے ہو۔"چاند دونوں کو قہقہے لگاتے دیکھ مسکرایا تھا۔

www.novelsclubb.com

حال:

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

غم سے نڈھال مہک ان دونوں کے پاس بیڈ پر آ بیٹھی۔تینوں خاموش تھیں۔بولنے والا تو چلا گیا تھا۔ہمیشہ کے لیے۔جانے والے کبھی نہیں جان سکتے وہ اپنے پیچھے کتنے لوگوں کو روتا سسکتا چھوڑ کر گئے ہیں۔

اس کی زندگی میں تین عورتیں تھی۔اس کی ماں،بہن اور بیوی۔آج ان تینوں نے ثابت کر دیا تھا کہ وہ سلیمان جمشید کے گھر کی عورتیں ہیں۔ان میں سے کسی نے نوحہ نہیں کیا تھا،کسی نے بین نہیں ڈالا تھا کوئی اونچی آواز میں نہیں روئی تھی،کوئی شکوہ زبان پہ نہیں لائی تھی۔اس کی عورتوں نے صبر کی مثال قائم کی تھی۔امی اور آپا کی آنکھوں سے ٹپکتے ہوئے آنسو گال پر گرتے ہی صاف ہو جاتے تھے۔

امی جدائی پر رو رہی تھیں۔ان کا دل غم سے سوا تھا۔اکلوتے بیٹے کی جوان موت سے بڑا بھی بھلا کوئی غم ہوتا ہے؟ مگر وہ ثابت قدم تھیں۔انہیں اپنے رب پر یقین تھا کیونکہ وہ کوئی عام عورت نہیں تھی وہ شہید میجر سلیمان جمشید کی ماں تھیں۔

اس کا ہم راز اس کا بھائی جس کی بے چینی ہی اس کا چین چھین لیتی تھی آج وہ اس کے سامنے ہمیشہ کے لیے منوں مٹی تلے سو گیا تھا۔اس کا دل لہولہان تھا مگر وہ کسی قسم کی ناشکری کر کے بھائی کی قربانی کو حقیر نہیں کرنا چاہتی تھی۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

اور گل نور اس نے تو چپ سادھ لی تھی۔ کسی کے پاس اسے دینے کے لیے تسلی کے دو بول نہ تھے۔ کوئی اسے دلاسا دینے کی ہمت نہ رکھتا تھا۔ کوئی اس کی کیا ہی دل جوئی کرتا جب خود ہی سب غم سے نڈھال تھے۔ غم، سلیمان جمشید سے بچھڑ جانے کا۔ اس کے چلے جانے کا۔ اس کے کبھی واپس نہ آنے کا۔

☆☆☆☆☆

لوگ باری باری ایک دوسرے سے بیلچا پکڑ کر قبر کو مٹی سے بھر رہے تھے۔

جمشید چودھری کے دونوں طرف ارمان اور ماہد کھڑے تھے۔ سب اچانک سے بڑے ہو گے تھے۔ سب نے بنا کہے ہی ذمہ داریاں بانٹ لی تھیں۔ دونوں اپنے غم کو پس پشت ڈال کر اپنے تایا کو سنبھال رہے تھے۔ اب کبھی بھی وہ سلیمان کی واپسی پر گاؤں کے باہر والے میدان میں اس کے ساتھ والی بال نہیں کھیل سکیں گے۔ یہ خیال ہی کتنا جان لیوا تھا۔ مگر اب سے انہوں سے اس خیال کو جینا ہے۔ تمام عمر۔ ساری زندگی۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

اپنے لخت جگر کو اپنی آنکھوں کے سامنے مٹی کے سپرد کر دینا کتنا تکلیف دہ ہوتا ہے جمشید چودھری سے کوئی پوچھتا۔ جس بیٹے نے کبھی کسی قسم کی شکایت کا موقع نہیں دیا تھا وہ عمر بھر کا روگ دے گیا تھا۔

"تم شہادت کے لیے ہی بنے تھے۔ تمہیں تو شہید ہونا ہی تھا۔" سلیمان کی قبر کی گیلی مٹی کو اپنی مٹھی میں بھرتے ہوئے وہ بولے۔ آواز ضعیف تھی۔ ہاتھ کپکپا رہے تھے۔

"تم نے اپنے باپ کو سرخرو کر دیا۔" ان کی آواز کانپی۔ آنکھوں کا منظر دھندلا گیا۔ باپ کے منہ سے ایسا جملہ سننا ہر بیٹے کا خواب ہوتا ہے مگر وہ سننے کے لیے وہاں موجود ہی نہیں تھا۔ ارمان اور ماہد نے ان کو زمین سے اٹھایا اور واپسی کے لیے چل دیے۔ کچھ قدم چل کر وہ رک گئے۔ پھر تینوں نے مڑ کر گیلی مٹی کی ڈھیری کو دیکھا۔ آنکھوں کی دھند تھی کی جھٹنے کا نام نہیں لے رہی تھی۔ الوداع کہنا، چھوڑ جانا آسان نہیں ہوتا۔ اپنوں کو مٹی تلے سوتے چھوڑ کر گھر چلے جانا بالکل آسان نہیں ہوتا۔ وہ بیٹا جس کی آواز سنے بغیر انہیں چین نہیں پڑتا تھا۔ اب وہ اس کو کیسے اس ویرانے میں اکیلا چھوڑ جاتے۔ "کیا ماں باپ کے لیے بچے بھی کبھی بڑے ہوتے ہیں۔" ان کی ناتواں اور مدھم آواز پر دراب ان کے پاس آیا، پیار سے انہیں اپنے حصار لیا اور گاڑی کی طرف لے گیا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

☆☆☆☆☆

"حمزہ جیے گا سلیمان وہ آزاد جیے گا۔" سلیمان کا خواب شہریار کی آنکھوں سے جھلک رہا تھا۔

"تم اتنے دنوں سے دودھ دینے نہیں گئے جانتے ہو ناگلفام چچا سے اب ایسے کام نہیں ہوتے۔

"وہ کاشف کی کلاس لے رہا تھا۔

"اور مجھ سے ملنے بھی نہیں آئے۔" وہ اس سے خفگی جتانے لگا۔

کاشف خاموش رہا۔

"مجھے تمہارا نتیجہ مل چکا ہے۔ کوئی بات نہیں آئندہ زیادہ محنت کرنا۔ تم کر لوگے میں جانتا ہوں۔"

"میری غلطی نہیں ہے وہ ابا نے۔۔۔" سلیمان نے اسے ٹوکا۔

"فیل ہونے سے ڈرتے نہیں ہیں کاشف۔ اور اپنی ناکامی کا ذمہ دار کسی کو نہیں ٹھہراتے یہ بزدلی ہوتی ہے۔ انسان کی ناکامی کی وجہ اس کی خود کی غلطیاں ہوتی ہیں۔ ایک بہادر انسان اپنی غلطیوں کو اون کرتا ہے اور ان سے سیکھتا ہے۔"

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

کاشف کا باپ ایک جواری تھا۔گھر میں آئے دن کوئی نا کوئی لڑائی جھگڑا رہتا۔جن دنوں کاشف نے میڈیکل کے ایڈمیشن کے امتحانات دینے تھے گھر میں ایسے ہی مسائل چل رہے تھے جس کے نتیجے میں وہ فیل ہو گیا۔اور سلیمان کا سامنا کرنے پر ہچکچانے لگا۔

سب جا چکے تھے۔وہ تین نفوس ابھی بھی وہاں کھڑے تھے۔

اگر کوئی کہے گا کہ سلیمان مر گیا ہے تو وہ جھوٹ کہے گا۔وہ زندہ تھا۔شہر یار کے وعدے میں، زاویار کی سنجیدگی میں اور کاشف کی ذمہ داریوں میں۔علی کے انتظار اور عالیہ کی کہانیوں میں بھی ۔کچھ ایسے لوگ ہوتے ہیں ناں جو کبھی نہیں مرتے، سلیمان جمشید ان ہی میں سے تھا۔سانسوں کے علاوہ وہ اپنا سب کچھ کسی نا کسی کو دے گیا تھا۔

☆☆☆☆☆

www.novelsclubb.com

"بچے پسند ہیں کیا تمہیں؟" وہ اتنے سوال کیوں کرتا تھا؟"میں نے کبھی تمہیں بچوں کے ساتھ اتنا گھلتے ملتے نہیں دیکھا نا تو اس لیے ایسے ہی خیال آ گیا۔"خجالت سے وہ اپنا سر کھجانے لگا۔"مجھے تو بچے بہت پسند ہیں۔"وہ پر جوش ہوا۔"تمہیں بھی اچھے لگے گیں۔"وہ اسے منانے لگا۔"میں اللہ سے دعا کرتا ہوں وہ ہمیں دو بچوں سے نوازے۔ایک بیٹا اور ایک بیٹی۔"آج پھر اس کی

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

آنکھیں چمک رہی تھیں۔"میں اکثر ان کے نام سوچتا ہوں لیکن کچھ سمجھ میں ہی نہیں آتا۔" بچوں کی طرح اس نے کوفت سے سر جھٹکا۔"بچوں کے نام رکھنا بھی کتنا مشکل کام ہے نا؟ایسا کرتے ہیں ہم کام بانٹ لیں گے تم ہمارے بیٹے کا نام سوچ لینا اور میں ہماری بیٹی کا۔بولو منظور؟"اس گفتگو کا اختتام بھی اس نے سوال سے ہی کیا تھا۔

☆☆☆☆☆

لیل کے اندھیروں نے دن کو اپنے پروں سے ڈھانپ لیا تھا۔دن کی طرح رات بھی وحشت برسا رہی تھی۔سارے گاؤں میں سناٹا چھایا ہوا تھا۔ہر کوئی اداس تھا۔شاید ہی آج کسی گھر کا چولہا گرم ہوا ہو۔تدفین کے بعد سب مرد واپس آ چکے تھے۔حویلی مہمانوں سے بھری ہوئی تھی اس کے باوجود وہ ایک ویران اجڑی ہوئی بستی کا منظر پیش کر رہی تھی۔ہنسی مذاق تو دور کوئی کسی سے بات تک نہیں کر رہا تھا۔کیا بات کرتے کس کی بات کرتے اور کس سے کرتے۔بچوں سے بڑوں تک سب خاموشی کا لبادہ اوڑھے بیٹھے تھے۔وہ دوبارہ برآمدے میں اسی جگہ آ بیٹھی تھی۔سفید کاغذ ابھی تک اس نے متاع کل کی طرح تھاما ہوا تھا۔آئرہ اور سودہ وقفے وقفے سے

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

اس سے بات کرنے کی کوشش کرتیں مگر جواب ندر ہوتا۔وہ کیا بولتی؟کیا کہتی؟اسی لیے وہ خاموش ہو گئی تھی۔

بابااور بھائی آکر اس کے پاس بیٹھ گئے۔

اس نے نظریں اٹھا کر ان کی طرف دیکھا۔

چند گھنٹوں میں ہی دراب اپنی عمر سے بڑا لگنے لگا تھا۔بابا بھی کمزور ہو گئے تھے۔سلیمان جمشید کا جاناسب کو وقت سے پہلے بوڑھا کر گیا تھا۔ان سب کا غم بھی تو دگنا تھا۔بہن کا دکھ اور بھائیوں جیسے دوست سے بچھڑ جانے کا غم ایک ساتھ ملا تھا۔وہ لوگ تکلیف میں تھے لیکن گل نور کے دکھ کے بارے میں سوچ کر اور اس کا غم دیکھ کر ان سب کی تکلیف دگنی ہو جاتی تھی۔انتسار اور ہادی بھی ان لوگوں کے پاس آکر بیٹھ گئے۔گل نور نے دیکھا ان کی آنکھوں کے پپوٹے سوجھے ہوئے تھے۔جیسے سب ایک دوسرے سے چھپ چھپ کر روتے رہے ہوں۔

ہمت جمع کر کے وہ خود ہی بولی۔

"گھر چلیں؟"آٹھ گھنٹوں کی خاموشی کے بعد اس نے دو الفاظ ادا کیے۔

"صبر کرو میرے بچے۔"اسفندیار نے اسے سینے سے لگا لیا۔

"اگر قربانی کے انعام کی خواہش ہے تو صبر کرنا ہو گا۔"بابا کی آواز کے بعد کوئی ناآشنا آواز اس کے کانوں میں گونجی۔صبر۔صبر۔صبر۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

"خدا کبھی دے کر آزماتا ہے اور کبھی لے کر۔" ایک اور آواز اور پھر اس نے چونک کر اپنے بابا کو دیکھا۔ یہ آواز یہ ناآشنا تو نہ تھی۔ وہ آج تک اپنے اس خواب کو سمجھ ہی نہیں پائی تھی۔ اگر کبھی اسے یہ خواب یاد آجاتا تو گھنٹوں اس کے بارے میں سوچتی رہتی۔ کچھ سمجھ نہ آنے پر جھنجلا کر دوسرے کاموں میں مصروف ہو جاتی۔

اس کے خدا نے ایک دفعہ پھر اپنی رحمانیت اس پر برسائی تھی۔ اور وہ اس بات سے بے خبر تھی۔ وہ محض خواب نہیں تھا۔ وہ تو آگاہی تھی۔ اسے قربانی کے لیے چن لیا گیا اس بات کی آگاہی۔ اسے صابرین میں سے بننا ہے اس بات کی آگاہی۔ اسے جو ملا ہے جتنا ملا ہے اس پر قناعت کرنی ہے اس بات کی آگاہی۔ اس کے خدا نے اسے مشکل وقت میں بھی تنہا نہیں چھوڑا تھا۔ خدا کبھی تنہا نہیں چھوڑتا۔ اسے بھی تو نہیں چھوڑا تھا۔ بلکہ وہ تو اسے بہت عرصے سے اس سانحے کے لیے تیار کر رہا تھا۔ کیا وہ کبھی اس کی عنایتوں کا شکر ادا کر پائے گی۔ اس نے سوچا۔ پھر سر خود بہ خود نفی میں ہلنے لگا۔

"جس نے دیا تھا اس نے واپس لے لیا بابا۔" وہ بولی تو آواز بھر آئی۔ اس کی بات سن کر سب دم بخود رہ گئے۔ آواز صبح والی گل نور سے بالکل مختلف تھی۔ اس کی طرف آتی ہوئی خدیجہ کا دل جیسے بند ہونے کو تھا۔ ان کی بیٹی بڑی اور سمجھدار ہو گئی تھی۔ جہاں وہ سب سوچ رہے تھے کہ اسے کیسے سنبھالے گے۔ وہاں وہ سب کو حوصلہ دے رہی تھی۔ اسفندیار کو لگا صبح والی گل نور

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

کہیں کھو گئی ہے۔ کیا کبھی وہ اپنی بیٹی کو پہلے جیسا کر پائیں گے۔ اس سوال کا جواب ان کے پاس نہیں تھا۔ ابھی تو بالکل نہیں۔

اس نے ثابت کیا تھا وہ معمولی لڑکی نہیں ہے۔ وہ سلیمان جمشید کا انتخاب ہے۔ جسے قربانی کے لیے بہت پہلے ہی چن لیا گیا تھا۔

☆☆☆☆☆

کمرے کی تاریکی کو اس نے لائٹ جلا کر ختم کیا۔ بیڈ پر، صوفے پر، کرسی پر غرض ہر جگہ کوئی نا کوئی چیز بکھری پڑی تھی۔ اس کی شادی کا جوڑا، زیورات، چوڑیاں اور نہ جانے کیا کچھ۔

وضو کرنے کی غرض سے وہ واش روم کی طرف بڑھ گئی۔ ناک میں پانی ڈالتے ہوئے اس کی آنکھ سے ایک قطرہ گرا۔ دیوار گیر آئینہ میں اسے اپنا عکس نظر آیا۔ پھر نظر حنائی ہاتھوں پر گئی۔

"اپنے ہاتھوں پر مہندی سے میرا نام لکھوانا ہر گز مت بھولنا۔"

"تم مجھے ہر چیز ہر شخص سے بڑھ کر عزیز ہو۔" اس نے جائے نماز بچھائی۔

"ہمارے دوبارہ ملنے تک۔" کمرے میں اللہ اکبر کی آواز گونجی۔

اس کی آنکھ سے ایک اور آنسو پھسلا، پھر دوسرا، تیسرا۔۔۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

سجدے میں جاتے ہی اس کی زبان سے صرف ایک لفظ ادا ہوا "اللہ!" آنسوں زار و قطار بہنے لگے "یا اللہ صبر۔" دو ٹوٹے ہوئے الفاظ کمرے کی فضا میں گونجے۔ صبر۔ صبر۔ صبر۔ یہی تو وہ سیکھ نہیں رہی تھی اور آج وہ اسے ہی مانگ رہی تھی۔ کیوں؟ خدا کے لیے۔ اس کی رضا کے لیے۔ اس کی ہونے کے لیے۔ اسے خدا کا ہونا تھا جو کبھی نہیں چھوڑتا۔ ہمیشہ ساتھ نبھاتا ہے۔ تکلیف سے دل پھٹنے کو تھا مگر زبان سے صرف وہ ایک ہی لفظ ادا کر رہی تھی 'صبر'۔ اس نے ہمیشہ سنا تھا کہ سجود میں انسان خدا کے سب سے زیادہ قریب ہو جاتا ہے۔ آج اس پر یہ بات ثابت ہو گئی تھی۔ وہ خدا کے ساتھ اپنا غم بانٹ رہی تھی۔ اس نے اپنا غم گسار ڈھونڈ لیا تھا۔ وہ جانتی تھی اگر اس در سے ہٹ گئی تو کہیں اور ٹھکانا نہیں ملے گا۔ اس کی آنکھیں آنسو بہا رہی تھیں لیکن دل، دل صبر کی فریاد کر رہا تھا۔ وہ آنسو شکوہ کے نہیں تھے۔ محبوب کے بچھڑ جانے کے غم کے تھے لیکن وہ کمزور نہیں پڑی تھی۔ وہ کمزور پڑ ہی نہیں سکتی تھی کیونکہ وہ جانتی تھی اسے قربانی کے لیے چن لیا گیا ہے۔ ساری نماز اس نے آنسوں سے ادا کی تھی نہ جانے وہ سلیمان کے لیے مغفرت مانگ رہی تھی یا خود کے لیے صبر۔ سلام پھیرنے تک اس کے آنسو تھم چکے تھے۔ وہ اٹھی میز سے سفید کاغذ اٹھا کر ونڈو لیج پر جا بیٹھی۔ چاند آج بادلوں میں چھپا بیٹھا تھا۔ شاید وہ بھی اداس تھا۔ وہ بھی تو اب کبھی سلیمان جمشید کو دیکھ نہیں پائے گا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

پیاری گل نور،

"میری چاند کو پسند کرنے کی دوسری وجہ جاننا چاہو گی؟" آنکھوں سے آنسوں دوبارہ جاری ہو گئے تھے۔الفاظ دھندلانے لگے۔آہ، سلیمان اور اس کا محبوب چاند۔"کیونکہ مجھے لگتا ہے میں تمہاری زندگی کا چاند ہوں۔ہم انسان چاند جیسے ہی تو ہیں۔اس کی طرح ہمارے پاس بھی اپنی روشنی نہیں ہوتی۔سب کچھ ہم دوسروں سے لیتے ہیں۔علم، تربیت، حوصلہ، جواں مردی یہ سب ہم دوسروں سے متاثر ہو کر ان سے سیکھ کر ہی اپنی زندگی کا حصہ بناتے ہیں۔میں بھی تمہارا چاند ہوں جو اندھیرے میں ساتھ نبھاتا ہے اور روشنی میں آنکھوں سے اوجھل ضرور ہو جاتا ہے مگر ہوتا ہمیشہ وہ ساتھ ہی ہے۔"گل نور نے مزید پڑھنے کے لیے اپنی آنکھیں پونچھی۔" یاد ہے میں نے چاند کے متعلق کیا کہا تھا؟ چاند کہتا ہے جب میں تمہاری دسترس میں نہ ہوں تو تمہاری زندگی رکنی نہیں چاہیے۔تم چلتے رہنا ہماری اگلی ملاقات تک۔"گل نور کی ہچکی بندھ گئی۔لیکن وہ خط پڑھنے پر مصر رہی۔"آپا اور زاویار کو لگتا ہے تم بہت حساس ہو اور بے صبر بھی۔ جانتی ہو میں ان سے کیا کہتا ہوں؟ میں کہتا ہوں تم میجر سلیمان جمشید کی بیوی ہو۔تم گل نور ہو۔ سلیمان کی گل نور۔اور سلیمان کی گل نور بے صبر تو ہو سکتی ہے مگر ناشکر نہیں۔گل تم کبھی بھی خدا کی ناشکری مت کرنا۔"کمرے میں اس کی سسکی گونجی۔اس کے ہاتھ کپکپانے لگے۔چہرہ آنسوں سے تر تھا۔ناک رونے کی وجہ سرخ ہو چکی تھی۔ویسی ہی سرخ جیسی سلیمان کی ہو جایا

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

کرتی تھی۔"جانتا ہوں یہ وقت آسان نہیں ہو گا۔لیکن کیا تمہیں پتا ہے خدا کبھی بھی اپنے بندوں کو تکلیف میں اکیلا نہیں چھوڑتا۔میں نہیں ہوں گا لیکن وہ تمہارے ساتھ ہوں گا ہر پل۔ ہر لمحہ۔ہر جگہ۔اور دیکھو جب تمہیں میری شہادت کی خبر ملے گی تو تم "اناللہ وانا الیہ راجعون" کہو گی۔جانتی ہو اس کا مطلب کیا ہے؟ ہم تو اللہ ہی کے ہیں اور اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔ ہمارے شکور چاچا کہتے ہیں ایک دن ہم بھی خدا کی طرف چلے جائیں گئیں۔تو ثابت ہوا یہ جدائی تو دائمی نہیں۔بلکہ اگلی ملاقات اور وہ ملاپ دائمی ہو گا۔"

"ہمارے دوبارہ ملنے تک۔"

والسلام

گل نور کا سلیمان

www.novelsclubb.com

آج صبح وہ خط پڑھ کر روئی نہیں تھی۔اس پر کپکپی بھی طاری نہیں ہوئی تھی۔اس نے سلیمان کی بات مان لی تھی۔اس نے صبر سیکھ لیا تھا۔وہ سلیمان کو شرمندہ نہیں کرنا چاہتی تھی۔وہ اپنے خدا کی ناشکری نہیں کرنا چاہتی تھی۔خدا کے سامنے سرخرو ہونے کی اس نے ہر ممکن کوشش کی تھی۔لیکن اب تنہائی میں تو وہ اپنے خدا کے سامنے رو سکتی تھی۔اسے بتا سکتی تھی کہ وہ تکلیف

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

میں ہے۔ اس کے ساتھ اپنا غم بانٹ سکتی تھی۔اسے کہہ سکتی تھی کہ سلیمان جمشید کا یوں چلے جانا اسے تکلیف میں مبتلا کر گیا ہے۔

عشق حقیقی کو پانے کے لیے اس نے عشق مجازی کی جدائی کا کڑوا گھونٹ ہنس کر کسی شیریں پھل کے جام کی طرح ہونٹوں سے لگا لیا تھا۔

اور جس نے صبر کیا اور معاف کیا تو اس کا یہ کام بڑی ہمت والے کاموں میں سے ہے۔(القرآن)

وہ دوبارہ سے خط پڑھنے لگی اور خدا جانے آج رات وہ کتنی مرتبہ یہ خط پڑھنے والی تھی اور مزید کتنی اور راتیں۔یا شاید ہر رات۔

صبح دراب جب سلیمان کی خبر لیے گھر میں داخل ہو تھا تو اس کے ہمراہ ایک خط بھی آیا تھا۔جو شہریار نے اس کے حوالے کیا تھا۔یہ وہ خط تھا جو سلیمان جمشید کی وصیت تھی کہ اگر وہ شہید یا لاپتہ ہو گیا تو فوراً گل نور تک پہنچا دیا جائے۔

☆☆☆☆☆

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

تین مہینوں بعد

بڑی حویلی کے لاؤنج میں اتنے لوگوں کی موجودگی کے باوجود خاموشی کا راج تھا۔اگر اس وقت خدیجہ کی سلائی سوئی بھی زمین پر گرتی تو آواز سب کو سنائی دیتی۔

"اووووووووو۔۔چھکاااااا۔۔۔"نعرہ اتنا بلند تھا کے باہر بیٹھیں بی جان کا دل دہل کر رہ گیا۔ لیکن اس چھکے پر سب لوگ خوش نہ تھے جن میں سے ایک گل نور بھی تھی۔سر پر ڈوپٹہ لیے وہ دعاؤں کا ورد کرنے میں مصروف تھی۔وقتاً فوقتاً ٹی وی پر بھی اپنی پھونکوں سے دم کر دیتی۔

اس کو اس قدر فکر مند دیکھ کر دراب نے ہنستے ہوئے نفی میں سر ہلایا۔اس کی اور انتسار کی آج پھر شرط لگی ہوئی تھی۔مگر بقول گل نور کے اس دفعہ رقم تھوڑی زیادہ تھی۔

"دو گیندوں پر آٹھ رنز۔"کمنٹر کی آواز پر گل نور کی زبان نے تیزی پکڑی۔

"فکر نہ کرو نور پیسے میرے پاس ہی ہیں۔"زاویار کو لگا اگر آج نیوزیلینڈ انگلینڈ سے ہار گئی تو وہ رو دے گئی۔گل نور کا کہنا تھا کہ وہ اپنا حق بھکاریوں کی طرح نہیں مانگے گی اس لیے دونوں نے زاویار کے پاس پیسے رکھوا دیے تھے جس پر اب وہ بری طرح پچھتا رہی تھی۔

گیند ہوا میں گئی۔نور کے ساتھ ساتھ سب کی سانسیں تھم گئیں۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

ہوا میں معلق گیند فیلڈر کے ہاتھ میں آتے ہی ایک دم سے خاموشی جشن میں بدلی۔ گل نور پندرہ ہزار روپے جیت چکی تھی۔

"خوش تو ایسے ہو رہی ہو جیسے یورپ فتح کر لیا ہو۔" انتسار جل کر بولا۔

اس وقت وہ اپنی جیت منانے میں مگن تھی ورنہ انتسار کو کرارا جواب ضرور ملتا۔

☆☆☆☆☆

اس نے جلد ہی خود کو سنبھال لیا تھا۔ مگر کیسے یہ تو وہی جانتی ہے۔ صبر آسان نہیں ہوتا اس نے جان لیا تھا۔ لیکن بڑے انعاموں کے لیے قربانیاں بھی بڑی ہی دینی ہوتی ہیں۔ شروع میں تو سب اس کے رویئے سے پریشان رہنے لگے تھے۔ پھر وقت کے ساتھ وہ سمجھ گئے کہ ان کی گل نور بڑی ہو چکی ہے۔

خدیجہ آج بھی جب گل نور کو ہنستا مسکراتا ہوا دیکھتی ہیں تو انکا دل بھر آتا ہے۔ انہوں نے اسے ہنسی مذاق کرنے سے منع کرنا چھوڑ دیا تھا نہ ہی اس کی لاپرواہ یوں پر وہ اسے ڈانٹی تھیں۔ جس کا وہ بھرپور فائدہ اٹھانے لگی تھی۔ پھر خدیجہ بھی اپنی نشست پر واپسی آ گئیں۔ ماں والی پر۔ وہ سمجھ

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

چکی ہیں ان کی بیٹی نے حالت پر سمجھوتہ نہیں کیا بلکہ صبر کیا ہے۔وہ تکلیف میں ہے مگر اس کا ذکر وہ صرف خدا سے کرتی ہے۔

وہ خوش رہنے کی کوشش کرتی ہے اور ایک دن وہ اس میں ضرور کامیاب ہو جائے گی۔اس کی خوشی آج بھی سلیمان ہے۔سلیمان کی عادتیں اس کے خواب اب گل نور میں جھلکنے لگے تھے۔

☆☆☆☆☆

نیچے سب لوگ خوش گپیوں میں مصروف تھے۔وہ اپنے کمرے میں کسی کام سے آئی تھی جب مہک بھی اس کے پیچھے آ گئی۔

"کچھ چاہیے؟"اس کے سوال پر مہک مسکرا دی۔

"تمہاری ایک امانت تھی میرے پاس وہی دینے آئی ہوں۔"گل نور نے اسے نا سمجھی سے دیکھا۔

"سلیمان کے سامان میں یہ ڈبا بھی تھا۔ میں نے اس کی چابی بہت ڈھونڈی لیکن اس کے کمرے میں تھی ہی نہیں۔"گل نور حواس باختہ اس ڈبے کو دیکھنے لگی۔پچھلے تین مہینوں میں اس نے کتنی بار سوچا تھا اس امانت کے بارے میں وہ ایسی ہو گی اس نے تصور بھی نہیں کیا تھا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

"امانت۔"اس کی آنکھوں کے سامنے مسکراتا ہوا چہرہ آیا۔

"وہ۔۔چابی میرے پاس ہے۔"عنابی رنگ کے ڈبے پر بنے ہوئے نقوش پر اپنا ہاتھ پھیرتے ہوئے وہ کھو سی گئی تھی۔

ڈبے کو بیڈ پر رکھ کر اس نے الماری سے چھوٹی سی چابی نکالی۔مہک جا چکی تھی۔

لکڑی کے کار آمد ڈبے کو کھولنے کے بعد وہ چند ثانیوں کے لیے سانس نہ لے سکی۔اسے لگا کسی نے اس کی جان کو سختی سے جکڑ لیا ہے۔اس میں خطوط تھے بے شمار خطوط جن کے باہر باقاعدہ دن،تاریخ اور سال درج کیے گئے تھے۔سلیمان جمشید پچھلے پانچ سالوں سے گل نور اسفندیار کے نام مکاتیب لکھ رہا تھا۔وہ انسان اسے ہر بار حیران کر جاتا تھا۔گل نور نے کانپتے ہاتھوں سے ڈبے میں سے خاکی رنگ کا لفافہ اٹھا کر ایک طرف سے چاک کیا۔سفید صفحے پر سیاہ رنگ کے الفاظ قابض تھے۔گل نور کو سانس لینے میں دشواری محسوس ہوئی۔اس کی ٹانگوں نے ساتھ دینے سے انکار کر دیا۔میز کا سہارا لیتے ہوئے وہ کرسی پر بیٹھ گئی۔ہونٹ کپکپانے لگے ہاتھوں کی لرزش بڑھ گئی۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

پیاری گل نور،

"جب جب تمہاری یاد آتی ہے تو دل چاہتا ہے فون پر تمہاری آواز سنوں۔" گل نور نے خط پڑھنا شروع کیا۔ "یا پھر تمہیں سامنے بیٹھا کر گھنٹوں چپ رہوں۔ پھر خود ہی اپنے خیال پر مسکرا دیتا ہوں۔" سلیمان نے شرمندگی سے اپنے بال سہلائے۔ "دل جب زیادہ تنگ کرتا ہے تو قلم سے کاغذ کو رنگنے لگتا ہوں۔" وہ مسکرایا۔ گل نور بھی مسکرائی تھی مگر نم آنکھوں کے ساتھ۔ "آج کا دن بہت مصروف تھا اور سخت بھی۔" وہ اسے اپنی معمول کی روٹین بتانے لگا تھا۔ "سوچا تھا بیڈ پر لیٹتے ہی نیند غالب آجائے گی۔ لیکن تمہاری یہ عادت بہت بری ہے جس دن یاد آتی ہو ایک جھٹکے میں نیند ساتھ لے جاتی ہو۔" گل نور نے سانس لینے کی کوشش کی۔ "سوچتا ہوں جب تمہیں یہ خط ملیں گے تو تمہارا ردعمل کیا ہوگا۔ اور پھر گھنٹوں اسی سوچ میں بیت جاتے ہیں۔" انگلیوں میں جکڑا ہوا قلم بڑی خوبصورتی سے صفحے پر چل رہا تھا۔ "تمہارے خیالات میں نیند کب اپنی چادر اوڑھا دیتی ہے مجھے پتا ہی نہیں چلتا۔" قلم کو انگلیوں کے گرد گھماتے ہوئے وہ کچھ سوچنے لگا۔ پھر لکھنے کے لیے دوبارہ میز پر جھکا۔ "بہت انتظار کروا رہی ہو۔ بہت تڑپایا ہے تم نے۔ پانچ سال اس دل نے تمہارا بہت انتظار کیا ہے، اب ایک اور لمحہ نہیں۔" ایک آہ بھرنے کے

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

بعد اس نے دوبارہ لکھنا شروع کیا۔ "آپا کہتیں ہیں میں دیوانہ ہو گیا ہوں، زاویار مجھے مجنوں کہتا ہے اور شہریار۔" وہ ہنسا۔ "اس نے تو کچھ کہنا ہی چھوڑ دیا ہے۔ وہ کہتا ہے جہاں گل نور کا ذکر آتا ہے تو سلیمان کا دماغ کام کرنا چھوڑ دیتا ہے۔ وہ ٹھیک ہی کہتا ہے تمہارے ذکر پر صرف میرا دل کام کرتا ہے وہ بھی معمول سے تیز۔" وہ رکا۔ کسی خیال پر ہنس دیا۔ پھر بولا۔ "کچھ لکھا ہے تمہارے لیے۔ چلو تمہیں سناتا ہوں۔" وہ مسکرایا۔ "مجھے بتانا تمہیں پسند آیا یا نہیں۔" وہ ہر بار سوال کر جاتا تھا۔ کیا اسے اپنے سوالات کے جواب نہیں چاہیے تھے؟

اداس راہوں میں تھام لینا ہاتھ میرا

جو ہو تم خفا تو چھوڑنا نہ ساتھ میرا

ہم تو بیٹھے ہیں صدیوں سے تاک میں تمہاری

تم بھی مت بھولنا کوئی کر رہا ہے انتظار تیرا

تمہارا

سلیمان جمشید

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

وہ خاموش ہوا اور خط کو لفافے میں بند کر کے میز پر سر جھکا کر آنکھیں موند گیا۔

"پانچ سال اور پوری زندگی۔" زیر لب بڑبڑاتے ہوئے گل نور نے بھی کرسی کی پشت سے ٹیک لگا کر اپنی آنکھیں موند لیں۔ آنکھ سے ایک آنسو پھسل پر گال پر گرا تھا۔

میز پر غیر ملکی مہر لگا خط اپنے کھلنے کا انتظار رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

اگر تم دبے پاؤں گل نور کے اسٹوڈیو میں داخل ہو تو دروازے کے بائیں جانب سامنے کی طرف ایزل پر پڑے کینوس پر سفید رنگ کا پردہ ڈالا ہوا ہے۔پردہ اٹھاؤ گے تو خوبصورت پینٹنگ نظر آئے گی۔ کینوس کے وسط میں آسمانی نیلا، ہلکا گلابی، ہلکا مجینڈا اور پرپل رنگ جگہ جگہ بکھرے ہوئے تھے۔ان رنگوں پر تین لفظ بڑی مہارت سے لکھے گئے تھے۔"سلیمان کی گل نور۔" اور جو تم پاس پڑے اسٹینڈ پر دیکھو تو وہاں تمہیں ایک پرچی ملے گی۔اگر تم اسے کھولو گے تو زیر لب دہراؤ گے۔

"گل نور کا سلیمان۔" کھڑکی پر ٹنگے ونڈ چائم نے دکھ سے اپنا منہ موڑ لیا وہ خاموش رہنے لگا تھا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

ختم شد

www.novelsclubb.com